مدینہ سے شام تک

(فی مَقتَلِ مَن قَالَ اَنَا قَتِیلُ العَبرَۃِ)

مؤلف

محققِ وحید حضرت علامہ

محمود بن السیّد مہدی موسوی دہ سرخی

مترجم

حجۃ الاسلام علّامہ محمّد حسن جعفری

نظرثانی

حجۃ الاسلام علّامہ ریاض حسین جعفری فاضلِ قم

— ناشر —

ادارہ منہاج الصّالحین

جناح ٹاؤن، ٹھوکر نیاز بیگ لاہور

فون: 5425372

Presented by Ziaraat.Com

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ

کتاب	:	مدینہ سے شام تک
مؤلف	:	محقق وحید حضرت علامہ محمود بن السید مہدی موسوی دہ سرخی
مترجم	:	حجۃ الاسلام علامہ محمد حسن جعفری
نظر ثانی	:	حجۃ الاسلام علامہ ریاض حسین جعفری فاضل قم
پروف ریڈنگ	:	ملک ابرار حسین میثم حیدری - فخر عباس حیدری
ڈیزائننگ	:	محدثہ بتول جعفری - زہراء بتول جعفری
اصلاح عبارت	:	چودھری محمد عمران حیدر جعفری
اشاعت	:	اگست 2010ء
صفحات	:	392
ہدیہ	:	400 روپے

ملنے کا پتہ

ادارہ منہاج الصالحین ۔ لاہور

الحمد مارکیٹ فسٹ فلور دکان نمبر 20 - غزنی سٹریٹ - اُردو بازار - لاہور

فون: 37225252-042 ، 4575120-0301

Presented by Ziaraat.Com

ترتیب

عرضِ مترجم	14
روزِ عاشوراء کے واقعات	17
حضرت امام حسین علیہ السلام کی دُعا	18
حضرتؑ کے مسلح ہونے کی کیفیت	19
ابن ابی جویریہ، تمیم بن حصین، عبداللہ بن حصین اور شمر علیہم اللعنہ کی گستاخی	19
حضرت بُریر بن خضیر کی اہلِ کوفہ کو نصیحت	23
امام حسین علیہ السلام کا خطبہ اور بزرگانِ کوفہ سے استشہاد	24
شمر کی یاوہ گوئی اور حبیب ابن مظاہر اسدی کا جواب	26
خطبہ امام حسین علیہ السلام (بروایت صدوق)	27
بزرگانِ کوفہ کا نام لے کر حضرتؑ کا خطاب	30
حضرتؑ کا ایک اور خطبہ	31
زہیر بن القین کی اہلِ کوفہ کو نصیحت	35
امام حسین علیہ السلام کا ایک اور خطبہ	36
امام حسین علیہ السلام کی ابن سعد لعین سے ملاقات	40
حُر بن یزید ریاحی کی توبہ	41
حضرت حُر کا کوفیوں سے خطاب	44
آغازِ جنگ۔ حملہ اُولیٰ	45
حملہ اُولیٰ میں شہداء کی تعداد	45
مُبارز طلبی کرنے والے اصحاب	70

Presented by Ziaraat.Com

ابن عمیر کا زیاد کے غلام سے مبارزہ	71
اصحابِ حسینؑ کی تیر اندازی	72
مسلم بن عوسجہ کا ابن جوزہ کو قتل کرنا	73
حضرت حُرؓ کا مبارزہ	74
حضرت حُرؓ کا اذنِ شہادت طلب کرنا	74
شہادت علی بن الحر	76
حضرت مصعب برادرِ حُرؓ کی توبہ	76
حضرت حُرؓ کی شجاعت اور شہادت	77
حضرت مصعب برادرِ حر کی شہادت	82
شہادتِ عُروہ (غرۃ) غلامِ حُر	83
حضرت بُریر بن خضیر (الخضری لہوف) کی شہادت	83
اصحابِ حسینؑ میں سے کتنے افراد کے نام وہب تھے؟	87
شہادت حضرت وہب بن عبداللہ	88
حضرت وہب بن وہب	94
شہادت حضرت عمرو بن خالد ازدی	94
حضرت خالد بن عمرو کی شہادت	95
حضرت سعد بن حنظلہ کی شہادت	96
حضرت عمیر بن عبداللہ مذحجی کی شہادت	96
مسلم بن عوسجہؓ کی شہادت	97
حضرت مسلم بن عوسجہؓ کے فرزند کی شہادت	101
ہلال بن نافع کی شہادت	102
شہادت حضرت نافع بن ہلال بجلی (الجملی)	104
حملۂ جنگ	105
شدتِ جنگ اور یادِ خدا	107

Presented by Ziaraat.Com

- حضرت حبیب بن مظاہر کی میدان میں آمد 109
- شہادت حضرت حبیبؓ بن مظہر 110
- نمازِ عشق ادا ہوتی ہے تلواروں کے سائے میں 113
- لشکر کے اشتیاقِ جنگ کو بڑھانے کے لیے امام حسینؑ اور اہلِ حرم کے کلمات 114
- اصحاب کا جواب 115
- زُہیر بن قین کی شہادت 116
- حضرت ابوثمامہ صیداوی کی شہادت 118
- حضرت حجاج بن مسروق کی شہادت 119
- حضرت یحیٰ بن کثیر کی شہادت 120
- یحیٰ بن سلیم کی شہادت 121
- حنظلہ بن سعد کی شہادت 122
- عبدالرحمٰن بن عبداللہ کی شہادت 124
- عمرو بن قرظہ کی شہادت 125
- حضرت جون بن حوی غلامِ ابوذر غفاری 126
- شہادت حضرت جون بن حوی غلامِ ابوذر غفاری 126
- حضرت عمرو بن خالد صیداوی کی شہادت 128
- شہادت حضرت سوید بن عمرو ابی المطاع 129
- حضرت قرہ بن ابی قرہ کی شہادت 130
- حضرت مالک بن انس مالکی کی شہادت 131
- حضرت سعید بن عبداللہ الحنفی کی شہادت 132
- حضرت عمرو بن مطاع جعفی 135
- اُس جوان کی شہادت جس کا والد پہلے شہید ہو چکا تھا 136
- امام حسینؑ کے غلام اسلم بن عمرو کی شہادت 139
- حضرت اسلم بن کثیر ازدی اعرج 140

Presented by Ziaraat.Com

- شہادت حضرت جنادہ بن حارث 140
- حضرت عمرو بن جنادہ کی شہادت 140
- حضرت شوذب بن عبداللہ ہمدانی الشاکری کی شہادت 142
- حضرت عابس بن ابی شبیب ہمدانی شاکری کی شہادت 143
- حضرت عبداللہ اور عبدالرحمٰن غفاری کی شہادت 145
- عبدالرحمٰن بن عروۃ بن حراق غفاریؓ 147
- حضرت غلام ترکی کی شہادت 147
- یزید بن زیاد بن مہاصر ابوالشعثاء الکندی البہدلی کی شہادت 150
- شہادت یزید بن مہاجر 152
- زیاد بن مُہاصر کی شہادت 152
- حضرت ابوعمرو نہشلی کی شہادت 152
- سیف بن ابی الحارث جابری اور مالک بن عبداللہ بن سریع جابری کی شہادت 153
- حضرت یوسف بن ابی الحرث اور مالک بن عبداللہ کی شہادت 154
- حضرت زیاد مصاہر کی شہادت 154
- حضرت ابراہیم بن امام حسینؑ کی شہادت 155
- شہادت حضرت ابراہیم بن الحصین اسدی 155
- حضرت علی بن مظاہر کی شہادت 156
- حضرت معلی بن علی کی شہادت 156
- حضرت طرماح بن عدی کی شہادت 157
- حضرت محمد بن مطاع کی شہادت 158
- حضرت جابر بن عروہ کی شہادت 158
- حضرت مالک بن داؤد (دودان) کی شہادت 159
- حضرت عبدالرحمٰن بن کدری اور اس کے بھائی کی شہادت 160
- حضرت مالک بن اوس کی شہادت 160

Presented by Ziaraat.Com

- حضرت انیس بن معقل کی شہادت 161
- گمنام شہداء 162
- ایسے شہداء جن کے نام تواریخ میں مذکور نہیں ہیں 162
- کچھ نوادر کے ذکر میں 167
- حضرت حبشی بن قیس النھمی 167
- زید بن ثبیت قیسی 167
- یزید بن ثبیط بن عبدی عبد قیس بصری اور ان کے دو فرزند 167
- سعد بن الحرث انصاری اور ان کے بھائی ابوالحتوف بن الحرث کی شہادت 170
- حضرت بکر بن حی بن تیم اللہ بن ثعلبہ تیمی کی شہادت 170
- حضرت رافع بن عبداللہ مولی مسلم بن کثیر ازدی کی شہادت 171
- حضرت زیاد ابو عمرہ ہمدانی الصائدی کی شہادت 171
- حضرت سلمان بن مضارب بن قیس انماری البجلی کی شہادت 171
- حضرت عباد بن مہاجر بن ابی المہاجر الجہنی کی شہادت 171
- حضرت عقبہ بن الصلت الجہنی کی شہادت 172
- حضرت عمرو بن عبداللہ بن کعب ابوثمامہ ہمدانی الصائدی کی شہادت 172
- حضرت مجمع بن زیاد بن عمرو الجہنی کی شہادت 173
- حضرت موقع بن ثمامہ اسدی الصیداوی ابوموسیٰ کی شہادت 174
- حضرت واضح ترکی مولی الحرث المذحجی السلمانی کی شہادت 174
- حضرت یزید بن مغفل بن جعف المذحجی الجعفی کی شہادت 174
- حضرت داؤد بن طرماح 176
- اسد الکلبی 176
- وہب بن عبداللہ کی زوجہ 176
- حجیر بن جندب 176
- حضرت شریح بن عبید کی شہادت 177

Presented by Ziaraat.Com

- حضرت حماد بن انس 177
- حضرت زہیر بن حسان الاسدی کی شہادت 178
- حضرت عبداللہ بن ابی دجانہ 180
- حضرت اشعث بن قیس اور ان کے ساتھی 180
- حضرت شبیب بن جراد کلابی وحیدی کی شہادت 180
- حضرت ظہیر بن حسان اسدی کی شہادت 181
- حضرت عبداللہ بن ابی سفیان کی شہادت 181
- حضرت قیس بن منبہ کی شہادت 181
- حضرت محمد انس 182
- حضرت وقاص بن مالک 182
- حضرت ہاشم بن عتبہ کی شہادت 183
- حضرت محمد بن جعفر بن ابی طالبؑ کی شہادت 186
- حضرت ملہاف بن المہدس راسبی البصری کی شہادت 186
- حضرت یحییٰ بن ہانی بن عروہ کی شہادت 187
- امامؑ کے وہ ساتھی جو مسلمؑ و حضرت ہانیؒ کی طرح روز عاشورا سے قبل شہید...... 188
- حضرت مسلمؑ و حضرت ہانیؒ 188
- قیس بن مسہر صیداوی 188
- حضرت امام حسینؑ کے رضاعی بھائی عبداللہ بن یقطر حمیری کی شہادت 192
- حضرت عبدالاعلیٰ بن یزید الکلبی العلیمی کی شہادت 193
- حضرت عمارہ بن صلخب الازدی کی شہادت 193
- حضرت امام حسین علیہ السلام کے غلام سلیمان بن رزین کی شہادت 194
- روز عاشورا شہید ہونے والے جوانان بنی ہاشم 195
- حضرت عبداللہ بن مسلمؑ کی شہادت 195
- اولاد عقیلؑ کے شہداء 199

Presented by Ziaraat.Com

- حضرت جعفر بن عقیلؑ کی شہادت 199
- حضرت عبدالرحمٰن بن عقیلؑ کی شہادت 200
- حضرت عبداللہ بن عقیل بن ابی طالبؑ کی شہادت 202
- حضرت عبداللہ بن اکبر بن عقیلؑ کی شہادت 203
- حضرت موسیٰؑ بن عقیلؑ کی شہادت 203
- حضرت عون بن عقیلؑ کی شہادت 204
- حضرت علی بن عقیلؑ کی شہادت 204
- وہ شہیدانِ کربلا جو حضرت عقیلؑ کے پوتے تھے 205
- حضرت محمد بن ابی سعید بن عقیلؑ کی شہادت 205
- حضرت جعفر بن محمد بن عقیل کی شہادت 206
- شہادت احمد بن محمد بن عقیلؑ 206
- حضرت ابی عبید اللہ بن مسلم بن عقیلؑ کی شہادت 207
- جعفر طیارؑ کی نسل کے شہداء 208
- محمد بن عبداللہ بن جعفر طیارؑ کی شہادت 208
- حضرت عون بن عبداللہ بن جعفر طیارؑ کی شہادت 209
- حضرت عبید اللہ بن عبداللہ بن جعفر کی شہادت 212
- حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی اولاد کی شہادت 213
- حسن مثنیٰ کا واقعہ 214
- حضرت عمر بن حسن کے احوال 215
- حضرت قاسم بن حسن علیہ السلام کی شہادت 216
- حضرت عبداللہ بن امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی شہادت 226
- حضرت ابوبکر بن حسن علیہ السلام کی شہادت 227
- حضرت عبداللہ اصغر بن امام حسن علیہ السلام کی شہادت 228
- حضرت احمد بن حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی شہادت 230

Presented by Ziaraat.Com

- اولادِ امیر المومنین علیہ السلام 232
- حضرت عبداللہ بن علی علیہ السلام کی شہادت 232
- حضرت عمر بن علی علیہ السلام کی شہادت 234
- حضرت ابراہیم بن امیر المومنین علیہ السلام کی شہادت 236
- حضرت عباسؑ اور ان کے بھائی 237
- شہادت حضرت عبداللہ بن علی علیہ السلام 237
- شہادت حضرت جعفر بن علی علیہ السلام 238
- شہادت حضرت عثمان بن امیر المومنین علیہ السلام 240
- شہادت حضرت ابوبکر بن علی بن ابی طالب علیہ السلام 242
- شہادت حضرت محمد اصغر بن علی علیہ السلام 243
- شہادت حضرت عون بن علی علیہما السلام 243
- حضرت عباس علمدار کی شخصیت اور ان کی شہادت 246
- علامہ مجلسی رحمۃ اللہ علیہ کی لغزش 248
- حضرت عباس علمدار کی جنگ 248
- شہادت حضرت عباسؑ کے وقت کے متعلق ارباب مقاتل کا اختلاف 260
- شہادت حضرت عباسؑ بن حضرت علی الاصغر علیہ السلام 264
- اولادِ حسین علیہ السلام 265
- شخصیت علی اکبر علیہ السلام 265
- میدان میں روانگی 268
- حضرت علی اکبر کا مبارزہ اور شہادت 270
- شہزادہ علی اکبر کا ایک فارسی مرثیہ از جوہری 275
- شہزادہ علی اکبرؑ کی اپنے گھوڑے سے گفتگو 275
- شہادت حضرت عبداللہ بن الحسین علیہ السلام 279
- شہادت حضرت قاسم بن الحسین علیہ السلام 280

Presented by Ziaraat.Com

* امام حسینؑ، محمد بن ابی سعید ابن عقیلؑ، علی اصغرؑ اور عبداللہ بن الحسنؑ کی شہادت 281
* نصرت امام حسینؑ کے لیے جنات کے قبائل کی کربلا آمد 283
* حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا عزمِ میدان 284
* ایک موثر ترین دعا 286
* سید الشہداءؑ کا اہلِ حرم سے الوداع 289
* اسرارِ امامت حضرت فاطمہ کبریٰؑ کے سپرد کرنا 291
* پرانا لباس 292
* حضرت امام حسینؑ کے آخری گوہر علی اصغرؑ کی شہادت 293
* شہادت حضرت علی اصغر علیہ السلام کی دوسری روایت 295
* شہادت علی اصغر بزبان کاشفی 297
* حضرت امام حسین علیہ السلام کا ابن سعد کو طلب کرنا 299
* حضرت امام حسین علیہ السلام کی ذاتی سواری کے جانوروں کی تعداد 301
* فرزندِ حیدر کی دشمنوں سے تن تنہا لڑائی 301
* امام حسین علیہ السلام کے رجز 302
* اشعارِ حسینؑ بروایت ابی مخنف 307
* امامِ مظلومؑ کے ہاتھوں قتل ہونے والوں کی تعداد 309
* کوفہ کے بے حیاؤں کو غیرت دلانا 310
* راہِ حق کے شہداء کی یاد 312
* زبانِ حال مناسب مقام از جوہری 315
* فرات کے گھاٹ پر آپ کا ورود 316
* امام مظلومؑ کا اہلِ بیتؑ سے آخری الوداع 317
* اہلِ حرم کو قیدیوں جیسا لباس پہننے کی وصیت 320
* گھوڑا طلب کرنا 321
* زخمی شہباز کا ٹڈی دل پر حملہ 324

Presented by Ziaraat.Com

- مظلوم کربلا کے زخموں کی تعداد 325
- امام حسینؑ کی سواری کے آخری لمحات 326
- گھوڑے سے گرنے کے اسباب 327
- حضرت زینب کبریٰ کی عمر سعد سے گفتگو 329
- عبداللہ بن حسنؑ کی شہادت 332
- امام حسینؑ اپنی قتل گاہ میں 323
- امامؑ کی شفقت کی انتہا 336
- سیدالشہداءؑ کا شمر لعین سے مکالمہ 341
- ہلال بن نافع کی زبانی شہادت حسینؑ کی کیفیت 345
- سیدالشہداءؑ کا قاتل کون تھا؟ 350
- وہ آثار جو شہادت کے دن نمودار ہوئے 351
- نالۂ جبرئیلؑ 352
- سیدالشہداءؑ کے گھوڑے کی سرگزشت 353
- ذوالجناح کا ذکر خدا نے موسیٰؑ سے بھی کیا تھا 363
- حضرتؑ کا لباس اور اسلحہ لوٹنے والے کون تھے؟ 364
- انگوٹھی 364
- بند زیر جامہ (کمر بند) 366
- پیراہن 367
- زرہ 368
- زیر جامہ 368
- تلوار 369
- عمامہ 369
- قطیفہ (مخمل کا کپڑا) 370
- ٹوپی 370

Presented by Ziaraat.Com

✱ کمان	370
✱ لباس	371
✱ تاراجی خیام	371
✱ امام مظلوم کربلا کے جسم اطہر کی پامالی	377
✱ پامال کرنے والوں کی سزا	379
✱ کیا واقعی مظلوم کربلا کے جسم پر گھوڑے دوڑے تھے؟	379
✱ شیر اور جناب فضہ کا واقعہ	379
✱ طرماح اور زیارت رسولؐ خدا	386
✱ روز عاشورا ابن عباس کا خواب	387
✱ ابن سعد کے حکم پر خیام کی آتش زدگی	387
✱ حضرت سیدہ زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا کا مرثیہ	388
✱ کربلا میں شہدائے بنی ہاشم کی تعداد	390

✱......✱......✱

Presented by Ziaraat.Com

عرضِ مترجم

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ الذی نور قلوبنا بولاء الحسین وجدہ وابیہ وامہ وبنیہ واجلٰی عیوننا بالبکاء فی مصائب الحسین الصلوٰۃ والسلام علی اباء الحسین وابناء الحسین، امابعد!

حضرت خاتم الانبیاء سید المرسلین صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کی مشہور حدیث ہے:

حسینٌ منی وانا من الحسین احب اللّٰہ من احب حسینا

''حسینؑ مجھ سے ہیں اور میں حسینؑ سے ہوں، اللّٰہ اُس سے محبت رکھے جو حسینؑ سے محبت رکھے''۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کے نسب جیسا دنیا میں کسی کا نسب نہیں ہے اور آپؑ کے حسب جیسا کسی کا حسب نہیں ہے۔

فرزندِ رسولؐ نے دنیا میں وہ عدیم المثال قربانی پیش کی ہے جس کی نظیر پیش کرنے سے تاریخ عاجز ہے۔ آپؑ نے کربلا کے تپتے ہوئے صحرا میں تین دن کی بھوک پیاس برداشت کر کے اور اپنے جاں نثار ساتھیوں اور اپنے اقرباء کی قربانیاں پیش کر کے رہتی دنیا تک انسانوں کو یہ درس دیا ہے کہ راہِ حق میں سر کو کٹایا تو جا سکتا ہے، لیکن جھکایا نہیں جا سکتا۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت امام حسین علیہ السلام کی قربانی کی داستان پر متی کتابیں ہر زمانے میں منظر عام پر آتی رہی ہیں۔ اس کا سلسلہ مقتل عقبہ بن سمعان سے شروع ہوا اور رہتی دنیا تک یہ سلسلہ قائم رہے گا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کی قربانیوں کی داستان بیان کرنا دنیا و آخرت کا عظیم شرف ہے۔ اس داستان سے اُمت اسلامیہ کو اپنے اَسلاف کی رُوح حریت سے واقفیت حاصل ہوتی ہے۔

کتاب ہذا "رمز المصیبۃ" تین جلدوں پر مشتمل ہے اور یہ حجۃ الاسلام سید محمود بن سید مہدی موسوی دہ سرخی کے کئی برس کے مطالعہ کا نچوڑ ہے۔ موصوف نے کتابوں کے گلشن سے جی بھر کر استفادہ کیا ہے، پھر اپنے حاصل مطالعہ کو صفحات قرطاس کی زینت بنایا ہے۔

اُردو زبان میں جہاں پہلے سے مقتل پر بہت سی کتابیں موجود ہیں، اس کتاب سے مقتل کی دنیا میں مزید تحقیق کی راہیں کھلیں گی۔ پاکستان کے موقر ادارہ منہاج الصالحین کے بانی و سرپرست حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ ریاض حسین جعفری فاضلِ قم کی شدید خواہش تھی کہ یہ کتاب منظر عام پر آئے۔

علامہ موصوف کربلا کے عاشق ہیں۔ اُنھوں نے جہاں چند سالوں میں سیکڑوں کتابیں شائع کی ہیں، وہاں وہ مقتل کے موضوع سے بھی غافل نہیں رہے۔ اس موضوع پر علامہ موصوف پہلے ہی کئی وقیع کتابیں شائع کر چکے ہیں۔ لیکن امام حسین سے ان کی عقیدت ان سے هَل مِن مَزِید کا تقاضا کرتی رہتی ہے۔

چنانچہ علامہ جعفری صاحب کے اصرار پر میں نے اس کتاب کے ترجمہ کی حامی بھرلی۔ مصروفیات زیادہ تھیں اور علامہ صاحب کا مسلسل اصرار بھی جاری تھا، اسی لیے میں نے درمیانہ راستہ نکالا۔ میں نے پاکستان کے نامور عالم دین حجۃ الاسلام علامہ

Presented by Ziaraat.Com

الطاف حسین خان کلاچی پرنسپل باب قم تونسہ شریف سے التماس کی کہ کچھ وقت نکال کر رمز المصیبۃ کا ترجمہ کریں۔

مجھے علامہ الطاف حسین کی مصروفیات کا بھی بخوبی احساس تھا، لیکن خدا ان کا بھلا کرے، انھوں نے میری صدا کو رائیگاں نہ جانے دیا اور یہ شرط عائد کی کہ چلو بہتر ہے میں اس کتاب کی پہلی اور تیسری جلد کا ترجمہ کروں گا لیکن دوسری جلد کا ترجمہ آپ خود کریں گے۔ چنانچہ علامہ موصوف نے اپنے وعدہ پر عمل کیا۔

اس وقت دوسری جلد آپ کے سامنے ہے۔ پہلی اور تیسری جلد کے ترجمہ کا اعزاز حجۃ الاسلام علامہ الطاف حسین خان کو حاصل ہے اور میں یہ کہوں گا کہ قسام ازل نے ان کے حصہ میں واقعاتِ کربلا کا بیان کیا تھا۔ لہٰذا وہ حصہ انھیں مل کر رہا۔

این سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

کتاب ہذا میں جہاں بڑی تحقیق اور عرق ریزی سے کام لیا گیا ہے، وہاں جمع الروایات کے تحت کچھ کمزور روایات بھی موجود ہیں۔ ہمارا کام ترجمہ کرنا تھا، تحقیق کرنا نہیں تھا۔ لہٰذا! اگر قارئین کو کہیں کوئی ضعیف روایت سے سابقہ پڑے تو اسے مترجم یا ادارہ منہاج الصالحین کے نظریات کی عکاسی نہ سمجھا جائے۔

آخر میں ہم دعا کرتے ہیں کہ خلاقِ کائنات اپنی پاکیزہ مخلوق کے صدقہ میں ہمیں محمدؐ و آلِ محمدؐ کی معرفت عطا کرے اور ہمیں ان کی محبت پر ثابت قدم رکھے اور ہمارا حشر و نشر ذواتِ عالیہ کے ساتھ فرمائے اور ہمیں ان کی شفاعت سے بہرہ مند فرمائے۔

این دعا از من واز جملہ جہاں آمین آباد

والسلام

راہِ حق میں آپ کا ساتھی

محمد حسن جعفری

Presented by Ziaraat.Com

روزِ عاشوراء کے واقعات

مرحوم علامہ مجلسی نے جلاء العیون ص ۵۵۴ پر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے: جب روزِ عاشوراء کی صبح طلوع ہوئی تو امام مظلومؑ نے اپنے اصحاب کے ساتھ نماز ادا کی اور نماز کے بعد آپؑ نے اپنے اصحاب کی طرف رُخ کر کے فرمایا:

"میں گواہی دیتا ہوں کہ آج علی بن الحسینؑ کے علاوہ تم سب شہید ہو جاؤ گے، لہٰذا خدا کا خوف دلوں میں جاگزیں رکھو، تاکہ ابدی سعادت حاصل کر سکو اور دنیائے فانی کی تھکان اور ذلت سے نجات پاسکو۔"

ایک اور روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ آپؑ نے نماز کے بعد جہاد کے لیے صف بندی کا حکم دیا۔ آپؑ کے لشکر میں بتیس سوار اور چالیس پیادے تھے۔ (ناسخ، جلد۲/۲۲۹)

ایک اور روایت کے مطابق آپؑ کے لشکر میں بیاسی پیادے تھے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے: امام علیہ السلام کا لشکر پینتالیس سواروں اور ایک سو پیادوں پر مشتمل تھا۔

لشکرِ مخالف کے ایک اندازے کے مطابق بائیس ہزار افراد پر مشتمل تھا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے: ایک روایت میں لشکرِ یزید کی تعداد پینتیس ہزار تھی۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے زہیر بن قینؓ کو اپنے لشکر کے میمنہ اور حبیب بن مظاہرؓ کو میسرہ پر مقرر کیا اور علمِ ہدایت اپنے بھائی حضرت عباس علیہ السلام کے سپرد کیا۔

Presented by Ziaraat.Com

پھر آپؑ نے حکم دیا کہ خیام کے گرد جو خندق کھدی ہوئی ہے اس کے تین اطراف میں لکڑیاں ڈال کر آگ لگا دی جائے، تا کہ جنگ صرف ایک طرف سے ہو سکے۔ (ناسخ، ج ۲/۲۲۵)

عمر سعد نے بھی اپنے لشکر کو ترتیب دیا۔ اس نے میمنہ پر عمرو بن حجاج اور میسرہ پر شمر بن ذی الجوشن کو سالار مقرر کیا (جلاء العیون، ص ۵۵۴) اور عروہ بن قیس کو سالاروں اور شبث بن ربعی کو پیادوں کا سالار مقرر کیا اور خود قلب لشکر میں کھڑا ہو گیا۔ (ناسخ، ج ۲/۲۲۹)

حضرت امام حسین علیہ السلام کی دُعا

عمر سعد نے ترتیب لشکر کے بعد امامؑ کی طرف اپنا لشکر روانہ کیا۔ اس وقت آپؑ نے دعا کے لیے ہاتھ بلند کیے اور یہ دعا پڑھی:

اللهم انت ثقتی فی کل کرب ورجائی فی کل شدة وانت لی فی کل امر نزل بی ثقة وعدة کم من کرب یضعف عنه الفؤاد وتقل فیه الحیلة ویخذل فیه الصدیق ویشمت به العدو وانزلته بك وشکوته الیك رغبة منی الیك عمن سواك ففرجته وکشفته فانت ولی کل نعمة وصاحب کل حسنة ومنتهی کل رغبة

(ناسخ، ج ۲/۲۳۳، جلاء العیون، ص ۵۵۴)

"پروردگار! ہر دکھ میں مجھے تیرا ہی سہارا ہے اور ہر سختی میں تو ہی میری اُمید ہے اور سختی اور مصیبت کے اُترنے کے وقت تو ہی میرا ملجا و ماویٰ ہے اور تو ہی میرا لشکر ہے۔

خدایا! کتنے ہی ایسے دُکھ درد ہیں جہاں دل کمزور ہو جاتے ہیں اور

Presented by Ziaraat.Com

راہِ چارہ مسدود ہو جاتی ہے اور دوست چھوڑ جاتے ہیں اور دشمن خوشیاں مناتے ہیں۔ جب میں نے ایسے حوادث کا شکوہ تیرے حضور کیا، کیونکہ میں تیرے علاوہ اور کسی کی طرف رغبت نہیں کرتا، تو نے وہ مصائب ہٹا دیے اور انھیں دُور کر دیا، تو ہی تمام نعمات کا ولی ہے اور ہر نیکی کا مالک ہے اور ہر آرزو کی انتہا تو ہی ہے"۔

حضرتؑ کے مُسلح ہونے کی کیفیت

ناسخ، جلد دوم، ص ۲۲۵ اور جلاء العیون، ص ۵۵۶ پر مرقوم ہے:

جب آپؑ کی دعا مکمل ہوگئی تو آپؑ نے اپنے جنگی اسلحہ کو طلب کیا۔ آپؑ نے رسولؐ اکرم کی زرہ وجود پر سجائی اور رسولؐ اکرم کا عمامہ زیب سر کیا۔ آنحضرتؐ کے اس عمامہ کو "سحاب" کہا جاتا تھا۔ پھر آپؑ نے سر پر خود رکھی جو سر، گردن اور چہرے کو شمشیر و نیزہ سے محفوظ رکھتی تھی۔ بعدازاں رسولؐ خدا کی شمشیر کمر سے باندھی اور خیمہ سے باہر آئے اور حکم دیا کہ خندق میں پڑی ہوئی لکڑیوں کو آگ لگا دی جائے۔

خندق کی آگ دیکھ کر ابنِ ابی جویریہ، تمیم بن حصین، عبداللہ بن حصین اور شمر علیہم اللعنۃ کی گستاخی

جلاء العیون، ص ۵۵۴، ناسخ، جلد ۲/ ۲۲۶ اور امالی صدوق، ص ۱۳۹ مجلس سوم میں حضرت امام علی زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے:

جب خندق میں آگ بھڑکائی گئی تو ابن ابی جویریہ مُزنی نے ہاتھ بلند کیے اور یہ گستاخی کی: "حسینؑ اور اے اصحاب حسینؑ! تمھیں آخرت سے پہلے دنیا ہی میں آگ کی بشارت ہو"۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: یہ کون ہے؟ آپؑ کو بتایا گیا کہ یہ

Presented by Ziaraat.Com

ابن ابی جویریہ مُزنی ہے۔ آپؑ نے اسے بددعا دی اور کہا: "خدایا! اسے دنیا ہی میں آگ کے عذاب میں جلا فرما"۔

آپؑ کی دعا کے اعجاز سے اس کا گھوڑا بے قابو ہوگیا اور اس نے اسے آگ کی خندق میں جا کر گرا دیا۔ وہ اس وقت جل گیا اور دنیاوی آتش سے آتشِ دوزخ میں منتقل ہوگیا۔

تاریخ، جلد۲/ ۲۲۷ میں مرقوم ہے کہ جب اصحابِ حسینؑ نے یہ منظر دیکھا تو انہوں نے تکبیر کی آواز بلند کی اور حضرتؑ کی دعا کی فوری قبولیت پر خدا کا شکر ادا کیا۔ اس وقت آسمان سے یہ آواز آئی: "فرزندِ رسولؐ! تجھے تیری دعا کی قبولیت مبارک ہو"۔

مروان بن وائل ابن زیاد کے لشکر میں موجود تھا۔ اس کا بیان ہے کہ جب میں نے اس صورت حال کو ملاحظہ کیا تو میں نے جنگ سے ہاتھ کھینچ لیا۔

ابن سعد نے کہا: کیا بات ہے تو حسینؑ سے جنگ کیوں نہیں کرنا چاہتا؟

میں نے جواب دیا: جو کچھ اہلِ بیتؑ کی کرامت میں نے دیکھی ہے تو نے نہیں دیکھی، اب میں حسینؑ سے ہرگز جنگ نہیں کروں گا۔

اس کے بعد تمیم بن حصین نے یہ ندا دی: "اے حسینؑ اور اصحابِ حسینؑ! ذرا فرات کے پانی کو دیکھو، وہ شکمِ ماہی کی طرح سے کیسے چمک دمک رہا ہے اور اس میں موجیں اُٹھ رہی ہیں۔ تم موت کا گھونٹ پینے تک اس میں سے ایک قطرہ بھی نہیں پی سکتے۔

امام علیہ السلام نے اس ملعون کی یہ یاوہ گوئی سنی تو فرمایا: یہ کون ہے؟

ساتھیوں نے عرض کیا: یہ تمیم بن حصین ہے۔

آپؑ نے فرمایا: یہ اور اس کا باپ دوزخی ہیں۔ خداوندا! اس کو آج کے دن پیاس سے ہلاک کر دے۔

Presented by Ziaraat.Com

آپؑ کے اعجاز سے اس وقت اس لعین پر پیاس کا غلبہ ہوا، وہ پیاس کی وجہ سے گھوڑے سے گرا اور گھوڑوں کے سُموں میں پیاسا ہی کچلا گیا، اور وہ جہنم رسید ہو گیا۔

ایک اور روایت میں منقول ہے کہ عبداللہ بن حصین نے بھی ایسی ہی گستاخی کی تھی۔

امام علیہ السلام نے اُسے بددعا کی: ''خدایا! اسے پیاس سے ہلاک کر اور اس کی کبھی مغفرت نہ کرنا''۔

راوی کا بیان ہے: واقعۂ کربلا کے بعد وہ ملعون بیمار ہوا اور میں اس کی عیادت کے لیے گیا تو میں نے دیکھا کہ وہ پیاس کی شدت سے تڑپ رہا تھا۔ اس کے رشتہ دار اسے اتنا پانی پلاتے کہ اس کا سانس گھٹنے لگ جاتا تھا۔ وہ قے کر دیتا تھا۔ پھر پیاس پیاس کہنے لگ جاتا تھا۔ وہ اسی حالت میں ہی واصلِ جہنم ہوا۔

ایک اور روایت میں کہا گیا ہے: شمر لعین خندق کے قریب آیا اور اس نے کہا: حسینؑ! آتشِ آخرت سے پہلے ہی تو نے آتشِ دنیا کا انتخاب کر لیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اے بکریاں چرانے والی عورت کے فرزند! تو آگ میں جلنے کے زیادہ لائق ہے۔ (جلاء العیون، ص ۵۵۵، ناسخ، جلد ۲/ ۲۲۶، ارشاد مفید، ص ۲۳۳ معلوم ہوتا ہے کہ حضرتؑ کی بددعا سے یہ تین ملعون واصل دوزخ ہوئے تھے: ابن ابی جویریہ، تمیم بن حصین، عبداللہ بن حصین)

اسی وقت مسلم بن عوسجہؓ نے حضرتؑ سے عرض کیا: مولا! مجھے اجازت دیں میں اسے تیر مار کر ہلاک کر دوں کیونکہ اس وقت یہ لعین میرے تیر کے نشانے پر ہے۔ یہ تمام دشمنوں سے زیادہ بدبخت ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: میں جنگ کی ابتدا نہیں کرنا چاہتا۔

ایک اور روایت میں حضرت امام علی زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے

Presented by Ziaraat.Com

کہ آپؑ نے فرمایا:

عمر سعد کے لشکر سے ایک اور شخص سامنے آیا جسے محمد بن اشعث بن قیس کندی کہا جاتا تھا۔ اس نے کہا: حسینؑ! رسولؐ خدا سے تجھے کون سی حرمت ملی ہے جو دوسروں کو نہیں ملی؟

آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ اصۡطَفٰۤى اٰدَمَ وَ نُوۡحًا وَّ اٰلَ اِبۡرٰهِيۡمَ وَ اٰلَ عِمۡرٰنَ عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ ۝ ذُرِّيَّةًۢ بَعۡضُهَا مِنۡۢ بَعۡضٍ‌ وَ اللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ (آل عمران، آیہ ۳۴)

''اللہ نے آدمؑ، نوحؑ، آلِ ابراہیمؑ اور آلِ عمرانؑ کو تمام جہانوں میں سے چنا ہے۔ وہ ایک دوسرے کی نسل میں تھے، اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے''۔

پھر آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! محمدؐ، آلِ ابراہیمؑ میں سے تھے اور ان کی عترت آلِ محمدؐ ہے۔

پھر آپؑ نے فرمایا: یہ شخص کون ہے؟

لوگوں نے عرض کیا: یہ محمد بن اشعث بن قیس کندی ہے۔

آپؑ نے اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھایا اور کہا: خدایا! آج کے دن محمد بن اشعث کو ایسی ذلت و رسوائی میں مبتلا کر جس کے بعد اس کے پلّے کوئی عزت و وقار باقی نہ رہے۔

وہ اس وقت لشکر گاہ سے قضائے حاجت کے لیے باہر گیا۔ اللہ نے اس پر ایک بچھو مسلط کیا، جس نے اسے کاٹا۔ اس کی شرم گاہ کھل گئی اور وہ اپنی ہی غلاظت میں غلطان ہو کر تڑپنے لگا۔ یہاں تک کہ جہنم واصل ہوا۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت بُریر بن خضیر کی اہلِ کوفہ کو نصیحت

تاریخ، جلد۲/۳۳۰ اور مقتل خوارزمی، ص ۲۵۳ کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ روزِ عاشوراء امام کے اصحاب میں سے حضرت بُریر بن خضیر نے اہلِ کوفہ کو وعظ و نصیحت کی تھی۔ جب کہ امالی صدوق ص ۱۳۹ کی آخری سطر میں مرقوم ہے: یزید بن حصین نے امام علیہ السلام سے عرض کی: فرزندِ رسولؐ! مجھے اجازت دیں، میں ان لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتا ہوں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔

مقتل خوارزمی کی عبارت یہ ہے: امام حسین علیہ السلام نے بُریرؓ سے فرمایا: بُریر! جاؤ اور ان لوگوں کو وعظ و نصیحت کرو۔

امام علیہ السلام کا فرمان سن کر حضرت بُریرؓ قومِ اشقیاء کے سامنے گئے اور فرمایا: لوگو! اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو تمہارے پاس بشیر و نذیر بنا کر بھیجا۔ آنحضرتؐ نے حکمِ خداوندی سے خدا کی دعوت دی۔ آپؐ روشن چراغ تھے۔ یہ فرات کا پانی ہے جسے کتے اور صحرائی خنزیر تک اس میں لوٹ رہے ہیں لیکن تم نے آلِ آنحضرتؐ کی اولاد پر پانی بند کر دیا ہے۔

لشکرِ کوفہ نے آواز دی: بُریر! (اے یزید بن حصین) زیادہ باتیں مت کرو۔ خدا کی قسم! حسینؑ اسی طرح سے پیاسا رہے گا، جیسا کہ اس سے قبل عثمان بن عفان پیاسا رہا تھا۔

جلاء العیون مجلسی، ص ۵۵۵ کی آخری سطر اور مقتل خوارزمی، ص ۲۵۲ پر مرقوم ہے: اس وقت بُریر نے کہا: اے بے حیا لوگو! خدا سے ڈرو، رسولِ خدا کی اہلِ بیتؑ کے افراد تمہاری زمین پر آئے ہیں اور وہ تمہارے مہمان ہیں۔ ان کے متعلق آخر کیا ارادہ رکھتے ہو؟

اہلِ لشکر نے جواب دیا: ہم حسینؑ کا ہاتھ پکڑ کر ابن زیاد کے ہاتھ میں دینا

Presented by Ziaraat.Com

چاہتے ہیں، پھر جو کچھ وہ چاہے ان سے سلوک کرے۔

بُریر نے کہا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ وہ اپنے وطن لوٹ جائیں۔

اے اہلِ کوفہ تم پر ہلاکت ہو کیا تم نے اپنے وہ خطوط فراموش کر دیے ہیں جن میں مؤکد قسمیں کھا کر تم نے انھیں اپنی وفاداری کا یقین دلایا تھا؟

بے شرم لوگو! تم نے اپنے نبیؐ کے فرزند کو خطوط لکھے ہیں کہ آپؑ ہمارے ہاں تشریف لائیں، ہم آپؑ کے لیے جانیں قربان کر دیں گے۔ اور اب جب کہ تمہاری دعوت پر تشریف لائے ہیں تو تم ان کو پانی دینے کے بھی روادار نہیں ہو اور چاہتے ہو کہ بے اصل ونسب ابن زیاد ان پر تسلط حاصل کرے؟

کیا رسولؐ خدا کے حق کی اس کے فرزند کے لیے یہی رعایت کرتے ہو؟ تم لوگ انتہائی بُرے ہو۔ خدا تمھیں روزِ قیامت سیراب نہ کرے۔ (مقتل خوارزمی میں مرقوم ہے: لشکرِ کوفہ میں سے ایک شخص نے کہا: بُریر! مجھے معلوم نہیں ہے کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ بُریر نے کہا: الحمدللہ......)

حضرت بُریرؒ کو جب کوئی تسلی بخش جواب نہ ملا تو وہ واپس ہونے لگے اور فرمایا: الحمدللہ! تمہاری گمراہی اور کفر کے متعلق میری بصیرت میں اضافہ ہوا ہے۔ خدایا! میں تیرے حضور ان کے کردار سے اپنی بیزاری کا اعلان کرتا ہوں۔ خدایا! ان کی تلواریں ایک دوسرے پر بے نیام فرما، تاکہ اس تیری ناراضگی کے مستحق بن کر ہلاک ہو جائیں۔

لشکرِ کوفہ نے بُریرؒ پر تیر برسائے اور بُریرؒ واپس آ گئے۔

امام حسین علیہ السلام کا خطبہ اور بزرگانِ کوفہ سے استشہاد

تاریخ، جلد۲/۳۳۰، جلاء العیون، ص ۵۵۶ اور امالی صدوق، ص ۱۴۰ اور ارشاد مفید، ص ۲۳۳ اور قمقام، جلد۱/۳۹۰ پر مرقوم ہے: اس کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنا اُونٹ طلب کیا اور اس پر سوار ہوئے۔

Presented by Ziaraat.Com

امالی کی روایت کے مطابق حضرتؑ نے تلوار کا سہارا لیا ہوا تھا۔ (تذکرۃ الخواص ابن جوزی، ص ۲۶۲، طبع نجف میں ہشام بن محمد سے منقول ہے کہ جب امام علیہ السلام نے دیکھا کہ اہلِ کوفہ آپؑ کے قتل پر اصرار کر رہے ہیں تو آپؑ نے قرآن مجید اُٹھا کر کھولا اور اپنے سر پر رکھا اور آواز دے کر فرمایا: میرے اور تمہارے درمیان خدا کی یہ کتاب اور میرے نانا محمد مصطفیؐ ہیں۔ اے لوگو! تم میرا خون بہانا کیوں حلال سمجھتے ہو......الی آخرہ)

آپؑ نے بلند آواز سے فرمایا:

اے اہلِ عراق! آپؑ کی آواز اکثریت کے کانوں تک پہنچ رہی تھی۔ لوگو! میری باتوں کو غور سے سنو اور جلد بازی سے کام نہ لو تا کہ میں تمہیں نصیحت کرسکوں اور اپنا عذر تمہارے سامنے پیش کرسکوں۔ انصاف کے حدود سے تجاوز نہ کرو۔ اگر تم نے انصاف سے کام لیا تو خوش بخت قرار پاؤ گے اور اگر تم نے بے انصافی کی تو پھر تمہارا معاملہ تم پر پوشیدہ نہ رہے اور تم جو چاہو فیصلہ کرو اور مجھے مہلت نہ دو۔ میرا سرپرست بس خدا ہے جس نے قرآن نازل کیا ہے اور وہ نیک افراد کا سرپرست ہے۔

اس کے بعد آپؑ نے اللہ تعالٰی کی حمد کی اور نبی اکرمؐ، ملائکہ اور انبیاءؑ پر درود بھیجا۔ لوگوں نے آپؑ سے بہتر گفتگو کسی کی نہیں سنی تھی جو آپؑ کی گفتگو سے بلیغ ہوتی۔

پھر آپؑ نے فرمایا: لوگو! اچھی طرح سے غور کرو اور جان لو کہ میں کون ہوں اور یہ بھی جان لو کہ میری نسبت کس سے ہے۔ پھر ہوش میں آؤ اور اپنے آپ کو ملامت کرو اور سوچو کہ کیا میرا قتل تمہیں زیب دیتا ہے؟ اور کیا میری ہتک حُرمت تمہیں فائدہ دیتی ہے؟

لوگو! کیا میں تمہارے نبیؐ کا نواسہ نہیں ہوں اور کیا میں تمہارے نبیؐ کے وصی کا

Presented by Ziaraat.Com

فرزند نہیں ہوں؟ جو کہ رسولؐ خدا کے ابن عم تھے اور جو آنحضرتؐ پر سب سے پہلے ایمان لائے تھے اور سب سے پہلے آنحضرت کی تصدیق کی تھی۔

کیا حمزہ سید الشہدا و میرے چچا نہ تھے؟ اور کیا جعفر میرے چچا نہیں ہیں جو جنت میں دو پروں کے ساتھ پرواز کرتے ہیں؟

کیا تم نے رسولؐ خدا کا یہ فرمان نہیں سنا جو انہوں نے میرے اور بھائی حسنؑ کے لیے فرمایا تھا: "یہ دونوں جوانانِ جنت کے سردار ہیں"۔

اگر تم میری اس بات کی تصدیق کرو گے جو کہ سراسر حق ہے۔ خدا کی قسم! جس دن سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ خدا جھوٹے سے عداوت رکھتا ہے، اس دن سے میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

اگر اس کے باوجود تم میری تکذیب کرتے ہو تو پھر تمہارے درمیان ایسے افراد موجود ہیں جو میری صداقت کی گواہی دیں گے۔ تم جابر بن عبداللہ انصاری، سعید خدری، سہل بن سعد ساعدی، زید بن ارقم اور انس بن مالک سے پوچھ لو۔ وہ سب تمہیں بتائیں گے کہ انہوں نے رسولؐ خدا سے میرے اور میرے بھائی کے متعلق یہ حدیث سنی تھی اور کیا یہ بات کافی نہیں ہے کہ میرے خون بہانے سے بچ جاؤ؟

شمر کی یاوہ گوئی اور حبیب ابن مظاہر اسدی کا جواب

ناسخ، جلد۲/۲۳۲ پر مرقوم ہے کہ جب امام علیہ السلام اس مقام پر پہنچے تو شمر بن ذی الجوشن نے کہا:

اگر مجھے تیری باتوں کے مطلب کی سمجھ آجائے تو پھر میں نے خدا کی عبادت شک وشبہ میں رہ کر کی ہے۔

مقتل خوارزمی میں ہے: شمر لعین نے امام حسین علیہ السلام سے کہا:

انا اعبد اللّٰہ علی حرف ان کنت ادری ما تقول

Presented by Ziaraat.Com

فسکت الحسین

"اگر مجھے آپ کی باتوں کا مطلب سمجھ میں آجائے تو پھر گویا میں نے شک وشبہ میں خدا کی عبادت کی ہے"۔

امام حسین علیہ السلام خاموش ہو گئے۔ اس وقت حضرت حبیب ابن مظاہرؓ نے اس سے کہا: اے دشمنِ خدا اور رسولؐ! میں گمان کرتا ہوں کہ تو ستر قسم کے شکوک وشبہات کے ساتھ عبادت کرتا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے یہ سچ کہا ہے کہ تجھے علم ہی نہیں ہے جو کچھ حسینؑ کہہ رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا نے تیرے دل پر مہر لگادی ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: برادرِ اسدی! بس یہی کافی ہے جو مقدر ہو چکا ہے۔ اس کا فیصلہ ہو کر رہے گا اور تقدیر لکھنے والا قلم خشک ہو گیا ہے۔ خدا اپنے ارادے کو بروئے کار لائے گا۔ خدا کی قسم! مجھے اپنے نانا، والد، والدہ، بھائی اور اپنے اسلاف سے ملنے کا اس سے کہیں زیادہ اشتیاق ہے جو کہ یعقوبؑ کو یوسفؑ اور اس کے بھائی سے ملاقات کے لیے تھا۔ میرے لیے شہادت گاہ کا انتخاب ہو چکا ہے جہاں مجھے پہنچنا ہے۔

ارشاد مفید میں مرقوم ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: جو کچھ میں نے اب تک کہا ہے اگر تمہیں اس میں شک ہے تو کیا تمھیں اس بات میں بھی شک ہے کہ میں تمھارے نبیؐ کا نواسہ ہوں؟

خدا کی قسم! اس وقت تمام مشرق ومغرب کے درمیان میرے علاوہ نبی کا کوئی فرزند موجود نہیں ہے۔ نہ تو تمھارے درمیان کوئی دوسرا فرزندِ رسولؐ موجود ہے اور نہ ہی تمہارے علاوہ کسی اور جگہ پر فرزندِ رسولؐ موجود ہے۔

خطبہ امام حسین علیہ السلام (بروایت صدوق)

امالی صدوق، ص ۱۴۰ پر مرقوم ہے:

امام حسینؑ کھڑے ہوئے، آپؑ اپنی تلوار کا سہارا لیے ہوئے تھے۔ آپؑ نے

Presented by Ziaraat.Com

بلند آواز سے فرمایا: اے لوگو! میں تمھیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم لوگ مجھے جانتے ہو؟

اُنھوں نے کہا: ہاں، آپؑ رسولؐ خدا کے فرزند اور نواسے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: میں تمھیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ میرے نانا رسولؐ خدا ہیں؟

اہلِ کوفہ نے کہا: جی ہاں۔

آپؑ نے فرمایا: کیا تم یہ جانتے ہو کہ میری والدہ فاطمہ زہراؑ رسولؐ خدا کی دختر ہیں؟

اہلِ کوفہ نے کہا: جی ہاں، ہم جانتے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ میرے والد علی بن ابی طالب ہیں؟

اہلِ کوفہ نے کہا: جی ہاں۔

آپؑ نے فرمایا: تمھیں خدا کی قسم! کیا تم جانتے ہو کہ خدیجہ بنت خویلد جو تمام عورتوں میں سے سب سے پہلے ایمان لائی تھیں میری نانی ہیں؟

اہلِ کوفہ نے کہا: جی ہاں۔

آپؑ نے فرمایا: تمھیں خدا کی قسم! یہ جانتے ہو کہ سید الشہداء حمزہؓ میرے والد کے چچا ہیں؟

اہلِ کوفہ نے کہا: جی ہاں۔

آپؑ نے فرمایا: تمھیں خدا کی قسم! کیا تم آگاہ ہو کہ جعفر طیارؓ (بہشت میں پرواز کرنے والے) میرے چچا ہیں۔

انھوں نے کہا: ہاں، خدا کی قسم!

حضرتؑ نے فرمایا: تم لوگوں کو خدا کی قسم! کیا تم جانتے ہو کہ یہ تلوار جو میں نے

Presented by Ziaraat.Com

اپنی کمر میں حمائل کر رکھی ہے، رسولؐ خدا کی تلوار ہے؟

اِن لوگوں نے کہا: ہاں خدا کی قسم! یہ وہی تلوار ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: تمھیں خدا کی قسم! کیا تم جانتے ہو کہ یہ عمامہ جو میں نے اپنے سر پر رکھا ہوا ہے، رسولؐ خدا کا عمامہ ہے؟

اُن لوگوں نے کہا: ہاں خدا کی قسم! اُنھی کا ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم! کیا تم لوگ جانتے ہو کہ میرے باپ سب سے پہلے اسلام لانے والے، علم کے معاملے میں سب سے زیادہ صاحبِ علم ہوئے۔ حلم و بُردباری میں سب سے زیادہ بُردبار ہونے میں بزرگ ترین شخصیت ہیں اور بلاشک وشبہ ہر مرد و زن کے مولاؑ ہیں؟

انھوں نے کہا: خدا کی قسم! ایسا ہی ہے۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اس کے باوجود تم جانتے ہو، کل روزِ قیامت میرے بابا حوضِ کوثر پر ہوں گے اور بعض لوگوں کو وہاں سے یوں ہکلائیں گے جیسے پیاسے اُونٹ کو پانی سے دُور کیا جاتا ہے۔ اِس کے باوجود تم جانتے ہو کہ قیامت والے دن ''لوائے حمد'' میرے جد کے ہاتھ میں ہوگا۔ پس کس وجہ سے میرے خون کو حلال سمجھتے ہو؟

انھوں نے کہا: یہ سب کچھ جانتے ہیں لیکن پھر بھی آپ کو نہیں چھوڑیں گے یہاں تک کہ پیاسے موت کا مزہ چکھیں۔

امام علیہ السلام اس دن تک ستاون سال عمر گزار چکے تھے۔ آپؑ نے اپنی ریش پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا:

یہودیوں پر خدا کا غضب اِس وقت زیادہ ہوا تھا جب اُنھوں نے کہا: عزیر خدا کا بیٹا ہے۔ مسیحوں پر خدا کا غضب اُس وقت زیادہ ہوا جب اُنھوں نے کہا: مسیحؑ خدا کا

Presented by Ziaraat.Com

بیٹا ہے۔ مجوسیوں پر خدا کا غضب اُس وقت زیادہ ہوا، جب اُنھوں نے خدا کی بجائے آتش کی پرستش شروع کر دی۔ ہر اُمت پر اُس وقت خدا کا غضب سخت ہوا جب اُس نے اپنے پیغمبر کو قتل کر دیا اور اب اِس گروہ کے افراد پر خدا کا غضب سخت ہو گیا کہ یہ اپنے پیغمبرؐ کے فرزند کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔

بزرگانِ کوفہ کا نام لے کر حضرتؑ کا خطاب

ایک اور روایت کے مطابق آپؑ نے لشکرِ اشقیاء کے کچھ افراد کو خصوصی طور پر مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

اے شبث بن ربعی، حجاز بن ابجر، قیس بن اشعث اور اے یزید بن اشعث! کیا تم لوگوں نے مجھے یہ نہیں لکھا تھا کہ میوے پک چکے ہیں اور صحرا سرسبز ہو چکے ہیں اور آپؑ کے لیے لشکر آمادہ ہیں۔ آپؑ جلد از جلد ہمارے پاس آئیں ہم آپؑ کی مدد کریں گے؟

قیس بن اشعث نے جواب دیا: اب ان باتوں کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ آپؑ جنگ سے ہاتھ کھینچ لیں اور اپنے پسرانِ عم کے حکم پر راضی ہو جائیں۔ وہ لوگ آپؑ سے کوئی بدسلوکی نہیں کریں گے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم! میں اپنے آپ کو تمہارے ہاتھ میں نہ دوں گا اور ذلت و پستی قبول نہیں کروں گا اور غلاموں کی طرح سے طوقِ اطاعت گردن میں نہ ڈالوں گا۔ (ارشاد اور ناسخ میں عربی جملہ یہ ہے: لا افر فرار العبید اور بحار میں یہ عبارت ان الفاظ سے مرقوم ہے: ولا اقر اقرار العبید (بحار، جلد ۴۵/ ۷)

پھر آپؑ نے بلند آواز سے فرمایا: اے بندگانِ خدا!

وَاِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ وَرَبِّكُمْ اَنْ تَرْجُمُوْنِ ○ (سورۂ دخان، آیہ ۱۹)

Presented by Ziaraat.Com

''میں اپنے اور تمہارے رب سے پناہ چاہتا ہوں کہ تم مجھے سنگسار کرو''۔

اِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ وَرَبِّکُمْ مِّنْ کُلِّ مُتَکَبِّرٍ لَّا یُؤْمِنُ بِیَوْمِ الْحِسَابِ ۝ (سورۂ مومن، آیہ ۲۸)

''میں اپنے اور تمہارے پروردگار سے ہر متکبر کے شر سے پناہ چاہتا ہوں جو یوم حساب پر ایمان نہ رکھتا ہو''۔

حضرتؑ کا ایک اور خطبہ

بحار، جلد ۴۵/ ۷، تمقام، جلد اوّل/ ۳۹۲، ناسخ، جلد ۲/ ۲۳۶، مقتل خوارزمی، جلد ۳/ ۶ اور ارشاد مفید، ص ۲۳۵ میں مرقوم ہے کہ امام علیہ السلام نے اپنے اُونٹ کو بٹھایا اور عقبہ بن سمعان سے فرمایا: اس کے زانو باندھ دو۔ اس کے بعد آپؑ گھوڑے پر سوار ہوئے۔ ابن زیاد کے لشکر نے آپؑ کو گھیر لیا۔

آپؑ نے لوگوں سے فرمایا: خاموش ہو جاؤ لیکن لوگ خاموش نہ ہوئے۔

آپؑ نے فرمایا: تم پر ہلاکت ہو تم خاموشی اختیار کیوں نہیں کرتے اور میری باتوں پر کان کیوں نہیں دھرتے؟ میری باتیں سنو: ''جو میری اطاعت کرے گا وہ ہدایت پالے گا اور جو میری مخالفت کرے گا وہ ہلاک ہو جائے گا''۔

اس کے باوجود تم میری مخالفت پر کمر بستہ ہو اور میری باتیں نہیں سنتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تمہارے شکم حرام سے بھر چکے ہیں اور تمہارے دلوں پر مہر لگی ہوئی ہے۔ تم پر ہلاکت ہو تم میری گفتگو کیوں نہیں سنتے اور خاموش کیوں نہیں ہو جاتے؟

عمر سعد کے لشکر میں اختلاف پڑ گیا اور وہ ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے اور آپس میں کہنے لگے: ان کی باتوں پر دھیان دو۔

اس وقت حضرتؑ بلند ہوئے اور فرمایا:

Presented by Ziaraat.Com

قبًا لكم ايتها الجماعة وترحًا افحين ...... وخذلة الاصحاب

"اے ناقص افراد کی جماعت! تم پر ہلاکت و تباہی ہو جب تم حیران و پریشان تھے تم نے ہم سے مدد طلب کی۔ جب ہم نے تمھاری دعوت کو قبول کیا، تو تم ہماری ہی عطا کردہ تلواریں لے کر ہمارے مقابلہ پر آ گئے اور ہم نے اپنے اور تمھارے دشمن کے خلاف جس آگ کو بھڑکایا تھا، تم نے اسی کے شعلے ہمارے آگے کھڑے کر دیے جب کہ تمھیں دشمنوں سے کوئی عدل و انصاف نہیں ملا اور انھوں نے تمھاری کسی بھی آرزو کو پورا نہیں کیا اور ہم نے تمھارا کوئی جرم نہیں کیا۔

دنیا کے مُردار کی لالچ میں آ کر، دشمنوں کی مدد کے لیے دوستوں کا خون بہانے کے لیے تم نے کمریں باندھ لی ہیں۔ تم پر ہلاکت ہو، ٹھہر جاؤ اور رُک جاؤ اگر تمھیں ہماری آمد پسند نہیں ہے تو ہمارا راستہ چھوڑ دو۔ اگر تم مدد کے لائق نہیں ہو تو کم از کم دشمنی تو نہ کرو۔ ابھی تلواریں نیام سے باہر نہیں آئیں اور دل اپنی جگہ اور آراء میں تبدیلی نہیں آئی۔

تم حشرات الارض کی مانند ہر طرف سے ہمارے گرداگرد جمع ہوئے ہو اور پروانوں کی طرح تم نے ہمیں ہر طرف سے گھیر لیا ہے۔ خدا تمھیں اپنی رحمت سے دُور رکھے۔ تم لوگ بقیۂ احزاب ہو۔ تم نے کتاب اللہ کو پسِ پشت ڈال دیا ہے اور اولادِ انبیاءؑ کو قتل کرنے کے لیے جمع ہو چکے ہو۔ جن زنازادوں کا بعد میں

الحاق کیا گیا ہے تم انھیں پسند کرتے ہو۔ تم نے اپنے لیے خرابیوں کو جمع کیا ہے اور تم نے اپنے لیے ابدی عذاب کا انتخاب کیا ہے۔ تم اِن کی مدد کر رہے ہو اور ہمیں چھوڑ رہے ہو؟
جی ہاں، بے وفائی تمہارا پرانا شیوہ ہے، تمہاری جڑیں اور شاخیں اسی پر ہی جوان ہوئی ہیں۔ بے وفائی تمہارے دلوں میں گھر کر چکی ہے اور تمہارے سینوں پر چھائی ہوئی ہے۔ تم شجرۂ خبیثہ کے پھل پھول ہو اور غصب کرنے والوں کے لیے ایک لقمہ بن چکے ہو۔ خدا ان پر لعنت کرے جو عہدو پیان باندھنے کے بعد اسے توڑتے ہیں، جب کہ تم نے اپنے عہد پر خدا کو ضامن قرار دیا تھا۔ مگر اس کے باوجود تم بے وفائی کے بے وفا ہی رہے۔
آگاہ رہو! اس حرام زادے اور حرام زادے کے فرزند نے، مجھے دو میں سے ایک کے انتخاب پر مجبور کر دیا کہ یا تو ذلت قبول کروں یا جنگ کروں۔ هیهات منا الذلة، ہم ذلت قبول نہیں کریں گے۔ ذلت قبول کرنے سے خدا اور اس کا رسولؐ اور پاکیزہ خاندان کی روایات اور طاہر و مطہر گودیاں اور غیرت مند نفوس مانع ہیں۔ ہم عزت کی موت کو رذیلوں کی اطاعت پر ترجیح دیتے ہیں۔ میں اس چھوٹے سے لشکر کے ساتھ مقابلہ پر آمادہ ہوں۔ پھر آپؑ نے فروہ بن مسیک (سیک) مرادی کے یہ اشعار پڑھے: (جن کا ترجمہ یہ ہے)
""اگر ہم غالب رہے تو یہ کوئی انہونی بات نہ ہوگی۔ ہم قدیم الایام سے ہی غلبہ حاصل کرتے آئے ہیں اور اگر ہمیں شکست

Presented by Ziaraat.Com

ہو گئی تو بھی وہ ہماری شکست نہ ہو گی کیونکہ ڈرنا اور گھبرانا ہمارا شعار نہیں ہے۔ ہماری موت دوسروں کے اقتدار کا ذریعہ ہے۔ اگر شتر مرگ آج کسی قوم پر اپنے سینہ کو ٹکاتا ہے تو وہ دوسروں پر بھی اپنے سینہ کو ٹکائے گا۔ ہمارے بزرگوں کی موت نے ہمیں فنا کیا ہے اور اسی موت نے پہلوں کو بھی معاف نہیں کیا۔ اگر سلاطین و اشراف نہ مرتے تو ہم بھی آج باقی رہتے۔ سرزنش کرنے والوں سے کہہ دو کہ وہ ہوش میں آئیں۔ ان پر بھی وہی موت آئے گی جو ہم پر وارد ہوئی ہے۔

خدا کی قسم! اس کے بعد تم زیادہ عرصہ تک آرام وسکون میں نہیں رہو گے۔ بس تمہیں اتنی سی مہلت ملے گی جتنی دیر میں کوئی شخص گھڑسواری کرتا ہے۔ پھر تمہارے گرد انقلاب کی چکی گردش کرے گی اور محور کی طرح سے مضطرب ہو جاؤ گے۔

یہ وہ عہد ہے جسے میرے والدؑ نے حضرت رسولؐ خدا سے سنا تھا اور مجھے اس کی خبر دی تھی۔ خدایا! ان سے بارانِ رحمت کو منقطع کر دے اور ان پر قحط اور تنگ دستی نازل فرما اور ان پر ویسا ہی قحط مسلط کر جیسا کہ دور یوسف میں مسلط ہوا تھا اور ان پر بنی ثقیف کے جوان کو مسلط فرما جو انہیں زہر کے پیالے پلائے اور ان میں سے کسی کو نہ چھوڑے اور وہ ہر قتل کے عوض قتل کرے اور ہر ضربت کا ضربت سے انتقام لے۔ یہ انتقام میرے اور میرے دوستوں اور میرے اہلِ بیتؑ اور میرے شیعوں کے لیے رحمت ہے۔ (بعض حضرات لکھتے ہیں کہ اس سے حجاج بن ثقفی

Presented by Ziaraat.Com

مراد ہے، جب کہ حقیقت یہ ہے امیر مختار ثقفی حضرت امام حسینؑ کی دعا کا ثمر تھے)

خدایا! ان لوگوں نے ہمیں فریب دیا اور ہماری بیعت کی۔ پھر انھوں نے ہماری تکذیب کی اور ہمیں بے یار و مددگار چھوڑ دیا۔ اے ہمارے پروردگار! تجھ پر ہم نے توکل کیا ہے اور تیرے حضور ہمیں لوٹنا ہے، اور تیری طرف بازگشت ہے"۔

زہیر بن القین کی اہلِ کوفہ کو نصیحت

تاریخ، جلد۲/۲۴۱ اور مقتل مقرم، جلد۱/۳۹۶ پر مرقوم ہے: روایات میں وارد ہے کہ زہیر بن قین نے سپاہِ کوفہ سے خطاب کر کے کہا:

لوگو! مسلمان پر دوسرے مسلمان کا حق ہے کہ وہ اس کی خیر خواہی کرے۔ ہم اور تم ایک ہی دین و شریعت کے پیروکار ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے فرزند کے ذریعے سے ہمارا امتحان کر رہا ہے اور وہ یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ ہم اور تم ان کے متعلق کیا کرتے ہیں۔ میں تمھیں حسینؑ کی مدد کی دعوت دیتا ہوں اور گمراہوں کی مدد سے باز رہنے کی درخواست کرتا ہوں۔

جب کوفیوں نے یہ کلمات سنے تو کہا: ہم تمھارے آقا اور اس کے پیروکاروں پر شمشیر چلائیں گے تاآنکہ وہ یزید کی بیعت کر لیں۔

زہیرؓ نے کہا: اے بندگانِ خدا! فرزندِ سمیہ کی بہ نسبت حضرت امام حسینؑ نصرت و مؤدت کے زیادہ حق دار ہیں۔ اگر تم حسینؑ کی مدد پر آمادہ نہیں ہو تو کم از کم انھیں شہید نہ کرو۔ ممکن ہے کہ قتل کے بغیر یزید ان سے راضی ہو جائے اور قتل حسینؑ کے بغیر تم سے بھی راضی ہو جائے"۔

اس وقت شمر لعین نے زہیرؓ کی طرف ایک تیر پھینکا اور کہا: خاموش ہو جا، تو نے

Presented by Ziaraat.Com

زیادہ گفتگو کر کے ہمیں بے چین کیا ہے۔

زہیرؓ نے فرمایا: اپنی ایڑیوں پر پیشاب کرنے والے کے بیٹے! میں تجھ جیسے جانور سے باتیں نہیں کر رہا۔ تو ابھی سے عذاب آخرت کے لیے آمادہ ہو جا۔

شمر نے کہا: تھوڑی دیر تک میں تجھے اور تیرے آقا کو قتل کر دوں گا۔

زہیرؓ نے فرمایا: تو مجھے موت سے ڈراتا ہے۔ خدا کی قسم! حسینؑ کے ساتھ قتل ہونا تم سے زندگی بسر کرنے کی بہ نسبت مجھے زیادہ عزیز ہے۔

پھر انھوں نے لشکر کی طرف رُخ کر کے کہا: اے مہاجرین وانصار! اس اور اس جیسے ملعون کتوں کی باتیں سن کر فریب نہ کھاؤ۔ انھیں شفاعتِ محمدؐ میں سے کوئی حصہ نہیں ملے گا۔

اس وقت ایک شخص حضرت زہیرؓ کے پاس آیا اور کہا: امام حسینؑ فرما رہے ہیں: مجھے اپنی جان کی قسم! تم نے وعظ ونصیحت کا حق ادا کر دیا اور اچھی باتیں کہی ہیں۔ پھر زہیر اپنے لشکر کے پاس واپس لوٹ آئے۔

امام حسین علیہ السلام کا ایک اور خطبہ

ناسخ، جلد ۲/۲۲۳، مقتل، جلد ۱/۳۹۹ اور جلاء العیون، ص ۵۵۷ میں علامہ مجلسی لکھتے ہیں:

اس خطبہ میں امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

"میں اس خدا کی حمد کرتا ہوں جس نے دنیا کو پیدا کیا اور اسے فنا اور نیستی کا گھر بنایا اور حالات کی تبدیلی سے اہلِ دنیا کا امتحان لیا۔ وہ شخص سخت فریب خوردہ ہے جو دنیا کے کھیل کود میں لگ جائے اور وہ شخص بدبخت ہے جو دنیا پر شیفتہ ہو جائے۔ یہ دنیا تمھیں کہیں فریب میں نہ ڈال دے۔ یہ اپنے امیدواروں کی

Presented by Ziaraat.Com

اُمیدوں کو منقطع کر دیتی ہے اور اپنے طمع کرنے والوں کو نا اُمید کر دیتی ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم ایک ایسی بات کے لیے جمع ہوئے ہو، جو خدا کے غضب کا سبب ہے اور تم نے اس کے غضب کو اپنی طرف متوجہ کیا ہے اور اپنے آپ کو خدا کی رحمت سے دُور کر لیا ہے۔ ہمارا پروردگار بہت اچھا رب ہے، اور تم اس کے بہت ہی بُرے بندے ہو۔ تم نے پہلے تو اس کی فرماں برداری کا اقرار کیا اور ظاہری طور پر اس کے پیغمبرؐ پر ایمان لائے ہو اور اب اُن کی نسل کو قتل کرنے کے لیے جمع ہوئے ہو۔ شیطان نے تم پر غلبہ پالیا ہے اور اس نے تمھارے دلوں سے یادِ خدا کو مٹا دیا ہے۔

اے بے وفا، جفا کار و غدار لوگو! تم پر اور تمھارے ارادوں پر لعنت ہو۔ تم نے اضطرار کے عالم میں اپنی مدد اور نصرت کے لیے ہمیں بلایا اور جب ہم نے تمھارا کہنا مان لیا اور تمھاری ہدایت اور مدد کے لیے آئے، تو تم نے ہم پر کینہ کی تلوار سونت لی اور اپنے دشمنوں سے الحاق کر لیا۔ جب کہ انھوں نے تمھارے درمیان کسی عدل کا مظاہرہ نہیں کیا اور تمھیں ان سے کسی بھلائی کی بھی اُمید نہیں ہے۔ سوائے کچھ مالِ حرام کے جو انھوں نے اپنے مفاد کے لیے تمھیں دیا ہے اور انھوں نے تم سے کچھ صوبوں کی حکومت کے جھوٹے وعدے کیے ہیں (اس سے حضرتؑ کا اشارہ اس وعدہ کی طرف ہے جو ابن زیاد نے عمر سعد سے "رَے" کی حکومت کے لیے کیا تھا)۔

Presented by Ziaraat.Com

ہم سے تمھارے حق میں کوئی جرم صادر نہیں ہوا اور ہماری طرف سے تمھیں کوئی تکلیف بھی نہیں پہنچی۔ تم پر ہلاکت ہو، تم نے آخر کس دشمنی، کینہ اور تنازع کے بغیر تلواروں کو بے نیام کیوں کیا ہے اور کسی وجہ کے بغیر اہلِ بیتؑ رسالت کے قتل پر کمر بستہ کیوں ہو گئے ہو اور تم کینوں کے دسترخوان پر مکھیوں کی طرح سے کیوں جمع ہو گئے ہو اور پروانوں کی طرح سے آگ پر کیوں گر رہے ہو۔

اے گمراہانِ اُمت! اے کتاب اللہ کے ترک کرنے والو! اے متفرق گروہو! اے پیروانِ ابلیس، اے خیر الانام کی سنتوں کے چھوڑنے والو، اے اولادِ انبیاءؑ کے قاتلو! اے عترت اور اوصیائے پیغمبرؐ کو ہلاک کرنے والو! اے بے پدر اولادِ زنا کا الحاق کرنے والو! اے مومنین کو اذیت دینے والو! اے ظالموں کی مدد کرنے والو! تمھارے چہرے بگڑ جائیں، تم اولادِ حرب (ابوسفیان) کی مدد کرتے ہو اور سید الرسل کی اولاد کو ان کے لیے قتل کرتے ہو۔

تمھارے اندر بے وفائی اور ائمہ دین سے غداری رائج ہو چکی ہے اور یہ عادت تمھارے تمام چھوٹوں، بڑوں میں راسخ ہو چکی ہے۔ تمھارے دل ریشہ دوانیوں میں مصروف رہتے ہیں۔

خدا کی ان پر لعنت ہو، جو تاکیدی قسموں سے اپنے عہد، بیعت اور اپنے پیمان سے انحراف کرتے ہیں اور انھوں نے خدا کو اپنے خلاف گواہ بنایا ہوا ہے۔ ولد الزنا فرزند ولد الزنا (ابن زیاد)

Presented by Ziaraat.Com

نے مجھے دو میں سے ایک کے انتخاب پر مجبور کر دیا ہے۔ یا تو قتل ہو جاؤں یا پھر ذلت کو قبول کروں۔

میں اپنے آپ کو ایسے کافر کے سامنے ذلیل و اسیر نہیں کر سکتا اور بلند ہمتوں، اعلیٰ خصال والے اور انساب فاخرہ رکھنے والے اور پاکیزہ جھولیوں میں پلنے والے اس ذلت کو شہادت پر ترجیح نہیں دے سکتے۔

میں نے تمہارے سامنے اپنے موقف کو واضح کر دیا ہے اور میں نے تم پر خدا کی حجت تمام کر دی ہے۔ میں یہ چھوٹا سا گروہ لے کر تمہارے مدمقابل آ چکا ہوں۔ میں جہاد سے منہ نہیں موڑوں گا اور یہ بھی جانتا ہوں کہ ہم سب شہید ہو جائیں گے۔

میرے جد امجد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے خبر دی تھی کہ میری شہادت کے تھوڑے عرصہ بعد تم کو شمشیر انتقام سے قتل کر دیا جائے گا۔ تم اپنی آرزوؤں کو حاصل نہ کر سکو گے۔ اب جو چاہو کرتے رہو۔

میں نے خدا پر توکل کیا ہے اور جو کچھ اس نے میرے لیے مقدر کیا ہے، میں اس پر راضی ہوں۔ پھر آپؑ نے آسمان کی طرف رُخ کیا اور فرمایا:

خدایا! ان سے بارانِ رحمت کو روک دے اور انھیں قحط میں مبتلا کر اور فرزندِ ثقیف (امیر مختار) کو ان پر مسلط فرما جو انھیں موت کے زہریلے پیالے نوش کرائے اور ان میں سے کسی کو نہ چھوڑے گا، مگر یہ کہ اس سے میرا اور میرے رشتہ داروں اور دوستوں کا انتقام لے گا۔ کیونکہ ان لوگوں نے ہمیں فریب دیا

Presented by Ziaraat.Com

ہے اور جھوٹ بولا ہے اور ہمارے دشمنوں کی مدد کی ہے۔ تو ہی
ہمارا پروردگار ہے۔ ہم تجھ پر توکل کرتے ہیں اور سب کی
بازگشت تیری طرف ہے"۔

امام حسین علیہ السلام کی ابن سعد لعین سے ملاقات

اس گفتگو کے بعد آپؑ نے فرمایا: عمر بن سعد کو میرے سامنے لاؤ۔ وہ لعین آپؑ کے سامنے نہیں آنا چاہتا تھا۔ آخرکار اُسے مجبور ہو کر آپؑ کے سامنے آنا پڑا تو آپؑ نے اس سے فرمایا:

اے حرام زادے! ابن زیاد نے تجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ تجھے رَے اور جرجان کی حکومت کا پروانہ دے گا اور تو اسی لالچ سے مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔

خدا کی قسم! یہ چیز تجھے ہرگز نصیب نہ ہوگی میری شہادت کے بعد تو بھی چین سے زندہ نہیں رہ سکے گا۔ میرے بزرگوں نے مجھے خبر دی ہے کہ تو جو بھی میرے بعد کرے گا دنیا و عقبیٰ میں تجھے کوئی خوشی نصیب نہ ہوگی۔ میں گویا یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ تیرا نجس سر نوک نیزہ پر سوار ہے اور اسے در کوفہ پر نصب کیا گیا ہے اور شہر کے لڑکے پتھروں سے اس کا نشانہ لے رہے ہیں"۔

عمر سعد کو غصہ آ گیا۔ اس نے اپنے لشکر کی طرف رُخ کر کے کہا: کیا انتظار کر رہے ہو اور تم نے اسے ابھی تک کیوں مہلت دے رکھی ہے، جب کہ یہ اور اس کے ساتھی ایک لقمہ سے زیادہ نہیں ہیں۔ (جلاء العیون مجلسی، ص ۵۵۸۔ ناسخ، جلد۲/۲۵۲، مقام، ص ۳۰۲)

اس وقت حضرت امام حسینؑ رسولؐ خدا کے گھوڑے پر سوار ہوئے جس کا نام

Presented by Ziaraat.Com

"مرتجز" تھا اور اپنے لشکر کی صف کے آگے کھڑے ہوئے اور جنگ پر آمادہ ہوئے اور بلند آواز استغاثہ بلند کی:

اما من مغیث یغیثنا لوجہ اللہ اما من ذاب یذب عن حرم رسول اللہ؟

"کوئی فریادرس ہے جو رضائے الٰہی کے لیے ہماری فریادرسی کرے؟ کوئی ہے جو رسولؐ خدا کے مخدراتِ عصمت وطہارت سے دشمنوں کو دُور کرے؟"

حرؑ بن یزید ریاحی کی توبہ①

صاحب کتاب نے حضرت حرؑ کی آمد پر فارسی کی طویل نظمیں لکھی ہیں جنھیں ہم بغرضِ اختصار نقل کرنے سے قاصر ہیں۔ البتہ حالات و واقعات کو لفظ بلفظ نقل کرتے ہیں۔ اس کے لیے ہم قارئین سے معذرت خواہ ہیں۔ (من المترجم عفی عنہ)

جب حرؑ بن یزید نے ان حالات کو دیکھا تو اسے معلوم ہو گیا کہ اب مصالحت کی کوئی گنجائش باقی نہیں ہے اور دل ہی دل میں یہ فیصلہ کیا کہ مجھے شفیعِ محشر سے سرخرو ہونے کے لیے حضرت امام حسین علیہ السلام کی مدد کرنا چاہیے۔ چنانچہ حرؑ نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور عمر سعد کے پاس گیا اور کہا:

عمر! کیا تو حسینؑ سے جنگ کرنا چاہتا ہے؟

---

① ان حکایات کو اکثر علماء نے نقل کیا ہے مثلاً علامہ مجلسی نے بحار، جلد ۴۵/۱۰، جلاء العیون، ص ۵۵۹، ارشاد مفید، ص ۲۳۰، مقتل خوارزمی، جلد ۲/۹، قمقام، جلد اوّل/۳۰۱، ابن نما نے مثیر الاحزان، ص ۵۸، اعیان الشیعہ، جلد اوّل/۶۰۳ اور سراج الایمان میں یہ تمام واقعات مرقوم ہیں۔ کچھ علماء نے انھیں اجمال سے اور کچھ نے تفصیل سے لکھا ہے جب کہ حقیر نے ناسخ، جلد ۲/۲۵۳ سے اقتباس کیا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

ابن سعد نے کہا: جی ہاں، خدا کی قسم! ایسی سخت جنگ کروں گا کہ سر تنوں سے جدا ہو جائیں گے اور ہاتھ کٹ جائیں گے۔

حُرؓ نے ابن سعد سے کہا کہ کیا تو مصالحت نہیں کرا سکتا؟

ابن سعد نے جواب دیا: اگر معاملات میرے ہاتھ میں ہوتے تو میں مصالحت کر لیتا اور وہی کچھ کرتا جو کچھ تو کہہ رہا ہے لیکن ابن زیاد اس پر راضی نہیں ہے۔

حُرؓ کبیدہ خاطر ہو کر وہاں سے نکلا اور اپنی صف کے پاس آیا اور اس نے اپنے ایک رشتہ دار قُرہ بن قیس سے کہا:

قُرہ! کیا تو نے اپنے گھوڑے کو پانی پلایا ہے؟ ①

قُرہ نے جواب دیا: نہیں ابھی تک تو پانی نہیں پلایا لیکن ایسی جلدی بھی کیا ہے۔ جب چاہوں گا پانی پلا لوں گا۔

روایت میں ہے کہ قُرہ بعدازاں یہ کہا کرتا تھا کہ جب حُرؓ نے مجھ سے گفتگو کی تھی تو میں یہ سمجھا تھا کہ وہ جنگ سے کنارہ کشی کرنا چاہتا ہے۔ اس نے مجھے اپنے دل کی بات نہیں کہی تھی اور اگر وہ مجھے اپنی خواہش سے آگاہ کر دیتا تو خدا کی قسم! میں بھی اس کے ساتھ مل کر حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں چلا جاتا۔

الغرض حُرؓ، قرہ سے باتیں کر کے آگے بڑھے اور آہستہ آہستہ لشکرِ حضرت امام حسینؑ کے قریب ہوتے گئے۔

مہاجر بن اَوس کا بیان ہے کہ جب میں نے حُرؓ کو پریشانی کے عالم میں دیکھا، تو میں نے اس سے کہا: حُرؓ! تو اتنا پریشان کیوں ہے؟ کیا تو حملہ کرنا چاہتا ہے؟

حُرؓ نے میری بات کا کوئی جواب نہ دیا اور اس کے وجود پر کپکپی طاری ہو گئی۔

① صاحب ناسخ نے اس جملہ سے یہ استفادہ کیا ہے کہ ان الفاظ سے دراصل حُرؓ یہ کہنا چاہتے تھے کہ اے لوگو! تم اپنے گھوڑوں کو تو پانی پلا رہے ہو اور اولادِ رسولؐ پیاس سے ہلک رہی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

میں نے کہا: حرؓ! تیری حالت نے تو مجھے شک میں ڈال دیا ہے۔ خدا کی قسم! میں نے آج تک تیری یہ حالت کبھی نہیں دیکھی۔ اگر کوئی مجھ سے یہ پوچھتا کہ اہلِ کوفہ میں سے سب سے بڑا دلیر کون ہے، تو میں فوراً تیرا نام لیتا۔

حرؓ نے جواب دیا: خدا کی قسم! اس وقت میں اپنے آپ کو جنت و دوزخ کے درمیان کھڑا ہوا محسوس کر رہا ہوں۔ خدا کی قسم! میں جنت پر کسی دوسری چیز کو ترجیح نہ دوں گا، اگرچہ اس کے لیے میرے جسم کے ٹکڑے ہی کیوں نہ کر دیے جائیں، اور مجھے آگ میں ہی کیوں نہ جلنا پڑ جائے۔

شرح شافیہ میں مرقوم ہے: اس وقت حرؓ نے اپنے فرزند علیؓ کی طرف رُخ کیا اور کہا: فرزند! مجھ میں آتش دوزخ کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ آؤ ہم حضرت امام حسینؑ کے ساتھ اِلحاق کرلیں اور ان کی مدد کرتے ہوئے دشمنوں سے جنگ کریں۔ شاید شہادت کی وجہ سے ہمیں اَبدی سعادت نصیب ہو۔

سعادت مند بیٹے نے جواب دیا: ابا جان! میں آپ کی مرضی کے بغیر کوئی کام نہیں کروں گا۔ چنانچہ باپ بیٹا دونوں لشکرِ امامؑ کی طرف چل پڑے۔ یزیدی لشکر نے یہ سمجھا کہ شاید باپ بیٹا جنگ کے لیے جا رہے ہیں۔

جب باپ بیٹا یزیدی صفوں سے کچھ آگے بڑھے تو اس وقت حرؓ نے اپنے سر پر ہاتھ رکھا اور کہا: پروردگارا! میں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں، مجھے بخش دے۔ میں نے تیرے اولیاء اور تیرے نبی کی اولاد کو خوف زدہ کیا ہے۔

جب حرؓ حضرت امام حسینؑ کے قریب پہنچے تو گھوڑے سے اُترے اور زمین کو بوسہ دیا اور خاک پر پیشانی رکھ دی۔

حضرت امام حسینؑ نے فرمایا: کون ہو؟ خاک سے سر اُٹھاؤ۔

عرض کیا: میری جان آپؑ پر قربان۔ اے فرزندِ رسولؐ! میں وہ گناہگار ہوں

Presented by Ziaraat.Com

جس نے آپؑ کا راستہ روکا تھا اور آپؑ کو راہ کی بجائے بے راہ کیا، اور آپؑ کو اس بلاانگیز زمین پر اُترنے پر مجبور کر دیا۔ میں یہ گمان نہیں کرتا تھا، کہ یہ گروہ آپؑ کے ساتھ یہ سلوک کرے گا۔

خدا کی قسم! اگر مجھے یہ بات معلوم ہوتی تو میں وہ کچھ نہ کرتا جو کیا ہے۔ میں نے اب تک جو کچھ کیا ہے اس پر سخت نادم ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔ کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟

حضرت امام حسینؑ نے فرمایا: خدا تیری توبہ کو قبول فرمائے۔ اب آؤ، آرام کرو۔

حُرؓ نے عرض کیا: اگر میں سوار ہو کر جنگ کے لیے چلا جاؤں تو پیادہ ہونے سے زیادہ بہتر ہے۔

حضرت امام حسینؑ نے فرمایا: جو مناسب سمجھو، وہی کچھ کرو۔

حضرت حُرؓ کا کوفیوں سے خطاب

حضرت حُرؓ امام حسینؑ کے پاس سے اُٹھے اور سپاہِ کوفہ کو مخاطب کر کے فرمایا: اے اہلِ کوفہ! تمہاری ماں تمہارے غم میں بیٹھے اور تم پر گریہ کرے۔ تم نے اِس مردِ صالح کو دعوت دی اور جب انہوں نے تمہاری دعوت کو قبول کیا، تو تم نے انھیں چھوڑ دیا اور دشمنوں سے ساز باز کر لی۔ حالانکہ اس سے قبل تم یہ نظریہ رکھتے تھے کہ اُن کے لیے جہاد کرو گے اور مال و جان سے دریغ نہ کرو گے۔ اب تم نے ان کے خلاف حیلہ بازیاں کی ہیں اور ان کے قتل کے درپے ہو چکے ہو اور تم نے انھیں چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔ وہ کسی دوسرے شہر میں نہیں جا سکتے۔ وہ تمہارے ہاتھوں قیدی بن چکے ہیں۔ وہ نہ تو اپنے لیے کوئی فائدہ حاصل کر سکتے ہیں اور نہ ہی کوئی ضرر دُور کر سکتے ہیں۔ تم نے ان پر اور ان کے خاندان پر پانی تک بند کر دیا ہے۔ اس دریا کے پانی سے یہود

Presented by Ziaraat.Com

ونصاریٰ استفادہ کر رہے ہیں اور مجوسی پانی پی رہے ہیں اور کتے اور خنزیر تک پانی سے استفادہ کر رہے ہیں، جب کہ پیغمبرؐ کا خاندان پیاس سے جاں بلب ہے۔ تم کتنے بُرے لوگ ہو اور تم نے پیغمبرؐ کے بعد ان کی آلؑ سے کتنا ہی بُرا سلوک کیا ہے۔ قیامت کے دن جب لوگوں پر پیاس کا غلبہ ہو تو خدا اس دن تمہیں کبھی سیراب نہ کرے گا۔

جب حُرؓ نے یہ باتیں کیں تو کچھ کوفیوں نے ان پر تیر برسانے شروع کر دیے۔ حُرؓ حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں تشریف لے آئے۔ (ناسخ، جلد۲/۲۵۶، مقتل مقرم، جلد اول/۲۰۲، بحار، جلد ۴۵/۱۱)

آغازِ جنگ۔ حملۂ اُولیٰ

ناسخ، جلد۲/۲۵۷ اور مقتل مقرم، جلد اوّل/۲۰۲ پر مرقوم ہے:

اس وقت عمر سعد نے اپنے غلام "درید" کو طلب کیا اور اس سے کہا کہ اپنا پرچم آگے لائے۔ جب وہ پرچم کو قریب لایا تو عمر سعد نے لشکرِ حسینؑ کی طرف پہلا تیر چھوڑا اور کہا: لوگو! گواہ رہنا میں پہلا فرد ہوں جس نے لشکرِ حسینؑ کی طرف تیر پھینکا ہے اور میں نے ایسا کر کے یزید کی بہترین خدمت سرانجام دی ہے۔

مقتل مقرم، ص ۲۰۳ میں مرقوم ہے کہ ابن زیاد کے لشکر نے بھی لشکرِ امامؑ پر تیر برسانے شروع کر دیے اور یوں لگتا تھا جیسے تیروں کی بارش ہو رہی ہو۔

امام مظلومؑ نے فرمایا: یہ تیر ان لوگوں کی طرف سے قاصد بن کر آ رہے ہیں۔ موت سے فرار ممکن نہیں ہے، لہٰذا موت کے استقبال کے لیے جلدی کرو۔ آپؑ کے اصحاب بھی جہاد میں مصروف ہو گئے۔

حملۂ اُولیٰ میں شہداء کی تعداد

حملۂ اُولیٰ کے شہداء کی تعداد میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ مناقب ابن شہر آشوب

Presented by Ziaraat.Com

جلد ۴/ ۱۱۳ میں جنگِ مغلوبہ کے شہداء کی تعداد چالیس تک بیان کی گئی ہے۔

مقتل، ص ۲۰۳ میں مناقب کے حوالے سے شہداء کی تعداد اکتالیس بیان کی گئی ہے۔

لہوف مترجم، ص ۱۰۱ میں لکھا ہے کہ حملہ اُولیٰ میں اصحابِ حسینؑ کی ایک جماعت شہید ہوگئی۔

ابصار العین سماوی میں مرقوم ہے کہ پہلے حملہ میں پینتیس افراد نے جامِ شہادت نوش کیا تھا۔

راقم الحروف حقیر مکررات کو حذف کر کے قریباً پچپن افراد کا بترتیب حروف کا ذکر کرتا ہے اور (اب) اور (قب) اور (نا) کے اشارات اس بات کا تعین کرتا ہے کہ مناقب میں کون سے شہداء کا ذکر کیا گیا ہے اور "ابصار العین" میں کون سے "شہدائے راہِ حق" کا نام لیا گیا ہے اور زیارتِ ناحیہ میں کن شہداء پر سلام کیا ہے۔

توضیح "قب" مناقب کا اشارہ ہے اور "اب" ابصار العین کا اشارہ ہے اور "نا" زیارتِ ناحیہ کا اشارہ ہے۔

(۱) حضرت الادہم بن اُمیہ العبدی المصری: "ابصار العین" ص ۱۱۲ میں مرقوم ہے کہ ادہم کا تعلق شیعانِ بصرہ سے تھا، اور وہ امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔

صاحب حدائق لکھتے ہیں: وہ حضرت امام حسینؑ کی معیت میں شہید ہوئے تھے۔ دیگر موّرخین نے وضاحت کی ہے کہ "حملہ اُولیٰ" میں شہید ہوئے تھے۔

(۲) حضرت اُمیہ بن سعد طائی: "ابصار العین" ص ۱۱۴ پر مرقوم ہے کہ اُمیہ کا تعلق امیر المومنین علیہ السلام کے اصحاب سے تھا، اور وہ تابعین میں سے تھے اور کوفہ میں رہائش پذیر تھے۔ جب انھیں حضرت امام حسینؑ کی کربلا آمد کا علم ہوا تو وہ حضرتؑ کی خدمت میں پہنچے اور شہید ہوئے۔

Presented by Ziaraat.Com

صاحب حدائق کہتے ہیں: امیہ بن سعد جنگ کے حملہ اُولیٰ میں شہید ہوئے تھے۔

(۳) حضرت بشر بن عمرو بن الاحدوث حضرمی کندی: "ابصار العین" ص ۱۰۳ پر ان کے واقعات موجود ہیں اور راقم الحروف نے ص ۳۷۴ پر محمد بن بشر کے حالات کے ضمن میں ان کے واقعہ کو نقل کیا ہے، لہٰذا تکرار مناسب نہیں ہے۔

(۴) حضرت جابر بن حجاج مولیٰ عامر بن نہشل تیمی: "ابصار العین" ص ۱۱۲ پر مرقوم ہے: جابر ایک دلیر انسان تھے اور وہ کربلا میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے ہمراہ موجود تھے اور آپؑ کی معیت میں شہید ہوئے تھے۔ ان کی شہادت ظہر سے قبل حملہ اُولیٰ میں ہوئی تھی۔

(۵) حضرت جبلہ بن علی: (قب، اب، تا): "ابصار العین" ص ۱۲۴ میں مرقوم ہے کہ جبلہ بن علی شیبانی ایک دلیر انسان تھے۔ کوفہ کے دلیر افراد میں ان کا شمار کیا جاتا تھا۔ انھوں نے حضرت مسلمؑ کے ساتھ مل کر بھی جہاد کیا تھا، پھر وہ حضرت امام حسینؑ کے ساتھ شہید ہوئے تھے۔

صاحب حدائق لکھتے ہیں: جبلہ بن علی کربلا میں حضرت امام حسینؑ کے ساتھ شہید ہوئے تھے۔

سروی لکھتے ہیں کہ وہ حملہ اُولیٰ میں شہید ہوئے تھے اور زیارت ناحیہ میں امامِ زمانہؑ نے ان کا نام لے کر ان پر سلام کیا ہے: السلام علی جبلة من علی الشیبانی "جبلہ بن علی شیبانی پر سلام ہو"۔ (بحار، جلد ۴۵/۷۲)

(۶) حضرت جنادہ بن کعب بن حرث انصاری الخزرجی: "ابصار العین" ص ۹۴ میں مرقوم ہے: جنادہ ان لوگوں میں سے تھا جو مکہ سے امام علیہ السلام کے ساتھ روانہ ہوئے تھے، اور وہ روزِ عاشور حملہ اُولیٰ میں شہید ہوئے تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

⑦ حضرت جوین بن مالک بن قیس بن ثعلبہ التیمی: ابصار العین، ص ۱۱۳ میں مرقوم ہے کہ جوین بن تیم کے فرد تھے اور وہ ابن زیاد کے لشکر کے ساتھ شامل ہو کر کربلا پہنچے تھے۔ جب امام حسینؑ نے مصالحت کے لیے اپنی شرائط پیش کیں اور یزیدی لشکر نے آپؑ کی شرائط کو مسترد کر دیا تو وہ رات کے وقت کچھ افراد کے ساتھ ابن سعد کے لشکر کو چھوڑ کر امام حسینؑ کے لشکر میں آ کر شامل ہو گئے تھے اور حضرتؑ کی معیت میں شہید ہوئے۔

سروی لکھتے ہیں کہ وہ حملہ اُولیٰ میں شہید ہوئے:

⑧ حضرت حباب بن حارث (قب، نا): زیارت ناحیہ میں ان پر سلام کیا گیا ہے: السلام علی حباب بن الحارث السلمانی الازدی، "حباب بن حارث سلمانی ازدی پر سلام ہو"۔ (بحار الانوار، جلد ۴۵/۷۲)

جب کہ اقبال، ص ۵۷۶، بحار، جلد ۱۰۱/۲۷۳، تاریخ، جلد ۳/۲۴۳ پر ان کا نام "حیان بن حارث" بیان کیا گیا ہے۔

⑨ حضرت حباب بن عامر بن کعب بن تیم اللات بن ثعلبہ تیمی: "ابصار العین" ص ۱۱۳ میں مرقوم ہے کہ حباب کا تعلق کوفہ کے شیعوں میں سے تھا۔ انھوں نے حضرت مسلمؑ کی بیعت کی تھی۔ حضرت مسلمؑ کی شہادت کے بعد وہ حضرت امام حسینؑ کی طرف روانہ ہوئے اور راستے میں امام عالی مقامؑ سے جا ملے اور پھر شہادت تک آپؑ کی خدمت میں رہے۔

سروی لکھتے ہیں: آپؑ کی شہادت حملہ اُولیٰ میں واقع ہوئی تھی۔

⑩ حضرت حجاج بن بدر تمیمی سعدی: "ابصار العین" ص ۱۲۲ میں مرقوم ہے کہ حجاج کا تعلق بنی سعد بن تمیم بصری سے تھا اور وہ مسعود بن عمرو کا خط لے کر امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور پھر شہادت تک حضرتؑ کے پاس ہی رہے۔

Presented by Ziaraat.Com

صاحب حدائق لکھتے ہیں: انھوں نے مبارزہ طلبی کی تھی اور وہ نماز ظہر کے بعد شہید ہوئے تھے۔ جب کہ دوسرے مورخین کا بیان ہے کہ وہ ظہر سے قبل حملہ اُولیٰ میں شہید ہوئے تھے۔

⑪ حضرت حرث بن امرؤالقیس کِندی: ''ابصارالعین'' ص ۱۰۳ میں مرقوم ہے: حرث ابن سعد کے لشکر میں شامل تھے اور جب انہوں نے دیکھا کہ امام حسینؑ کی مصالحت کی شرائط کو حکام نے مسترد کر دیا ہے، تو انھیں دُکھ پہنچا۔ جس کی وجہ سے انھوں نے لشکرِ یزید کو خیر باد کہا اور امام حسینؑ کے ساتھ شامل ہو گئے اور جنگ کی اور شہید ہوئے۔

صاحب حدائق لکھتے ہیں: وہ حملہ اُولیٰ میں شہید ہوئے تھے۔

⑫ حضرت حرث بن نبہان مولیٰ حمزہ بن عبدالمطلب علیہ السلام: ''ابصارالعین''، ص ۵۵ پر لکھا ہے: نبہان حضرت حمزہ کا غلام تھا اور انتہائی دلیر شخص تھا۔

حدیقہ وردیہ کے مؤلف لکھتے ہیں: نبہان کا فرزند حرث پہلے امیر المومنینؑ اور امام حسن علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ بعدازاں وہ امام حسینؑ کے ساتھ شامل ہوا اور آپؑ کے ساتھ کربلا پہنچا اور حملہ اُولیٰ میں شہید ہوا۔

⑬ حضرت حلاس بن عمرو ازدی راسبی (قب، اب): ''ابصارالعین'' ص ۱۰۹ میں مذکور ہے: حلاس کوفی تھے اور وہ امیر المومنینؑ کے اصحابؑ اور آپؑ کے پاسبانوں کی جماعت کے فرد تھے۔

صاحب حدائق لکھتے ہیں: وہ ابن سعد کی فوج میں شامل تھے اور جب انھوں نے دیکھا کہ لشکرِ یزید نے امام حسینؑ کی شرائطِ مصالحت کو ٹھکرا دیا ہے تو انھوں نے فوج اشقیاء کو چھوڑ دیا اور امام حسینؑ کے لشکر میں شامل ہو گئے اور حملہ اُولیٰ میں شہید ہوئے۔

Presented by Ziaraat.Com

۴ حضرت حنظلہ بن عمرو شیبانی: مناقب جلد۴/۱۱۳ میں انھیں حملہ اُولی کے شہداء میں شمار کیا گیا ہے۔ (حبان بن حارث سلمانی ازدی) تاریخ، جلد۲/۲۸۲ میں مناقب کے حوالے سے مرقوم ہے کہ یہ بزرگوار حملہ اُولی میں شہید ہوئے تھے۔

اور زیارت ناحیہ میں یہ الفاظ ہیں: السلام علی حیان بن حرث (الحارث) السلمانی الازدی۔

چنانچہ اقبال، ص ۵۷۶، تاریخ، جلد۳/۲۳ اور بحار، جلد ۱۰۱/۲۷۳ میں بھی ایسا ہی منقول ہے، جب کہ مناقب، جلد۴/۱۱۳ اور بحار، جلد ۴۵/۳۷ میں السلام علی حباب بن الحارث السلمانی الازدی کے الفاظ مرقوم ہیں جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے۔

۵ حضرت زاہر بن عمرو مولی ابن الحمق (قب، اب، تا): ''ابصار العین''، ص ۱۰۳ میں مرقوم ہے: زاہر بن عمرو کندی ایک تجربہ کار، دلیر اور مشہور انسان تھے اور وہ اہلِ بیتؑ کی دوستی میں شہرت رکھتے تھے۔

مؤرخین لکھتے ہیں: جب عمرو بن الحمق نے زیاد کے خلاف قیام کیا تھا تو زاہر بھی اس اقدام میں ان کے ہمراہ تھے۔ جب معاویہ نے عمرو بن حمق کو طلب کیا تھا تو ان کے ساتھ زاہر کو بھی طلب کیا تھا۔ عمرو بن الحمق کو اس نے قتل کر دیا جب کہ زاہر وہاں سے بھاگنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ پھر ۶۰ھ میں وہ حج کے لیے گئے تو وہاں امام حسین علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور انھوں نے امامؑ کے ساتھ شمولیت اختیار کر لی اور کربلا تک آپؑ کے ہمراہ تھے۔

سروی لکھتے ہیں کہ وہ حملہ اُولی میں شہید ہوئے تھے۔

شیخ طوسی اور دوسرے مؤرخین لکھتے ہیں: محمد بن سنان زاہری جنھوں نے حضرت امام علی رضا اور حضرت امام محمد تقی علیہما السلام سے احادیث نقل کی ہیں۔ وہ انھی

Presented by Ziaraat.Com

کی اولاد میں سے تھے۔ زیارتِ ناحیہ میں یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں:

السلام علی زاھر مولٰی عمرو بن الحمق الخزاعی

چنانچہ بحار، جلد ۱۰۱/۲۷۳ اور ناسخ، جلد ۲/۲۳ میں ان کا نام "زاہر" ہی لکھا ہے جب کہ بحار، جلد ۴۵/۷۲ میں ان کا نام زاہد بن عمرو لکھا گیا ہے۔

(۱۶) حضرت زہیر بن بشر (قب، نا): زیارتِ ناحیہ میں ان پر سلام کیا گیا ہے:

السلام علی زھیر بن بشر الخثعمی۔ چنانچہ بحار، جلد ۴۵/۷۴، جلد ۱۰۱/۲۷۳ میں ایسا ہی لکھا ہے جب کہ ناسخ جلد ۳/۲۳ میں زہیر بن بشر بن خثعمی لکھا ہوا ہے۔

(۱۷) حضرت زہیر بن سلیم (قب، اب، نا): ابصارالعین، ص ۱۰۹ میں مرقوم ہے: زہیر بن سلیم ازدی ان لوگوں میں سے جنھوں نے جب یہ محسوس کیا کہ لشکر ابن زیاد امامؑ سے جنگ کرنے کا فیصلہ کر چکا ہے، تو انھوں نے رات کے وقت اپنے لشکر کو چھوڑ دیا اور امام علیہ السلام کے ساتھ ملحق ہوئے تھے۔ یہ بزرگوار حملہ اُولیٰ میں شہید ہوئے تھے۔

زیارتِ ناحیہ میں ان پر یہ کہہ کر سلام کیا گیا ہے: السلام علی زھیر بن سلیم الازدی۔ چنانچہ بحار، جلد ۴۵/۷۲ اور ناسخ، جلد ۳/۲۳ میں ایسا ہی مرقوم ہے، جب کہ بحار، جلد ۱۰۱/۲۷۳ میں "ابن سلام" کے الفاظ شامل نہیں ہیں۔

(۱۸) حضرت سالم بن عمرو، مولیٰ بنی المدینۃ الکلبی (اب، نا): ابصارالعین، ص ۱۰۸ میں مرقوم ہے: سالم کا تعلق اہلِ کوفہ سے تھا اور وہ شیعہ تھے۔ وہ ایامِ صلح میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور آپؑ کے اصحابؓ میں شامل ہوئے تھے۔

صاحبِ حدائق لکھتے ہیں: وہ ہمیشہ حضرتؑ کے ساتھ رہے یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے۔

Presented by Ziaraat.Com

سروی لکھتے ہیں: یہ حملہ اُولیٰ میں شہید ہوئے تھے۔

زیارتِ ناحیہ میں ان پر ان الفاظ سے سلام کیا گیا ہے: السلام علی سالم مولی بنی المدینة الکلبی، چنانچہ بحار، جلد ۴۵/۷۲ اور جلد ۱۰۱/۲۷۳ اور ناسخ، جلد ۳/۲۲ میں ایسا ہی مذکور ہے۔

(۱۹) حضرت سالم مولیٰ عامر بن مسلم العبدی (اب، نا): ابصار العین، ص ۱۱۱ پر مرقوم ہے: سالم کربلا میں امام حسینؑ کی خدمت میں اس وقت پہنچے جب جنگ جاری تھی، انھوں نے امامؑ سے جنگ کی اجازت طلب کی اور جنگ میں شریک ہوئے اور شہادت پائی۔

مناقب اور حدائق میں مذکور ہے کہ یہ حملہ اُولیٰ میں شہید ہوئے تھے۔ ابصار العین میں مناقب کے حوالے سے درج بالا مطلب لکھا گیا ہے جب کہ مناقب میں سالم کا نام موجود نہیں ہے۔ ملاحظہ فرمائیں مناقب، جلد ۴/۱۱۳۔

زیارتِ ناحیہ میں مذکور ہے: السلام علی سالم مولی عامر بن مسلم۔ چنانچہ بحار، جلد ۴۵/۷۴، جلد ۱۰۱/۲۷۳ اور ناسخ، جلد ۳/۲۳ میں ایسا ہی مذکور ہے۔

(۲۰) حضرت سعد بن حرث، امیر المومنینؑ کا آزاد کردہ غلام (اب): ابصار العین، ص ۵۴ میں مرقوم ہے کہ سعد حضرت علیؑ کے غلام تھے۔ آپؑ کے بعد امام حسن علیہ السلام کے پاس چلے گئے۔ پھر امام حسین علیہ السلام کے غلاموں میں شامل ہوگئے تھے۔ جب امام حسین علیہ السلام نے مدینہ چھوڑا تو سعد بھی آپؑ کے ہمراہ تھے۔ پھر مکہ سے کربلا تک آپؑ کے ساتھ تھے اور حملہ اولیٰ میں شہید ہوئے تھے۔

ابن شہر آشوب نے مناقب اور دیگر مؤرخین نے ان کا ذکر کیا ہے۔

مؤلف کتاب ہذا عرض کرتا ہے: مناقب میں یہ تو موجود ہے کہ کربلا میں امیر المومنین علیہ السلام کے دو غلام حملہ اُولیٰ میں شہید ہوئے تھے لیکن صاحبِ مناقب

Presented by Ziaraat.Com

نے ان کے نام نہیں لکھے، ممکن ہے کہ کسی اور مقام پر انھوں نے ان کے نام لکھے ہوں۔

(۱۶) حضرت سوار بن ابی عمیر نہمی (قب، اب، نا): ابصار العین، ص ۸۰ میں مرقوم ہے: سوار بن منعم بن حابس بن ابی عمیر بن نہم الہمدانی النہمی ایام صلح میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حملہ اُولیٰ میں انھوں نے جنگ کی یہاں تک کہ قید ہو گئے اور انھیں ابن سعد کے پاس لے جایا گیا۔ ابن سعد نے انھیں قتل کرنا چاہا۔ اس کے رشتہ داروں نے اس کی سفارش کی تو ابن سعد نے انھیں قتل نہ کیا۔ رشتہ دار انھیں زخمی حالت میں اپنے پاس لے گئے جہاں ایک سال بعد ان کی وفات ہوئی۔

کچھ مؤرخین نے لکھا ہے: وہ اشقیاء کی قید میں رہے، یہاں تک کہ ان کی وفات ہو گئی۔ رشتہ داروں کی سفارش سے انھیں اس وقت قتل ہونے سے نجات مل گئی تھی۔

زیارت ناحیہ میں یہ الفاظ وارد ہیں: السلام علی الجریح المأسور سوار بن ابی حمیر الفهمی الهمدانی۔ چنانچہ بحار الانوار، جلد ۴۵/۷۳، جلد ۱۰۱/۲۷۳، ناسخ، جلد ۳/۲۴ میں ایسا ہی مذکور ہے۔ جب کہ ناسخ میں "ابی عمیر النہمی" میں لکھا ہوا ہے۔

صاحب ابصار العین لکھتے ہیں: کچھ کتابوں میں "فہمی" کے الفاظ وارد ہوئے ہیں جب کہ یہ بالکل غلط ہے صحیح لفظ "ابن عمیر نہمی" ہے۔

(۱۷) حضرت یوسف بن مالک نمیری (قب، نا): زیارت ناحیہ میں ان پر سلام کیا گیا ہے: السلام علی سیف بن مالك۔ چنانچہ بحار، جلد ۴۵/۷۲، جلد ۱۰۱/۲۷۳ اور ناسخ، جلد ۳/۲۳ میں ایسا ہی مرقوم ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

۴۳ حضرت شبیب مولی الحرث بن سریع الھمدانی الجابری (اب، نا):
ابصارالعین، ص ۷۹ میں مرقوم ہے: شبیب موٰلی الحرث ایک بہادر اور دلیر انسان تھے اور امام حسینؑ کی رفاقت میں حملہ اُولیٰ میں شہید ہوئے تھے۔

زیارت ناحیہ میں ان پر ان الفاظ سے سلام کیا گیا ہے: السلام علی شبیب بن الحارث بن سریع، چنانچہ بحار، جلد ۴۵/۷۳، جلد ۱۰۱/۲۷۳ اور ناسخ، جلد ۳/۲۴۴ پر ایسے ہی مذکور ہے۔ ناسخ، جلد ۲/۳۱۴ میں ان کو گمنام شہیدوں کے زمرے کا فرد بیان کیا گیا ہے۔

۴۴ ضرغام بن مالک (قب، نا) مناقب میں انھیں حملہ اُولیٰ کے مقتولین میں شمار کیا گیا ہے جب کہ ابصارالعین، ص ۱۱۴ میں یہ لکھا ہوا ہے:
''ضرغام شیعوں میں سے تھے اور انھوں نے حضرت مسلمؑ کی بیعت کی تھی۔
حضرت مسلمؑ کی شہادت کے بعد وہ ابن سعد کے لشکر میں شامل ہو کر کربلا پہنچے اور وہاں پہنچنے کے بعد حضرت امام حسینؑ کے لشکر میں شامل ہو گئے اور نمازِ ظہر کے بعد شہید ہوئے''۔

زیارت ناحیہ میں ان پر سلام کیا گیا ہے: السلام علی ضرغامة بن مالك۔ چنانچہ بحارالانوار، جلد ۴۵/۷۱، جلد ۱۰۱/۲۷۳ اور ناسخ، جلد ۳/۲۴۳ میں ایسا ہی مرقوم ہے۔

۴۵ حضرت عائذ بن مجمع بن عبداللہ المذحجی العائذی: ابصارالعین، ص ۸۶ پر مرقوم ہے: عائذ اپنے والد مجمع کے ساتھ حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور راستے میں انھوں نے آپؑ سے الحاق کیا۔ اس وقت حُر بن یزید نے ان کے الحاق پر اعتراض کیا اور انھیں بزورِ شمشیر روکنا چاہا۔ امام حسین علیہ السلام نے ان کا دفاع کیا۔

Presented by Ziaraat.Com

صاحبِ حدائق لکھتے ہیں کہ وہ حملہ اُولیٰ میں شہید ہوئے تھے۔ دوسرے مؤرخین نے لکھا ہے کہ باپ بیٹا دونوں اکٹھے شہید ہوئے تھے۔

(۲۶) حضرت عامر بن مسلم (قب، اب، نا): ابصارالعین، ص ۱۱۱ میں مرقوم ہے: عامر بن مسلم عبدی بصری کا تعلق شیعیانِ بصرہ سے تھا، اور صاحبِ حدائق کے قول کے مطابق وہ حملہ اُولیٰ میں شہید ہوئے تھے۔

زیارتِ ناحیہ میں ان پر سلام کیا گیا ہے: السلام علی عامر بن مسلم۔ چنانچہ بحار، جلد ۴۵/۲/۷۲، جلد ۱۰۱/۳/۲۷۴ اور ناسخ، جلد ۳/۲۳ میں ایسا ہی مرقوم ہے۔

(۲۷) حضرت عبدالرحمٰن بن عبدرب الانصاری الخزرجی: ابصارالعین، ص ۹۳ کے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ عبدالرحمٰن رسولؐ خدا کے صحابیؓ تھے۔ کتب رجال میں ان کا ذکر موجود ہے اور کتبِ حدیث میں ان سے احادیث بھی منقول ہیں۔ وہ مولا امیرالمومنین علیہ السلام کے مخلص ساتھیوں میں سے تھے۔

چنانچہ ابن عقدہ نے اپنی اسناد سے اصبغ بن نباتہ سے روایت کی ہے: حضرت علی علیہ السلام نے "روزِ رحبہ" لوگوں کو قسم دے کر فرمایا تھا: جس نے غدیرِ خم میں رسولؐ خدا سے میرے متعلق کچھ سنا ہو تو وہ اُٹھ کر گواہی دے لیکن گواہی صرف وہی شخص دے جس نے خود اپنے کانوں سے پیغمبرؐ خدا سے سنا ہو۔

آپؑ کے اس اعلان کے بعد کچھ افراد کھڑے ہوئے جن کی تعداد دس سے زیادہ اور بیس سے کم تھی۔ ان میں عبدالرحمٰن بن عبدرب انصاری بھی شامل تھے، ان سب نے گواہی دی کہ ہم نے رسولؐ خدا سے یہ کلمات سنے تھے:

"آگاہ رہو، خدا میرا ولی ہے اور میں اہلِ ایمان کا ولی ہوں اور آگاہ رہو جس کا میں ولی ہوں، میرے بعد اس کا علیؑ ولی ہے۔ پھر آنحضرتؐ نے یہ دعائیہ کلمات کہے تھے:

Presented by Ziaraat.Com

اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ واحب من احبہ وابغض من ابغضہ واعن من اعانہ

"خدایا! جو اس سے دوستی رکھے تو اس سے دوستی رکھ اور جو اس سے دشمنی رکھے تو اس سے دشمنی رکھ اور جو اس سے محبت رکھے تو اس سے محبت رکھ اور جو اس سے بغض رکھے تو بھی اس سے بغض رکھ اور جو اس کی مدد کرے تو بھی اس کی مدد کر"۔

صاحب حدائق لکھتے ہیں: حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے انھیں قرآن کریم کی تعلیم دی تھی اور ان کی تربیت فرمائی تھی۔

عبدالرحمن مکہ سے امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کربلا آئے تھے اور حملہ اُولی میں شہید ہوئے تھے۔

سروی لکھتے ہیں: انھوں نے باقاعدہ مبارزہ طلبی کی تھی پھر شہید ہوئے تھے۔

۴۸ حضرت عبدالرحمن بن عبداللہ ارحبی (قب، اب، تا) ابصارالعین، ص ۷۷ میں مرقوم ہے، ان کا نام ونسب یہ ہے: عبدالرحمن بن عبداللہ بن الکون بن ارحب بن دعام بن مالک بن معاویہ بن صعب بن رومان بن بکیر ہمدانی الارحبی۔

واضح رہے کہ بنی ارحب قبیلہ ہمدان کی ذیلی شاخ ہے۔

عبدالرحمن امام حسینؑ کے اصحابؓ میں سے تھے۔ جب روز عاشور انھوں نے امام حسینؑ کی مظلومیت کو دیکھا تو آپؑ سے اذن جہاد لیا اور تلوار لیے ہوئے میدان میں آئے اور انھوں نے یہ اشعار پڑھے:

صبرا علی الاسیاف والاسنۃ

صبرا علیھا لدخول الجنۃ

"جنت میں داخل ہونے کے لیے تلواروں اور نیزوں پر صبر کرنا"۔

Presented by Ziaraat.Com

مؤلف کتاب ہذا عرض کرتا ہے: اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عبدالرحمٰن نے باقاعدہ مبارزہ کیا تھا اور وہ حملہ اُولیٰ میں شہید نہیں ہوئے تھے۔

زیارتِ ناحیہ میں ان پر یوں سلام کیا گیا ہے: السلام علی عبدالرحمٰن بن عبدالله بن الکدر الارحبی۔ چنانچہ بحار، جلد ۴۵/۷۳ اور اقبال، ص ۵۷۷ میں ایسا ہی مرقوم ہے جب کہ بحار، جلد ۱۰۱/۲۷۳ میں زیارت کی عبارت یوں منقول ہے: السلام علی عبدالرحمٰن بن عبدالله بن الکدن الارحبی۔ جب کہ ناسخ، جلد ۳/۲۴ میں زیارت ان الفاظ سے منقول ہے: السلام علی عبدالرحمٰن بن عبدالله الکدری الارحبی۔

ناسخ، جلد ۲/۳۱۳ پر مرقوم ہے: شرح شافیہ کے بیان کے مطابق عبدالرحمٰن بن کدری اور اس کے بھائی نے امام حسین علیہ السلام کے سامنے اپنی مردانگی کے جوہر دکھائے اور پے در پے حملے کیے اور لشکرِ ابن زیاد کے بہت سے افراد کو قتل کیا، پھر شہید ہوئے۔

(۲۹) حضرت عبدالرحمٰن بن مسعود بن الحجاج التیمی: ابصار العین، ص ۱۱۲ میں مرقوم ہے کہ عبدالرحمٰن اور ان کے والد مشہور شیعہ بہادروں میں سے تھے۔ وہ ابن سعد کے لشکر کے ساتھ مل کر کربلا آئے تھے، اور یہاں انھیں جیسے ہی موقع ملا، امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حملہ اُولیٰ میں شہید ہو گئے۔

سروی نے بھی یہی کچھ بیان کیا ہے:

(۳۰) حضرت عبداللہ بن بشر خثعمی: ابصار العین، ص ۱۰۱ میں مرقوم ہے کہ عبداللہ ابن سعد کے لشکر کے ساتھ شامل ہو کر کربلا آئے تھے اور جنگ سے پہلے امام حسین علیہ السلام کے لشکر میں شامل ہو گئے تھے۔

صاحبِ حدائق اور دیگر مورخین کے بیان کے مطابق وہ ظہر سے پہلے حملہ اُولیٰ

Presented by Ziaraat.Com

میں شہید ہوئے تھے۔

(۳۱) حضرت عبداللہ بن زید بصری: مناقب، جلد۴/۱۱۳ میں انھیں بھی حملہ اُولیٰ کے شہداء میں شمار کیا گیا ہے۔

(۳۲) حضرت عبداللہ بن عروہ بن حراق غفاری (قب، اب، نا): ابصار العین، ص۱۰۴ میں انھیں حملہ اُولیٰ کے مقتولین میں شمار کیا گیا ہے۔ مزید وضاحت عبداللہ اور عبدالرحمٰن غفاری کی شہادت کے زیر عنوان بیان کی جائے گی۔

(۳۳) حضرت عبداللہ بن عمیر الکلبی: مناقب، جلد۴/۱۱۳ میں انھیں حملہ اُولیٰ کے مقتولین میں سے شمار کیا گیا ہے۔ ان کا مزید ذکر "ابن عمیر کے غلام زیاد سے جنگ" کے زیر عنوان کیا جائے گا۔

(۳۴) حضرت عبداللہ بن یزید بن ثبیط: مناقب، جلد۴/۱۱۳ اور ابصار العین، ص۱۱۱ میں انھیں حملہ اُولیٰ کے مقتولین میں شمار کیا گیا ہے۔ مزید تفصیل "یزید بن ثبیط" کے زیر عنوان بیان کی جائے گی۔

(۳۵) حضرت عبداللہ بن زیاد بصری: مناقب، جلد۴/۱۱۳ میں انھیں حملہ اُولیٰ کے مقتولین میں شمار کیا گیا ہے۔

(۳۶) حضرت عبداللہ بن یزید بن ثبیط عبدی بصری: ابصار العین، ص۱۱۰ میں انھیں حملہ اُولیٰ کے مقتولین میں شمار کیا گیا ہے۔ اس کی مزید وضاحت یزید بن ثبیط کے زیر عنوان پیش کی جائے گی۔

زیارت ناحیہ میں یہ جملے وارد ہیں: السلام علی عبداللہ وعبیداللہ ابن یزید بن ثبیط۔ یزید بن ثبیط کے دونوں بیٹوں عبداللہ اور عبیداللہ پر سلام ہو۔ (بحار الانوار، جلد۳/۲۳، جلد۱۱/۲۷۳، جلد۴۵/۷۲)

(۳۷) حضرت عمار بن ابی سلامہ (قب، اب، نا): ابصار العین، ص۷۹ میں مرقوم

Presented by Ziaraat.Com

ہے کہ ان کا پورا نام ونسب یہ ہے: عمار بن سلامہ بن عبداللہ بن عمران بن راس بن دالان ابوسلامہ الہمدانی الدالانی، بنی دالان، بنی ہمدان کی ذیلی شاخ ہے۔ آپؓ رسولؐ خدا کے صحابی تھے۔

ابوجعفر طبری نے انھیں امیر المومنینؑ کے ساتھیوں اور مجاہدین میں شمار کیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ حضرت علیؑ کے عہدِ خلافت کی تینوں جنگوں (جنگِ جمل، جنگِ صفین اور جنگِ نہروان) میں حضرتؑ کے ہمراہ تھے۔

ابن حجر اصابہ میں لکھتے ہیں: وہ کربلا میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور شہید ہوئے تھے۔

صاحبِ حدائق اور سَروی لکھتے ہیں: وہ حملہ اُولیٰ میں شہید ہوئے تھے۔

زیارتِ ناحیہ میں امام زمانہ عجل اللہ فرجہُ الشریف نے ان پر سلام کیا ہے: السلام علی عمار بن ابی سلامۃ الھمدانی۔ چنانچہ بحار، جلد ۴۵/۷۳، جلد ۱۰۱/۲۷۳ اور ناسخ، جلد ۳/۲۴ میں یہی مرقوم ہے۔

⑱ حضرت عمار بن حسان طائی (قب، اب، نا): ابصار العین، ص ۱۱۳ پر مرقوم ہے کہ عمار بن حسان کا تعلق مخلص شیعوں سے تھا اور وہ دلیری میں بڑی شہرت رکھتے تھے۔ عمار مکہ سے امام علیہ السلام کے ہمراہ تھے، اور وہ حضرتؑ کی نصرت میں شہید ہوئے۔

سَروی لکھتے ہیں کہ وہ حملہ اُولیٰ میں شہید ہوئے تھے۔

زیارتِ ناحیہ میں ان پر سلام کیا گیا ہے۔ السلام علی عمار بن حسان بن شریح الطائی۔ چنانچہ بحار، جلد ۴۵/۷۲، جلد ۱۰۱/۲۷۳ اور ناسخ، جلد ۳/۲۳ میں یہی مرقوم ہے۔

(عمار بن سلامہ) ان کا ذکر عمار بن ابی سلامہ کے زیرِ عنوان ۳۷ ویں نمبر پر کیا جا چکا ہے، اور یہ حملہ اُولیٰ کے مقتولین میں سے تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۴۹) حضرت عمرو بن خالد صیداوی: تنقیح المقال، ص ۳۰۲ میں مناقب کے حوالے سے عمرو بن خالد صیداوی کو حملہ اُولی کے مقتولین میں سے شمار کیا گیا ہے، جب کہ ہمیں مناقب میں یہ روایت دکھائی نہیں دی۔ ابصار العین، ص ۶۶ میں مرقوم ہے کہ عمرو بن خالد اسدی صیداوی ابوخالد کوفہ کے ایک معزز اور محترم شخص تھے اور وہ اہلِ بیتؑ کے مخلص میں سے تھے۔ اُنھوں نے حضرت مسلم بن عقیلؑ کا ساتھ دیا تھا۔ جب اہلِ کوفہ نے ان سے غداری کی تو اُنھوں نے روپوشی اختیار کر لی تھی، یہاں تک کہ قیس بن مسہر شہید ہوئے۔ قیس بن مسہر نے دربار کوفہ میں بتایا تھا کہ امام حسینؑ مقام "حاجز" پر پہنچ چکے ہیں۔

یہ سنتے ہی عمرو اپنے غلام سعد کو ساتھ لے کر امامؑ کی مدد کو روانہ ہوئے اور مجمع عائذی اور مجمع کا بیٹا، جنادہ بن حرث سلمانی اور نافع بجلی کا غلام جس کا نام کامل تھا، وہ بھی ان کے ہمراہ ہو گئے۔ اُنھوں نے طرماح عدی طائی کو کھانے کی دعوت دی اور اُس سے کہا کہ ہماری رہنمائی کرو اور ہمیں امام حسینؑ کے پاس پہنچاؤ۔

اس وقت تمام شاہراہیں مسدود تھیں۔ ہر طرف خطرات کے بادل چھائے ہوئے تھے۔ طرماح اُنھیں اُجاڑ اور ویران جگہوں سے لے کر آئے اور جب امام حسینؑ کے قریب پہنچے تو طرماح نے حُدی خوانی کی اور یاناقتی لا تذعری من زجری..... کی نظم پڑھی۔ (واضح رہے کہ کتاب ہذا کی پہلی جلد میں ہم اس کی تفصیل نقل کر چکے ہیں) اور مقام عذیب الہجانات میں ان کی امام علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ وہاں طرماح نے امام کے لیے شعر تخلیق کیے تھے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم! بھلائی نصیب ہو گی چاہے ہم شہید ہو جائیں یا کامیابی حاصل کریں۔

ابی مخنف لکھتے ہیں: جب حُر نے ان افراد کو امامؑ سے الحاق کرتے دیکھا تو اُس

Presented by Ziaraat.Com

نے اعتراض کیا اور کہا: یہ لوگ پہلے سے آپؑ کے قافلہ میں شریک نہیں تھے۔ میں انھیں یا تو گرفتار کروں گا یا انھیں کوفہ واپس بھیج دوں گا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: جس طرح سے میں اپنا دفاع کرتا ہوں اسی طرح سے میں ان کا بھی دفاع کروں گا۔ یہ لوگ میرے اعوان وانصار ہیں۔ تو نے مجھ سے یہ عہد کیا تھا کہ تو میرے کسی معاملے میں دخل نہ دے گا، یہاں تک ابن زیاد کا خط آجائے۔

حُرؑ نے کہا: جی ہاں، یہ صحیح ہے، لیکن یہ لوگ آپؑ کے ساتھ نہیں تھے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ میرے اصحاب ہیں، یہ بھی ان کی مانند ہیں جو میرے ساتھ آئے ہیں۔ اگر تو نے اپنی قرارداد کا لحاظ کیا اور میرے معاملات میں دخل نہ دیا تو بہتر ہے ورنہ میں تجھ سے جنگ کروں گا۔

امام علیہ السلام کے اس فرمان کے بعد حُرؑ نے خاموشی اختیار کرلی۔

ابومخنف لکھتے ہیں: روزِ عاشور جب جنگ شروع ہوئی تو ان ساتھیوں نے امام سے اذنِ جہاد لیا اور جنگ شروع کردی۔ فوج یزید نے انھیں گھیرے میں لے لیا اور وہ لشکرِ امامؑ سے کٹ گئے۔ جب امام حسین علیہ السلام نے یہ دیکھا تو اپنے بھائی عباس علیہ السلام کو ان کی مدد کے لیے روانہ کیا۔

حضرت عباسؑ تن تنہا انھیں چھڑانے کے لیے آگے بڑھے اور آپؑ نے دشمنوں پر حملہ کردیا۔ فوج یزید نے ان کا گھیراؤ ختم کردیا۔ امامؑ کے یہ ساتھی بہت زخمی تھے۔ واپس آتے ہی انھوں نے دیکھا کہ یزیدی فوج دوبارہ انھیں نرغے میں لینا چاہتی ہے تو وہ حضرت عباسؑ سے جدا ہوگئے اور سخت ترین حملہ کردیا یہاں تک کہ سب کے سب شہید ہوگئے۔

حضرت عباس امام علیہ السلام کے پاس واپس آئے اور ساری صورت حال

Presented by Ziaraat.Com

بیان کی۔ امام علیہ السلام نے کئی مرتبہ ان کے لیے رحمت طلب کی۔

چنانچہ بحار، جلد ۴۵/۷۲، جلد ۱۰۱/۲۷۳، تاریخ، جلد ۳/۴۴ اور اقبال، ص ۵۷۷، سطر۳ میں زیارت ناحیہ کے یہ الفاظ منقول ہیں: السلام علی عمر (عمرو) بن خالد الصیداوی (عمرو بن ضبیعہ) کا تذکرہ عمر بن ضبیعہ کے ضمن میں ۴۲ویں نمبر پر بیان کیا جائے گا۔

۴۰ حضرت عمرو بن عبداللہ جندعی: زیارت ناحیہ میں یہ جملے موجود ہیں: السلام علی المرتب معه عمرو بن عبدالله الجندعی۔ یہاں لفظ ''مرتب'' کتابت کی غلطی ہے جب کہ اقبال، ص ۵۷۷، عوالم، جلد ۱۷/۳۴۰، بحار، جلد ۱۰۱/۲۷۳ میں یہ لفظ مرتب کی بجائے ''مرتث'' آیا ہے اور یہی صحیح ہے۔ یہ لفظ باب افتعال ''ارتث'' سے اسم مفعول ہے اور بحار، جلد ۱۰۱/۲۷۶ میں مذکور ہے کہ ''مرتث'' اس شدید زخمی کو کہا جاتا ہے جسے جنگ کے میدان سے اس عالم میں اُٹھا کر لایا جائے کہ اس میں رمق جان باقی ہو۔

مناقب، جلد۴/۱۱۳ میں مرقوم ہے کہ ''عمرو جندعی'' حملہ اُولیٰ کے شہداء کے فرد ہیں۔

۴۱ عمرو بن مشیعہ: مناقب، جلد۴/۱۱۳ میں انھیں حملہ اُولیٰ کے مقتولین میں سے شمار کیا گیا ہے۔

۴۲ عمر بن ضبیعہ بن قیس بن ثعلبہ الضبعی التیمی[1]: ابصار العین، ص ۱۱۳ میں منقول ہے: عمر ایک دلیر اور غیور انسان تھے۔ آپ ابن زیاد کے لشکر کے ہمراہ کوفہ سے کربلا آئے۔ پھر پہنچ کر امام حسین علیہ السلام کے لشکر سے ملحق ہو گئے۔

سروی کے بقول آپ حملہ اُولیٰ میں شہید ہوئے۔ زیارت ناحیہ میں آپ پر

---

[1] زیارت ناحیہ میں ''عمرو بن ضبیعہ'' کے الفاظ وارد ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

سلام وارد ہے۔ السلام علی عمرو بن ضبیعہ (الضبعی) بحوالہ بحار، جلد ۴۵/۷۲، اقبال، ص ۵۷۶۔

۴۳ حضرت عمران بن کعب بن حارث اشجعی: مناقب، جلد۴/۱۱۳ میں انھیں حملہ اُولیٰ کے شہداء میں شمار کیا گیا ہے۔

۴۴ حضرت قارب بن عبداللہ الدئلی مولی الحسین بن علی علیہما السلام: ابصار العین، ص ۵۴ میں مرقوم ہے: ان کی والدہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی کنیز تھیں۔ عبداللہ دئلی نے ان سے شادی کی تھی، اس سے ایک فرزند پیدا ہوا جس کا نام "قارب" رکھا گیا۔ یہ امام حسینؑ کے غلام تھے اور مدینہ سے آپؑ کے ساتھ مکہ گئے اور مکہ سے کربلا تک ساتھ تھے اور ظہر سے ایک گھنٹہ قبل حملہ اُولیٰ میں شہید ہوئے۔

امامِ زمانہ علیہ السلام نے زیارت ناحیہ میں اُن پر سلام کیا ہے: السلام علی قارب مولی الحسین بن علی۔ بحوالہ بحار، جلد ۴۵/۶۹، جلد ۱۰۱/۲۷۱، ناسخ، جلد۳/۲۱۔

۴۵ حضرت قاسط بن زہیر (قب، اب، تا): ابصار العین، ص ۱۱۴ میں مرقوم ہے: قاسط بن زہیر بن حرث تغلبی (قب، اب، تا) اور ان کے بھائی "کردوس بن زہیر بن الحرث التغلبی" اور ان کے بھائی "مقسط بن زہیر بن الحرث التغلبی" تینوں بھائیوں کا تعلق اصحاب امیر المومنین علیہ السلام سے تھا اور انھوں نے حضرتؑ کے ساتھ جمل، صفین اور نہروان کی جنگوں میں شرکت کی تھی۔

حضرت امیر المومنینؑ کی شہادت کے بعد تینوں بھائی امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے ساتھ رہے تھے۔ ان کی رہائش کوفہ میں تھی اور جب امام حسین علیہ السلام کربلا آئے تو یہ بھائی کوفہ سے چھپ چھپا کر نکلے اور آپؑ کی خدمت میں باریاب ہوئے اور وہ کربلا میں شہید ہوئے۔

Presented by Ziaraat.Com

سَروی لکھتے ہیں: یہ بھائی حملہ اُولی میں شہید ہوئے تھے۔

زیارت ناحیہ میں یہ الفاظ ہیں: السلام علی قاسط و کرش ابنی زھیر التغلبین۔ بحوالہ بحار، جلد ۴۵/۷۱، تاریخ، جلد ۳/۲۳، متن اقبال، ص ۵۷۶ میں ''زہیر'' کی جگہ ''ظہیر'' لکھا ہوا ہے۔

(۲۶) حضرت قاسم بن حبیب بن ابی شر الازدی (اب، تا): ابصار العین، ص ۱۰۹ میں مرقوم ہے: قاسم انتہائی بہادر انسان تھے۔ وہ ابن سعد کے لشکر کے ساتھ کوفہ سے روانہ ہوئے تھے اور کربلا پہنچ کر امام حسینؑ کے لشکر میں شامل ہو گئے تھے اور وہ آپؑ کے ساتھ رہے، یہاں تک کہ حملہ اُولی میں شہید ہوئے۔

زیارت ناحیہ میں آپ پر سلام وارد ہے: السلام علی قاسم بن حبیب الازدی۔ ملاحظہ فرمائیں، بحار، جلد ۴۵/۷۳، جلد ۱۰۱/۲۷۳، تاریخ، جلد ۳/۲۴، تاریخ، جلد ۲/۳۱۴ میں انھیں گمنام شہداء میں شمار کیا گیا ہے۔

(۲۷) حضرت کردوس بن ظہیر ''قاسط'' کے زیرِ عنوان ان کا ذکر کیا جا چکا ہے۔

(۲۸) حضرت کنانہ بن عتیق تغلبی (قب، اب، تا) ابصار العین، ص ۱۱۴ میں مرقوم ہے: حضرت کنانہ بڑے دلیر اور شجاع انسان تھے۔ کوفہ کے مشہور عبادت گزاروں اور قاریانِ قرآن میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ وہ امام مظلوم علیہ السلام کی خدمت میں کربلا حاضر ہوئے اور حضرتؑ کی نصرت میں جامِ شہادت نوش کیا۔

سروی لکھتے ہیں: وہ حملہ اُولی میں شہید ہوئے تھے، جب کہ دوسرے مؤرخین کا بیان ہے: وہ حملہ اُولی اور ظہر کے درمیان مبارزہ کرتے ہوئے شہید ہوئے تھے۔

بحار الانوار، جلد ۴۵/۷۱، جلد ۱۰۱/۲۷۳ اور تاریخ، جلد/۲۳ کے مطابق ان پر زیارتِ ناحیہ میں سلام کیا گیا ہے: السلام علی کنانة بن عتیق۔

(۲۹) حضرت مجمع عائذی (قب، اب، تا): ابصار العین، ص ۸۵ میں مرقوم ہے:

ان کا پورا نام ونسب یہ ہے: مجمع بن عبداللہ بن مجمع بن مالک بن ایاس بن عبد مناۃ بن عبیداللہ بن سعد العشیرۃ المذحجی العائذی۔

ان کا تعلق جماعت تابعین سے تھا اور یہ امیر المومنین علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھے۔ امام حسین علیہ السلام نے اُن سے ہی اہل کوفہ کا حال دریافت کیا تھا۔ انھوں نے جواب میں کہا تھا: کوفہ کے اشراف ومعززین کو بھاری بھرکم رشوتیں مل چکی ہیں اور ان کے تمام برتن بھر چکے ہیں، اسی لیے وہ آپؑ کے خلاف جمع ہو چکے ہیں اور جہاں تک عوام الناس کا تعلق ہے تو آج ان کے دل آپؑ کی طرف مائل ہیں، لیکن کل ان کی تلواریں آپؑ کے خلاف ہوں گی۔

مؤرخین نے لکھا ہے: مجمع اور عمرو بن خالد اپنے دوسرے ساتھیوں سمیت روزِ عاشورا ایک ہی جگہ شہید ہوئے تھے۔ بحار، جلد ۴۵/۲۲، جلد ۱۰۱/۲۷۳ اور ناسخ، جلد ۲/۲۳ میں مرقوم ہے۔ زیارت ناحیہ میں ان پر سلام وارد ہے: السلام علی مجمع بن عبداللہ العائذی۔

(۵۰) حضرت مسعود بن حجاج (قب، اب، نا): ابصار العین، ص ۱۱۲ میں مرقوم ہے: مسعود بن حجاج التیمی تیم اللہ بن ثعلبہ اور ان کے فرزند عبدالرحمٰن بن مسعود بن حجاج التیمی دونوں باپ بیٹا کوفہ کے مشہور شیعوں میں شمار کیے جاتے تھے اور دونوں شجاعت میں ضرب المثل کا درجہ رکھتے تھے۔ یہ دونوں ابن سعد کے لشکر کے ساتھ شامل ہو کر کربلا آئے اور جیسے ہی انھیں موقع ملا ابن سعد کے لشکر کو چھوڑ کر امام حسین علیہ السلام کے لشکر میں شامل ہو گئے۔ روزِ عاشور تک حضرتؑ کی رفاقت میں رہے۔ پھر روزِ عاشور حملہ اُولیٰ میں شہید ہو گئے۔

سروی کا بھی یہی بیان ہے بحار الانوار، جلد ۴۵/۲۲، جلد ۱۰۱/۲۷۳ اور ناسخ، جلد ۲/۲۳ میں مرقوم ہے: امام زمانہ علیہ السلام نے ان پر زیارتِ ناحیہ میں ان الفاظ

Presented by Ziaraat.Com

سے سلام کیا: السلام علی سعود بن الحجاج وابنہ۔

(۵۱) حضرت مسقط بن زہیر بن الحرث التغلبی: ابصار العین، ص ۱۱۴ میں انھیں حملہ اُولیٰ کے مقتولین میں شمار کیا گیا ہے۔ ان کا ذکر "قاسط بن زہیر" کے زیرِ عنوان پہلے گزر چکا ہے۔

(۵۲) حضرت مسلم بن کثیر: ابصار العین، ص ۱۰۸ میں مرقوم ہے: مسلم بن کثیر الاعرج الازدی کوفی تھے اور اصحاب امیر المومنینؑ میں سے تھے۔ کسی جنگ میں ان کی ایک ٹانگ کٹ گئی تھی۔ اہلِ تاریخ لکھتے ہیں: وہ کوفہ سے روانہ ہو کر امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔

سروی لکھتے ہیں کہ وہ حملہ اُولیٰ میں شہید ہوئے تھے۔

بحار الانوار، جلد ۴۵/۲/۷، جلد ۱۰۱/۳/۲۷۴، تاریخ، جلد ۳/۲۴ میں مرقوم ہے: ان پر زیارتِ ناحیہ میں سلام وارد ہے: السلام علی اسلم بن کثیر الازدی الاعرج۔

مؤلف کہتا ہے: ممکن ہے کہ اسلم سے مُسلم ہی مراد ہیں۔ واللہ اعلم!

(۵۳) حضرت نصر اللہ ابی نیزر مولیٰ علی بن ابی طالبؑ: ابصار العین، ص ۵۴ میں مرقوم ہے: ابونیزر بادشاہانِ عجم میں سے کسی خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور ایک قول کے مطابق کہ وہ نجاشی کی اولاد میں سے تھے۔

مبرد اپنی کتاب کامل میں لکھتے ہیں: میرے نزدیک صحیح قول یہ ہے: ابونیزر نجاشی کے فرزندوں میں سے تھے۔ انھیں اسلام سے دلچسپی تھی۔ چنانچہ بچپن ہی میں رسولِ خدا کے پاس آ گئے تھے اور اسلام قبول کیا تھا۔ رسولِ خدا نے ان کی تربیت کی۔ رسولِ اکرم کی وفات کے بعد ابونیزر اولادِ فاطمہؑ کے پاس آ گئے تھے۔

مبرد کے علاوہ دوسرے مؤرخین یہ لکھتے ہیں کہ وہ شاہانِ عجم کی اولاد میں سے تھے اور انھیں آنحضرت رسولِ خدا کی خدمت میں بعنوانِ ہدیہ پیش کیا گیا تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

آنحضرتؐ کے بعد انھوں نے حضرت علیؑ کی غلامی اختیار کی اور آپؑ کے ساتھ مل کر مدینہ کے نخلستان میں کام کیا کرتے تھے۔

ابونیزر سے ہی چشمہ کے اِحداث کی روایت منقول ہے جس میں یہ کہا ہے:

ایک دن امیر المومنین علی علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے، میں اس وقت آپؑ کے اس باغیچے میں کام کر رہا تھا جسے عین ابی نیزر اور بغیبغہ کہا جاتا تھا۔

آپؑ نے مجھ سے فرمایا: تمہارے پاس کھانے کے لیے کچھ ہے؟

میں نے عرض کیا: کھانے کا سامان تو موجود ہے لیکن میں وہ آپؑ کی خدمت میں پیش کرنا مناسب نہیں سمجھتا کیونکہ میں نے کدو کا سالن تیار کیا ہے، جس میں گوشت کا بدبودار شوربہ ملا ہوا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: لے آؤ، آپ اُٹھے اور نہر کے بہتے ہوئے پانی سے ہاتھ دھوئے اور آپؑ نے ریت مار کر ہاتھوں کو اچھی طرح سے دھویا اور پھر آپؑ نے وہی ہاتھ اپنے شکم پر پھیر کر فرمایا:

من ادخله بطنه النار فأبعده الله

"جس کا شکم اسے آگ میں لے جائے تو خدا اسے اپنی رحمت سے دُور رکھے"۔

آپؑ نے بیلچہ اُٹھایا اور چشمہ میں داخل ہو گئے اور کافی دیر تک آپؑ چشمہ کے احداث میں لگے رہے اور پسینہ پسینہ ہو کر باہر آئے۔ آپؑ نے اپنی انگلی سے اپنے چہرے کا پسینہ پونچھا۔ پھر میں نے دیکھا کہ چشمہ سے گردن شتر کی طرح سے پانی بہنے لگا۔ آپؑ نے فرمایا: میں خدا گواہ بنا کر اسے صدقہ قرار دیتا ہوں۔ پھر آپؑ نے تحریر لکھی اور اس میں یہ عبارت لکھی کہ بندۂ خدا امیر المومنینؑ کی طرف سے یہ دو باغ فقرائے مدینہ کے لیے صدقہ ہیں۔ البتہ اگر حسنؑ و حسینؑ محتاج ہو جائیں تو یہ ان کی خالص

Presented by Ziaraat.Com

ملکیت ہوگی۔ ان کے علاوہ کسی اور کی ملکیت نہیں ہوگی۔ (انتہیٰ ملخصاً)

کربلا میں شہید ہونے والے نصر ابونیزر کے فرزند تھے۔ امیر المومنینؑ کے بعد وہ امام حسنؑ سے وابستہ ہوگئے تھے۔ امام حسنؑ کے بعد انہوں نے امام حسینؑ سے وابستگی اختیار کرلی تھی اور جب امام حسین علیہ السلام نے مدینہ چھوڑا تو یہ امامؑ کے ساتھ تھے اور امامؑ کے ساتھ کربلا آئے۔ آپ گھڑ سوار تھے۔ قومِ اشقیاء نے آپ کے گھوڑے کو پے کردیا تھا اور آپ حملہ اُولیٰ میں شہید ہوگئے تھے۔

(۵۴) حضرت نعمان بن عمرو راسبی (قب، اب): ابصار العین، ص ۱۰۹ میں مرقوم ہے: نعمان بن عمرو راسبی کا تعلق کوفہ سے تھا اور وہ ابن سعد کے لشکر میں شریک ہوکر کربلا آئے تھے۔ جب ابن سعد نے امام حسینؑ کی شرائط کو مسترد کردیا تو نعمان نے رات کے وقت اپنے لشکر کو چھوڑا اور امامِ مظلومؑ کی جماعت میں شامل ہوگئے۔ حملہ اُولیٰ میں انہوں نے شہادت کا جام نوش کیا۔

(۵۵) حضرت نعیم بن عجلان انصاری خزرجی (قب، اب، نا): ابصار العین، ص ۹۴ میں مرقوم ہے: نضر، نعمان اور نعیم تینوں بھائی تھے اور امیر المومنینؑ کے اصحابؓ میں سے تھے۔ تینوں بھائیوں نے صفین میں اپنی بہادری کی داستان رقم کی تھی اور تینوں بھائی دلیر اور شاعر تھے۔

نضر اور نعمان کی وفات ہوگئی۔ نعیم کوفہ میں تھے۔ جب امام علیہ السلام عراق کی طرف روانہ ہوئے تو وہ امامؑ کی مدد کے لیے کربلا آئے اور حملہ اُولیٰ میں جامِ شہادت نوش کیا۔

بحار الانوار، جلد ۴۵/۷۰، جلد ۱۰۱/۲۷۲ اور ناسخ، جلد ۳/۲۲ پر مرقوم ہے:

امامِ زمانہ علیہ السلام نے زیارتِ ناحیہ میں ان پر سلام کرتے ہوئے فرمایا:

السلام علی نعیم بن عجلان الانصاری۔

Presented by Ziaraat.Com

مؤلف کہتا ہے: اس حساب سے حملہ اُولیٰ کے شہداء کی تعداد ۵۵ بنتی ہے۔ ان میں سے کچھ کا تذکرہ مناقب ابن شہرآشوب، جلد۴/۱۱۳ میں کیا گیا ہے۔

بعض کا ذکر ابصار العین میں کیا گیا ہے۔ بعض کا ذکر دونوں کتابوں میں کیا گیا ہے اور ان میں سے کچھ ایسے ہیں جن کے نام پر زیارت ناحیہ میں سلام کیا گیا ہے اور کچھ ایسے ہیں جن کا نام زیارت ناحیہ میں موجود نہیں ہے۔

ایک امکان یہ بھی ہے کہ جن شہداء کے نام ابصار العین میں بیان کیے گئے ہیں اور مناقب میں انھیں مشخص نہیں کیا گیا۔ ان کا تعلق ایسے شہداء سے ہو جنھیں مناقب میں مجموعی طور پر ذکر کیا گیا ہے۔

مثلاً صاحب مناقب نے فرمایا: حملہ اُولیٰ میں امام حسینؑ کے دس موالی اور امیر المومنینؑ کے دو موالی (آزاد کردہ غلام) شہید ہوئے۔ مثلاً نصر اللہ بن ابی نیزر کا نام مناقب میں موجود نہیں ہے، لیکن یہ لکھا ہوا ہے: حملہ اُولیٰ میں امیر المومنینؑ کے دو موالی شہید ہوئے۔ یقیناً اس میں نصر اللہ بن ابی نیزر شامل ہیں۔ اسی طرح سے قارب بن عبداللہ کا مناقب میں تذکرہ موجود نہیں ہے۔ اس کے عوض یہ لکھا ہے کہ امام حسینؑ کے دس موالی حملہ اُولیٰ میں شہید ہوئے لہٰذا ان میں حضرت قارب بن عبداللہ شامل ہیں۔

قمقام، ص ۴۰۳ میں مرقوم ہے: جب ابن سعد نے پہلا تیر چلایا تو اس کے بعد اس کی فوج نے تیروں کی بارش کر دی۔

لہوف میں مرقوم ہے کہ اس حملہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے لشکر میں سے ایک جماعت شہید ہوگئی۔

ابن شہرآشوب نے مناقب، جلد۴/۱۱۳ میں حملہ اُولیٰ کے شہداء کے حسب ذیل نام نقل کیے ہیں:

(۱) نعیم بن عجلان (۲) عمران بن کعب بن حارث اشجعی (۳) حنظلہ بن عمرو

Presented by Ziaraat.Com

شیبانی ④ قاسط بن زہیر ⑤ عمرو بن خالد صیداوی ⑥ کنانہ بن عتیق ⑦ عمر بن شیعہ ⑧ ضرغام بن مالک ⑨ عامر بن مسلم ⑩ سیف بن مالک نمیری ⑪ عبدالرحمٰن ارحبی ⑫ مجمع عائذی ⑬ حباب بن حارث ⑭ عمرو جندعی ⑮ حلاس بن عمر راسبی ⑯ سوار بن ابی عمیر فہمی ⑰ عمار بن ابی سلامہ دالانی ⑱ نعمان بن عمر راسبی ⑲ زاہر (زاہد) بن عمرو مولیٰ ابن الحمق ⑳ جبلہ بن علی ㉑ مسعود بن حجاج ㉒ عبداللہ بن عروہ غفاری ㉓ زہیر بن بشر خثعمی ㉔ عمار بن حسان ㉕ عبداللہ بن عمیر ㉖ مسلم بن کثیر ㉗ زہیر بن سلیم ㉘ و ㉙ عبداللہ، عبیداللہ فرزندانِ یزید قیسی بصری۔ امام حسینؑ کے آزاد کردہ دس غلام۔ امیرالمومنینؑ کے آزاد کردہ دو غلام۔

ابن شہرآشوب کی روایت کے مطابق حملہ اُولیٰ میں شہید ہونے والوں کی مجموعی تعداد اکتالیس ہے۔ علاوہ ازیں مناقب کا جو نسخہ ہمارے پیش نظر ہے، اس میں عمرو بن خالد صیداوی کا نام موجود نہیں ہے۔ جب کہ صاحب مقتام نے مناقب کے حوالے سے یہ نام نقل کیا ہے۔

مُبارزطلبی کرنے والے اصحاب

تاریخ، جلد۲/۲۵۷ میں مرقوم ہے: لشکرِ یزید میں بہت سے افسر ایسے بھی موجود تھے جو امام حسین علیہ السلام سے جنگ کا آغاز کرنا نہیں چاہتے تھے اور وہ آغازِ جنگ کر کے دونوں جہانوں کی ذلت کو اپنے لیے پسند نہیں کرتے تھے۔ اسی لیے جنگ میں کافی ٹال مٹول ہوتی رہی اور فریقین کی طرف سے پیغامات کا تبادلہ ہوتا رہا۔ چنانچہ روزِ عاشورا چاشت کے وقت تک یہی صورت حال قائم رہی۔ جب لوگوں کو یقین ہو گیا کہ امام حسینؑ کسی بھی قیمت پر ذلت قبول کرنے پر آمادہ نہیں ہیں اور ابن زیاد اپنے اندرونی کینہ کی وجہ سے حضرتؑ کو چھوڑنے پر راضی نہیں ہے، تو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ فریقین نے جنگ کی تیاری کر لی۔

Presented by Ziaraat.Com

ابن عمیر کا زیاد کے غلام سے مبارزہ

ناسخ، جلد۲/ ۲۵۸، بحار، جلد ۴۵/ ۱۲ اور قمقام، ص ۴۰۴ میں ہے کہ ابن سعد کے لشکر میں سے سب سے پہلے زیاد بن ابیہ کا غلام یسار گھوڑے پر سوار ہوکر میدان میں آیا اور مبارز طلبی کی۔

امام حسینؑ کی فوج میں سے عبداللہ بن عمیر کلبی گھوڑے پر سوار ہوکر اس کے مقابلہ پر گئے۔

یسار نے کہا: میں تجھے نہیں پہچانتا لہٰذا تو واپس چلا جا اور میرے مقابلہ کے لیے میرے ہم شان افراد زہیر بن القین یا حبیب بن مظاہر کو بھیج دے۔

عبداللہ بن عمیر نے اس سے کہا: تیرا یہ مقام نہیں ہے کہ دل پسند افراد سے جنگ کرے۔ یہ کہہ کر انھوں نے اپنے گھوڑے کو اس کے گرد چکر دیا اور اسے پکڑ کر زمین پر گرا دیا۔

ابن زیاد کے ایک غلام "سالم" نے یہ منظر دیکھا تو وہ "یسار" کو چھڑانے کے لیے میدان کی طرف دوڑا۔ امام حسینؑ کے اصحاب نے عبداللہ بن عمیر کلبی کو آوازیں دیں کہ خیال رکھو ایک اور پہلوان اس کی مدد کو آ رہا ہے۔

عبداللہ جنگ میں اتنے مصروف تھے کہ وہ اپنے ساتھیوں کی آوازوں کو نہ سن سکے۔ اتنے میں "سالم" اپنے ساتھی کو چھڑانے کے لیے پہنچ گیا اور اس نے سیاہ آندھی کی مانند عبداللہ بن عمیر پر حملہ کیا۔ عبداللہ نے ہاتھ سے سپر کا کام لیا۔ جس سے ان کی کچھ انگلیاں کٹ گئیں۔ لیکن انھوں نے پرواہ تک نہ کی اور زخمی شیر کی طرح سے سالم پر حملہ کیا اور اسے دوزخ پہنچا دیا۔

عبداللہ گھوڑے کی پشت پر بیٹھ کر دائیں بائیں جنگ کرتے تھے اور وہ یہ رجز پڑھتے تھے:

Presented by Ziaraat.Com

ان تنکرونی فانا ابن کلب انی امرؤ ذومرۃ وعضب
ولست بالخوار عند السلب ①

"اگر تم مجھے نہیں پہچانتے تو جان لو میں بنی کلب کا فرزند ہوں۔
میں صاحب قوت انسان ہوں اور میں مصیبت کے وقت بزدلی
اختیار کرنے والا نہیں ہوں"۔

قمقام، ص ۴۰۵ پر مرقوم ہے کہ عبداللہ بن عمیر کی زوجہ اُم وہب نے خیمہ کی چوب ہاتھ میں پکڑی اور شوہر کے پاس میدان میں آ گئی اور اس کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے کہا:

فداك ابی و اُمی قاتل دون الطیبین ذُریۃ محمدؐ

"میرے ماں باپ تجھ پر قربان، پاک و پاکیزہ اولادِ محمدؐ کے لیے
جنگ کرو"۔

شوہر نے چاہا کہ بیوی کو خیام میں بھیج دیں، لیکن ان کی بیوی نے واپس آنا گوارا نہ کیا اور کہا: میں تجھے اکیلا نہ چھوڑوں گی۔ میں تجھ سے پہلے موت کو گلے لگاؤں گی۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا تجھے جزائے خیر دے، خیام میں واپس چلی جا، اللہ نے عورتوں پر جہاد فرض نہیں کیا۔

امامؑ کا فرمان سنا تو بی بی خیام میں واپس چلی گئی۔

اصحابِ حسینؑ کی تیراندازی

ناسخ، جلد۲/۲۵۹، قمقام، ص ۴۰۵ اور بحار، جلد ۴۵/۱۳ میں مرقوم ہے: ان کے قتل کے بعد عمرو بن الحجاج سپاہِ کوفہ کی جماعت کو ساتھ لے کر آگے بڑھا اور وہ حسینؑ لشکر کے میمنہ پر حملہ کرنا چاہتا تھا۔ جب دونوں لشکروں میں فاصلہ کم رہ گیا تو اصحابِ حسینؑ

① قمقام، ص ۴۰۵، بحار، جلد ۴۵/۱۳ میں "عند السلب" کی بجائے "عند النکب" کے الفاظ مرقوم ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

نے زمین پر زانو لگا دیے اور نیزے سیدھے کیے۔ کوئی لشکر نیزوں کو دیکھ کر پیچھے ہٹا۔ اس وقت اصحابِ حسینؑ نے ان پر تیروں کی بارش کر دی۔

یزیدی فوج میں سے بہت سے گرے اور جہنم واصل ہوئے اور بہت سے تیروں کی وجہ سے سخت زخمی ہوئے۔

مسلم بن عوسجہ کا ابن جوزہ کو قتل کرنا[1]

پھر بنی تمیم کا ایک شخص اصحابِ حسینؑ کے مقابلہ پر آیا جس کا نام عبداللہ بن جوزہ تھا۔[2] اس نے اپنے گھوڑے کو جولان دیا اور لشکرِ حسینیؑ کی طرف رُخ کیا۔ اصحابِ امامؑ نے اس سے فرمایا: تیری ماں تیرے غم میں روئے، تو کدھر آ رہا ہے؟

اس نے شیخی بگھارتے ہوئے جواب دیا:

انی اقدم علی رب رحیم وشفیع مطاع[3]

''میں ربِ رحیم اور اطاعت کیے جانے والے شفاعت کنندہ کے حضور پیش ہو رہا ہوں''۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: یہ شخص کون ہے؟

اصحاب نے عرض کیا: یہ ابن جوزہ ہے۔

---

① یہ واقعہ مقتل مقرم، ص ۲۰۵، بحار، جلد ۴۵/۱۳ اور تاریخ، جلد ۲/۲۵۹ میں منقول ہے: ہم نے یہ واقعہ تاریخ سے نقل کیا ہے۔

② بحار میں اس کا نام ''عبداللہ بن خوزہ'' اور مقتل مقرم میں اس کا نام ''عبداللہ بن حوزہ'' لکھا ہوا ہے۔

③ مقتل مقرم میں لکھا ہے: یہ بدبخت لشکرِ امامؑ کے قریب آیا اور کہا کہ کیا حسینؑ یہاں موجود ہے؟ اصحاب نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے تین بار یہی جملہ دہرایا۔ اصحاب نے کہا: ہاں امامؑ موجود ہیں۔ تجھے کیا کام ہے؟ اس لعین نے گستاخی کرتے ہوئے کہا: حسینؑ! تجھے دوزخ کی بشارت ہو۔ آپؑ نے فرمایا: ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ میں مہربان خدا اور شفیع مطاع کے پاس جاؤں گا۔ مگر تو کون؟ اس نے اپنا نام بتایا تو امامؑ نے کہا: خدایا! اسے دوزخ پہنچا دے۔ الخ۔

Presented by Ziaraat.Com

امام حسین علیہ السلام نے بارگاہِ احدیت میں عرض کی: میرے پروردگار! اسے دوزخ روانہ فرما۔

جیسے ہی امامؑ کی بددعا ختم ہوئی تو اس کا گھوڑا سرکشی پر اُتر گیا، جس سے اس کا ایک پاؤں رکاب میں پھنس گیا۔ گھوڑا اسے لیے ہوئے سرپٹ دوڑنے لگا۔ حضرت مسلم بن عوسجہؓ نے موقع پاکر اس کا پاؤں کاٹ دیا۔ گھوڑا اسے لیے ہوئے کانٹوں اور پتھروں میں سے دوڑتا رہا اور اس کا سر پتھروں سے ٹکراتا رہا۔ آخرکار وہ دوزخ واصل ہوا۔

حضرت حُرؓ کا مبارزہ①

اس وقت حضرت حُرؓ کی غیرتِ ایمانی نے جوش مارا اور وہ امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! جب ابن زیاد نے مجھے فوج کا سالار بنا کر آپؑ کے مقابلہ پر بھیجا تھا، تو اس دن میں جیسے ہی دارالامارہ سے نکلا تو مجھے اپنے پیچھے سے یہ آواز سنائی دی: ابشر یاحر بخیر "حُرؓ! تجھے اچھائی اور بھلائی کی بشارت ہو"۔ میں نے مڑکر دیکھا تو مجھے کوئی شخص دکھائی نہ دیا۔

میں نے اپنے آپ سے کہا: عجیب بات ہے مجھے یہ بشارت کیوں دی گئی ہے۔ میں تو فرزندِ رسولؐ سے جنگ کے لیے جارہا ہوں۔ اس میں بشارت کہاں سے آگئی؟ لیکن مجھے معلوم نہ تھا کہ خدا کی طرف سے مجھے توبہ کی توفیق نصیب ہوگی۔ اب مجھے وہ بشارت بالکل صحیح محسوس ہورہی ہے اور یقین ہوگیا ہے کہ خدا کی طرف سے مجھے بھلائی ملنے والی ہے۔

حضرت حُرؓ کا اذنِ شہادت طلب کرنا

حضرت حُرؓ نے امام حسین علیہ السلام سے عرض کیا:

---

① یہ اقتباس ناسخ، جلد۲/۲۶۰ سے لیا گیا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

فرزندِ رسولؐ! میں پہلا شخص ہوں جس نے آپؑ کے خلاف خروج کیا۔ اب آپؑ اجازت دیں، میں سب سے پہلے آپ پر اپنی جان نثار کرنا چاہتا ہوں اور کل قیامت کے دن میں رسولؐ خدا سے پہلا مصافحہ کرنے والا شخص بننا چاہتا ہوں۔

حُرؒ یہ چاہتے تھے کہ حملہ اُولیٰ کے بعد شہید ہونے والے مبارزین میں سے سب سے پہلے شہادت کا افتخار حاصل کریں۔

لہوف مترجم، ص ۱۰۳ میں مرقوم ہے کہ حضرت حُرؒ نے پہلے شہید بننے کی جو درخواست کی تھی اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ مبارزطلبی کرنے والے جملہ شہداء میں سے پہلے شہید قرار پائیں ورنہ ان سے پہلے حملہ اُولیٰ میں بہت سے اصحاب جامِ شہادت نوش کر چکے تھے۔

امام حسین علیہ السلام نے انھیں جنگ کی اجازت دی۔ حضرت حُرؒ ایک غضب ناک شیر کی مانند میدانِ جنگ میں آئے اور گھوڑے کو جولان دیا اور یہ اشعار پڑھے:

الیت لا أقتل حتی اقتلا أضربهم بالسیف ضرباً معضلا
لا ناقلا عنهم ولا معللا لا حاجزاً عنهم ولا مبدّلا
أحمی الحسین الماجد المؤملا

"میں قسم کھا چکا ہوں کہ جب تک دشمنوں کو قتل نہ کروں گا، تب تک خود قتل نہ ہوں گا۔ میں اُن پر تلوار کے کاری وار کروں گا۔ میں میدان سے واپس نہ جاؤں گا اور نہ ہی کسی اور کام میں اپنے آپ کو مصروف کروں گا۔ میں نہ تو ان کا دفاع کروں گا اور نہ ہی اپنا منصب کسی دوسرے کو دوں گا۔ میں محترم حسینؑ کی مدد کروں گا جس سے جہان کو اُمیدیں وابستہ ہیں"۔ (تاریخ، جلد۲/۲۶۰)

الغرض حضرت حُرؒ لشکرِ کوفہ کے سامنے آئے اور یہ رجز پڑھے:

Presented by Ziaraat.Com

انی أنا الحر وبخل الحر　أشجع من ذی لبدهزبر
لست بالجبان عند الکر　لکننی الوقاف عند الفر

"میں حُرؑ ہوں اور ایک آزاد انسان کا فرزند ہوں۔ میں شیرِ دلاور سے بڑا دلیر ہوں۔ حملہ کرنے کے وقت میں بُزدل نہیں ہوں اور جب لشکر بھاگ رہے ہوں تو میں اس وقت بھی ثابت قدم رہتا ہوں"۔ (حاشیہ، ناسخ، ص ۲۶۱)

شجاعت علی بن الحر ①

اس وقت حضرت حُرؑ نے اپنے فرزند علی کی طرف رُخ کیا اور فرمایا: بیٹا! ان ظالم لوگوں پر حملہ کرو اور جتنا ہو سکے جہاد کرو۔

علیؑ بن الحرؑ نے گھوڑے کو دوڑایا اور لشکرِ کوفہ پر سخت حملہ کیا۔ لشکرِ کوفہ نے چاروں طرف سے انھیں گھیر لیا اور سخت جنگ شروع ہوگئی۔

شرح کافیہ میں ہے کہ فرزندِ حُرؑ نے چوبیس اشقیاء کو جہنم واصل کیا۔ ابومخنف کا بیان ہے: فرزندِ حُرؑ نے ستر ملاعین کو دوزخ روانہ کیا، پھر جامِ شہادت نوش کیا۔

حُرؑ اپنے فرزند کی شہادت پر بہت خوش ہوئے اور کہا: میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں۔ اس نے تیرے مقدر میں شہادت لکھی تھی۔

حضرت مصعب برادرِ حُرؑ کی توبہ

ناسخ، جلد۲/۲۶۱ میں محدث جمال الدین کے حوالے سے منقول ہے: واضح رہے کہ جمال الدین کو اہلِ سنت میں بہت بڑا مقام حاصل ہے۔ چنانچہ انھوں نے روضۃ الاحباب میں لکھا:

---

① ناسخ، جلد۲/۲۶۱

Presented by Ziaraat.Com

جب حُرؑ نے میدانِ جنگ میں جانے کا ارادہ کیا تو اس وقت حُرؑ کا بھائی مصعب بن یزید ابن سعد کے لشکر میں تھا۔ جب اس نے بھائی کا رجز سنا تو گھوڑے پر سوار ہوا۔ اہلِ لشکر نے یہ خیال کیا کہ وہ اپنے بھائی کے مقابلہ پر جا رہے ہیں۔ پھر جب وہ حُرؑ کے قریب پہنچے تو انھوں نے حُرؑ کو آفرین کہی، اور کہا: بھیا! خدا تمھیں جزائے خیر دے، تم نے مجھے گمراہی کے کنوئیں سے نکال کر شاہراہِ ہدایت پر لا کر کھڑا کیا ہے۔ اب میں توبہ کرتا ہوں۔

حضرت حُرؑ اپنے بھائی کو لے کر امام حسینؑ کی خدمت میں آئے۔ مصعب نے امامؑ کے ہاتھ پر توبہ کی اور اصحابِ حسینیؑ کی صف میں آ کر کھڑے ہو گئے۔

حضرت حُرؑ کی شجاعت اور شہادت

الغرض فرزند کی شہادت کے بعد حضرت حُرؑ خوش ہوئے اور جنگ کے لیے آمادہ ہوئے اور یہ شعر پڑھا:

انی انا الحر ومأوی الضیف أضرب فی أعناقکم بالسیف

عن خیر من حل بأرض الخیف أضربکم ولا أری من حیف

''میں حُرؑ ہوں اور مہمانوں کی پناہ گاہ ہوں۔ میں ارضِ مکہ میں وارد ہونے والی عظیم شخصیت کے دفاع کے لیے اپنی تلوار سے تمہاری گردنوں کو اڑاؤں گا اور اس میں مجھے کوئی ظلم دکھائی نہیں دیتا''۔

حضرت حُرؑ نے مبارز طلبی کی۔ یہ صورت حال ابن سعد کو گراں محسوس ہوئی۔ چنانچہ ابن سعد نے اپنے لشکر کے مشہور پہلوان صفوان بن حنظلہ کو طلب کیا اور اس سے کہا کہ حُرؑ کے مقابلہ پر تم جاؤ لیکن پہلے اسے نصیحت کرو اور کہو کہ وہ واپس آ جائے۔ اگر حُرؑ مان لے تو اسے لشکر میں واپس لے آنا ورنہ اس پر حملہ کر کے اس کا سر تن سے جدا کر دینا۔

Presented by Ziaraat.Com

صفوان ہتھیاروں سے لیس ہو کر اتراتا ہوا حُرؑ کے پاس آیا اور کہا: حُرؑ! تو نے اچھا کام نہیں کیا تو نے خلیفۂ زمان (یزید) کی اطاعت کو چھوڑ دیا اور حسینؑ سے الحاق کر لیا۔

حُرؑ نے کہا: صفوان! تو تو ایک سیانا اور دانا انسان تھا لیکن تیری اس غیر سنجیدہ گفتگو پر مجھے سخت تعجب ہو رہا ہے۔ تو مجھے یہ مشورہ دیتا ہے کہ میں فرزندِ رسولؐ کا ساتھ چھوڑ کر شرابی اور زانی دوست (یزید) کی اطاعت کر لوں؟

صفوان کو غصہ آیا اور اُس نے حملہ کر دیا۔ اُس نے حُرؑ پر نیزے کا وار کیا۔ حضرت حُرؑ نے اس کے وار کو خطا کیا اور ایک ایسا نیزے کا بھرپور وار کیا کہ نیزہ اس کی پشت سے باہر نکل آیا۔

صفوان کے تین بھائی بھی ابنِ سعد کے لشکر میں موجود تھے۔ وہ اپنے بھائی کا انتقام لینے کے لیے حُرؑ کے مقابلہ پر آئے۔

حضرت حُرؑ نے ان میں سے ایک کو زین پر اُٹھا کر زمین پر پٹکا دیا، جس سے وہ جہنم واصل ہوا۔ دوسرے کو حُرؑ نے تلوار سے قتل کر دیا۔ تیسرے نے یہ منظر دیکھا تو وہ میدان چھوڑ کر بھاگ گیا۔ حضرت حُرؑ نے اس کا تعاقب کیا اور اسے نیزہ مارا اور اسے بھی اس کے دوزخی بھائیوں کے پاس دوزخ پہنچا دیا۔

حضرت حُرؑ میدان میں کھڑے رہے اور مبارز طلبی کی۔

روایات① میں بیان ہوا ہے کہ اس کے بعد حضرت حُرؑ نے امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں جانے کا ارادہ کیا۔ بنی تمیم سے تعلق رکھنے والے شخص یزید بن سفیان نے کہا: اگر وہ میرے قریب سے گزرا تو میں اپنے نیزے سے اس کا کام تمام کر دوں گا۔

① ناسخ، جلد ۲/۲۶۲، قمقام، جلد اول، ص ۳۰۸، مقتل خوارزمی، جلد ۲/۱۰ میں مذکورہ بالا دو سطریں مرقوم ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

جب حُرؑ لشکرِ اشقیاء پر حملے کر رہے تھے اور دائیں بائیں جنگ کر رہے تھے تو ان کے گھوڑے کے دونوں کانوں اور اَبرو دشمنوں کی تلواروں کے حملہ سے کٹ چکے تھے۔

حصین بن نمیر نے کہا: یزید بن ابی سفیان! یہ حُرؑ آ رہا ہے جس کے قتل کی تجھے آرزو ہے۔ اس نے کہا: جی ہاں، ایسا ہی ہے۔ وہ گھوڑے پر سوار ہوا اور حُرؑ کے سامنے آیا۔ حضرت حُرؑ نے اسے حملے کی مہلت ہی نہ دی۔ تلوار کے ایک کاری وار سے اس کا کام تمام کر دیا اور انھوں نے یہ اشعار پڑھے:

أكون أميراً غادراً وابن غادر　　اذا كنت قاتلت الحسين بن فاطمة
ونفسى على خذلانه واعتزاله　　وبيعة هذا الناكث العهد لائمه
فيانديى أن لا أكون نصرته　　ألا كل نفس لا تواسيه نادمه
اهم مراراً ان أسيز بجحفل　　الى فئة زاغت عن الحق ظالمه
فكفوا والا زرتكم بكتائب　　أشد عليكم من زحوف الديالمه
سقى الله ارواح الذين تزاوروا　　على نصره سحاً من الغيث دائمه
وقفت على اجسادهم وقبورهم　　فكاد الحشا تنفت والعين ساجمه
لعمرى لقد كانوا مصاليت فى الوغى　　سراعاً الى الهيجا ليوث ضراغمه
تواسوا على نصر ابن بنت نبيهم　　بأسيافهم آساد خيل قشاعمه

''اگر میں حسینؑ بن فاطمہؑ سے جنگ کرتا تو پھر میں خائن، پیمان شکن اور قابلِ ملامت اسیر متصور ہوتا۔ جو بھی حسینؑ کی مدد سے ہاتھ کھینچے گا تو پشیمانی اس کا مقدر بن جائے گی۔

اے ستم کارو! حسینؑ سے جنگ کرنے سے باز آ جاؤ ورنہ میں ایک گراں لشکر کے ساتھ تم پر حملہ آور ہو جاؤں گا۔ خدا امامؑ کے مددگاروں کو اپنے بارانِ رحمت سے سیراب کرے۔ وہ دلاور اور

Presented by Ziaraat.Com

سن رسیدہ شیروں کی طرح سے میدان میں قدم رکھتے ہیں اور فرزندِ رسولؐ کا دفاع کرتے ہیں"۔

بعدازاں حضرت حُرؓ نے اپنے گھوڑے کو جولان دیا اور سپاہِ کوفہ کے وسط میں پہنچ گئے اور یہ اشعار پڑھے:

هو الموت فاصنع ويلك ما أنت صانع — فانت بكأس الموت لاشك جارع
وحام عن ابن المصطفى وحريمه — لعلك تلقى حصد ما انت زارع
لقد خاب قوم خالفوا الله ربهم — يريدون هدم الدين والدين شارع
يريدون عمداً قتل آل محمد — وجدهم يوم القيامة شافع

"جو کچھ بھی کرنا ہے کرلو، آخرکار موت کا ذائقہ چکھنا ہی ہے۔ فرزندِ مصطفیؐ اور اس کے حرم کی حفاظت کرو۔ تم جو کچھ بوؤ گے اسے ہی کاٹو گے۔ وہ لوگ جنھوں نے اللہ کی مخالفت کی ہے وہ ناکام رہے ہیں۔ وہ دین کو ویران کرنے کے خواہش مند ہیں جب کہ دین سب کی شاہراہ ہے۔ وہ لوگ جان بوجھ کر آلِ احمدؐ کو قتل کرنا چاہتے ہیں جب کہ ان کا جدامجد قیامت کا شفیع ہے"۔ (ھکذا فی ناسخ التواریخ، جلد۲/۲۶۴)

حضرت حُرؓ نے دوبارہ برق رفتار حملہ کیا اور کئی ملاعین کو جہنم واصل کیا اور انھوں نے اس وقت یہ اشعار پڑھے:

أضرب في اعراضكم بالسيف — ضرب غلام لم يخف من حيف
أنصر من حل بارض الخيف — نسل علي الطهر مقري الضيف

"میں اپنی تلوار سے تمہارے اشراف کو قتل کر رہا ہوں۔ میں اس جوان کی طرح سے تمہیں مار رہا ہوں جسے موت کا کوئی خوف نہ

Presented by Ziaraat.Com

ہو۔ میں مہمان نواز خاندانِ علیؑ کی مدد کر رہا ہوں جو کہ زمین منیٰ اور مسجد خیف میں وارد ہوئے ہیں"۔

اس وقت حضرت حُرؓ نے موت کے استقبال کی مکمل تیاری کر لی اور شدید ترین حملہ کیا۔ اسّی سے کچھ زیادہ افراد کو خاک و خون میں غلطاں کیا اور کوفیوں کو جان کے لالے پڑ گئے۔

ابن سعد نے لشکر کو آواز دے کر کہا: اس پر تیروں کی بارش برساؤ۔ چنانچہ چاروں طرف سے تیر برسنے لگے۔ حضرت حُرؓ کی زرہ خارپشت کی مانند دکھائی دینے لگی۔ آپ کے گھوڑے کو بھی کوفیوں نے تیراندازی کر کے مار ڈالا۔ اس کے بعد کچھ دیر تک حضرت حُرؓ پیدل جنگ لڑتے رہے۔ آخرکار زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے شدید زخمی ہو گئے۔

اصحابِ حسینؑ تیزی سے میدان میں آئے اور انھوں نے بے ہوش حُرؓ کو اُٹھایا، اور امام حسین علیہ السلام کے پاس لے گئے۔ اس وقت ان میں رمقِ جان باقی تھی۔

امام علیہ السلام ان کے خون آلود چہرے کو صاف بھی کر رہے تھے اور یہ بھی فرما رہے تھے: خدا کی قسم! تیری ماں نے تیرا نام حُر رکھ کر غلطی نہیں کی تھی۔ تو دنیا و آخرت میں حُر (آزاد) ہے۔

آپؑ نے حُرؓ پر گریہ کیا اور ان کے لیے مغفرت طلب کی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے حضرت حُرؓ پر یہ مرثیہ بھی پڑھا تھا۔

فنعم (لنعم) الحر حر بني رياح صبور عند مشتبك الرماح[1]

ونعم الحر في رهج المنايا اذا الابطال تخطر بالصفاح[2]

---

① لمقام، جلد ۲/۲۱۳ میں مرقوم ہے: یہ مرثیہ امام سجاد علیہ السلام نے پڑھا تھا اور مقتل خوارزمی کے مطابق یہ مرثیہ اصحابِ حسینؑ میں سے کسی نے پڑھا تھا اور لمقام اور مقتل خوارزمی میں یہ مرثیہ "فنعم" کی بجائے "لنعم" کے الفاظ سے وارد ہے۔

② دوسرا مصرعہ مقتل خوارزمی اور لمقام میں مذکور نہیں ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

ونعم الحر اذ نادیٰ حسیناً فجاد بنفسه عند الصیاح[1]
فیا ربی[2] اضفه فی جنان وزوجه مع الحور الملاح

"حُرؓ بنی ریاح کیسا ہی آزاد انسان تھا جو کہ نیزوں کے برسنے کے وقت بُردبار تھا۔ آفرین ہے حُر پر جو موت کے گرد وغبار میں جب دلیر لوگ سینہ شمشیر سے اپنی قیمت بڑھاتے ہیں تو وہ اس میں ثابت قدم رہنے والا تھا۔

آفرین ہے حُرؓ پر جب اس نے حسینؑ کی مدد کی اور ہدایت و رستگاری حاصل کی۔ آفرین ہے حُرؓ پر جب (توبہ کے وقت) اس نے حسینؑ کو پکارا اور جانبازی کا مظاہرہ کیا۔ پروردگار! اسے جنت میں پناہ دے اور خوبصورت آنکھوں والی حُور سے اس کی تزویج فرما"۔

شیخ مفید لکھتے ہیں کہ ابوایوب بنی سرح اور کوفہ کے ایک شخص نے مل کر حضرت حُرؓ کو شہید کیا تھا۔ (بحار، جلد ۴۵/۱۴)

بحار، جلد ۴۵/۷۱ اور اقبال، ص ۵۷۶ میں مرقوم ہے کہ امام زمانہ علیہ الصلاۃ والسلام نے زیارتِ ناحیہ میں حضرت حُرؓ پر سلام کیا: السلام علی الحر بن یزید الریاحی "حُر بن یزید ریاحی پر سلام ہو"۔

حضرت مصعب برادر حر کی شہادت

ناسخ، جلد ۲/۲۶۶ میں مرقوم ہے کہ حضرت حُرؓ کی شہادت کے بعد ان کے بھائی مصعب نے سیدالشہداء سے اذنِ جہاد لیا اور کوفیوں پر سخت حملہ کیا اور لڑتے لڑتے

---

① مقتل میں "الصیاح" کی بجائے "الکفاح" مرقوم ہے۔
② یہ شعر خوارزمی میں مرقوم نہیں ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

شہادت کا جام نوش کیا۔

شہادت عُروہ (غرہ) غلامِ حُر

حضرت حُرؓ کا ایک غلام تھا جس کا نام عُروہ (غرہ) تھا۔ وہ ابن سعد کے لشکر میں تھا۔ جب اس نے اپنے آقا حُرؓ اور ان کے فرزند علیؓ اور ان کے بھائی مصعبؓ کی شہادت کو دیکھا تو اس نے ابن سعد کے لشکر پر حملہ کر دیا اور بہت سے ملاعین کو قتل کر کے امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

"فرزندِ رسولؐ! معافی چاہتا ہوں کہ میں نے آپؑ کی اجازت کے بغیر جنگ کی ابتدا کی ہے۔ میں حُرؓ اور اس کے فرزند اور اس کے بھائی کی موت کی وجہ سے ہوش و حواس سے بیگانہ ہو چکا تھا۔ اب آپؑ مجھے اجازت دیں تا کہ میں آپؑ کے دشمنوں کے خلاف جہاد کروں اور شہادت کی سعادت حاصل کروں"۔

امام حسین علیہ السلام نے اسے دعائے خیر دی۔ پھر اس نے گھوڑے کو جولان دیا اور بہت سے شاہ سواروں کو گھوڑے کی زین سے زمین پر دے مارا اور لڑتے لڑتے عروسِ شہادت سے ہمکنار ہوا۔

حضرت بُریر بن خضیر (الحضرمی لہوف) کی شہادت

تاریخ، جلد ۲/۲۶۶، بحار، جلد ۴۵/۱۵، عوالم، جلد ۱۷/۲۵۸، مقتل خوارزمی، جلد ۲/۱۱، قمقام، ص ۴۰۶ اور لہوف مترجم، ص ۱۰۴ میں مرقوم ہے:

اس وقت جنگ کے شعلے پوری طرح سے بھڑکنے لگے۔ اصحابِ حسینؑ نے شہادت کی تیاری کر لی اور سب نے امام علیہ السلام سے اذنِ جہاد طلب کیا اور کہا: السلام علیك یابن رسول اللّٰہ۔

امام علیہ السلام نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: ہم بھی تمہارے پیچھے آنے

Presented by Ziaraat.Com

والے ہیں"۔ آپؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَ مَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ○

ان میں سے کچھ ایسے ہیں جنھوں نے اپنی نذر پوری کر دی اور کچھ وہ ہیں جو انتظار کر رہے ہیں اور ان میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔

حضرت بُریر بن خضیر ہمدانی نے میدان میں جانے کی اجازت طلب کی اور میدان میں پہنچ کر یہ رجز پڑھا:

أنا برير وأبي خضير[1]	ليث يروع الاسد عند الزير[2]
يعرف فينا الخير أهل الخير	أضربكم ولا ارى من ضير

كذاك فعل الخير من برير

"میں بُریر ہوں اور خضیر کا فرزند ہوں۔ میں وہ شیر ہوں جس کی گرج سے شیر ڈر جاتے ہیں۔ نیک لوگ ہماری نیکیوں پر اعتماد کرتے ہیں۔ میں تلوار سے تم پر حملہ کروں گا اور اس میں مجھے کوئی باک دکھائی نہیں دیتا۔ بُریر کا نیک کام یہی ہے"۔

یہ کہہ کر انھوں نے سخت ترین حملہ کیا اور تلوار چلاتے ہوئے آپ یہ کہتے تھے:

"اے اہلِ ایمان کے قاتلو! اے بدری صحابہ کی اولاد کے قاتلو! اے اولادِ رسولؐ کے قاتلو! میرے قریب آؤ"۔

آپ دائیں بائیں حملہ کرتے تھے اور سواری اور سوار دونوں کو خاک و خون میں غلطاں کر دیتے تھے۔ آپ نے تیس جنگجوؤں کو قتل کیا۔

---

① مقتل خوارزمی میں یہ مصرعہ اس طرح سے ہے: انا برير وفتى خضير۔

② عوالم جلد ۱۷/۲۵۹ اور بحار "عندالزأر" کے الفاظ مرقوم ہیں اور "زأر" شیر کی دھاڑ کو کہا جاتا ہے۔ "لیث" کا مصرعہ مقتل خوارزمی میں موجود نہیں ہے جب کہ بحار، عوالم اور ناسخ میں یہ مصرعہ موجود ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

اس وقت یزید بن معقل (مقتل لہوف) نے گھوڑے پر کھڑے ہو کر بُریر کو آواز دی: اے گمراہ و سرکش! میں گواہی دیتا ہوں کہ تو گمراہ کرنے والوں میں سے ہے۔

بُریر نے فرمایا: "آؤ خدا سے مباہلہ کریں ہم دو میں سے جو باطل پر ہو وہ اہلِ حق کے ہاتھوں مارا جائے"۔

پھر حضرت بُریر نے اس سے جنگ شروع کر دی اور کچھ دیر تک فریقین گتھم گتھا رہا۔ اس دوران یزید کو مہلت ملی تو اس نے بُریر کو تلوار ماری لیکن زخم کارگر ثابت نہ ہوا۔ جواب میں حضرت بُریر نے اس کے سر پر تلوار کا بھرپور وار کیا اور اس کی خود کٹ گئی اور تلوار اس کے مغز تک جا پہنچی اور وہ فی الفور واصل جہنم ہو گیا۔ اس کے بعد بحیر بن اوس ضبی نے بُریر پر حملہ کیا۔ جس کی وجہ سے وہ شہید ہو گئے۔

تمقام، ص ۲۰۶ میں مرقوم ہے: کعب بن جابر ازدی نے بُریر کو شہید کیا تھا۔ پھر جب قاتل اپنے گھر پہنچا تو اس کی بیوی نے کہا: تو نے اولادِ فاطمہؑ کے دشمنوں کی مدد کی اور تو نے سید القراء بُریر کو شہید کیا۔ خدا کی قسم! آئندہ میں تجھ سے کوئی گفتگو نہیں کروں گی۔

ایک اور روایت کے مطابق حضرت بُریرؓ کو بحیر بن اوس نے شہید کیا تھا۔ اس نے میدان میں چکر لگایا اور بُریر کے قتل پر فخر و مباہات کا اظہار کیا اور یہ اشعار پڑھے:①

سلی تخبری عنی وانت ذمیمة② | عناة حسین والرماح شوارع
الم آت اقصی ما کرهت ولم یحل | غداة الوغی والردع ما انا صانع
معی مزنی③ لم تخنه کعوبة | وابیض مشحوذ الغرارین قاطع
فجردته فی عصبة لیس دینهم | کدینی وانی بعد ذاك لقانع④

① یہ اشعار ناسخ، جلد ۲/ ۲۶۸، بحار، جلد ۴۵/ ۱۵، مقتل خوارزمی، جلد ۲/ ۱۲، تمقام، ص ۲۰۷ میں الفاظ کے تفاوت سے مرقوم ہیں۔

② تمقام میں ذمیمة کے بجائے وسیمة لکھا ہوا ہے۔

③ تمقام میں معی یزنی مرقوم ہے۔ ④ تمقام میں والی بعد ذلك تفانع کے الفاظ مرقوم ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

وقد صبروا[1] للطعن والضرب حسراً　　وقد جالدو الوان ذٰلك نافع
فأبلغ عبیداللّٰہ اذا ما لقیتہ　　بأنی مطیع للخلیفۃ سامع
قتلت بُریراً اثم جلت لھمۃ[2]　　غداۃ الوغٰی لما دعی من یقارع

"میں نے جنگ کے دن حسینؑ سے نیزہ و شمشیر کی جنگ کی تھی۔
جو لوگ میرا دین نہیں رکھتے تھے، میں نے ان کے خلاف تلوار بے نیام کی تھی۔ جب بُریر نے مبارز طلبی کی تو میں نے اسے قتل کیا۔ جب کبھی ابن زیاد سے ملاقات ہو تو اس سے کہنا کہ میں خلیفہ کا فرمان بردار اور اطاعت گزار ہوں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ قاتل کا ایک ابن عم لشکر ابن سعد میں موجود تھا۔ اس کا نام عبیداللہ جابر تھا۔ اس نے اپنے چچازاد قاتل کو خطاب کر کے کہا: "بحیر! تجھے شرم نہیں آتی۔ تو نے خدا کے صالح بندے بُریر کو شہید کیا ہے، اور اس پر اترا بھی رہا ہے۔ تیرے لیے ہلاکت ہو، کل قیامت کے دن خدا کو کیا منہ دکھائے گا؟"

بحیر کو اپنے فعل پر ندامت محسوس ہوئی اور اس نے یہ اشعار کہے:

فلوشآء ربی ما شھدت قتالھم　　ولا جعل النعماء عند ابن جائر
لقد کان ذا عاراً علیّ وسُبۃ[3]　　یعیر بھا الابناء عند المعاشر
فیالیت انی کنت فی الرحم جیفۃ[4]　　ویوم حین کنت بین المقابر[5]
فیا سوأتا ماذا اقول لخالقی　　وماحجتی یوم الحساب القماطر[6]

① بحار، مقتل و تمتام میں وقد صبروا کے الفاظ مرقوم ہیں۔
② مقتل خوارزمی میں ثم جللت نعمۃ کے الفاظ مرقوم ہیں۔
③ مقتل خوارزمی میں یہ الفاظ وارد ہیں: لقد کان ذالك الیوم عارا وسبۃ۔
④ تمتام، بحار اور مقتل خوارزمی میں فیالیت انی کنت فی الرحم جیفۃ کے الفاظ مرقوم۔
⑤ مقتل میں یہ الفاظ مرقوم ہیں: ویوم حین کنت فی رمس قاھر ⑥ "قماطر" یعنی سخت دن روز گراں۔

Presented by Ziaraat.Com

"اگر خدا چاہتا تو میں اس جنگ میں موجود ہی نہ ہوتا اور وہ ظالم کے فرزند کے ہاتھ میں ساری نعمات نہ رکھتا۔ یہ بات میرے لیے بدنامی اور ذلت کی موجب ہے۔ محافل میں لوگ اس پر طعن کرتے رہیں گے۔ کاش! میں اس وقت لوتھڑے کی شکل میں رحم مادر میں قیام پذیر ہوتا یا میں کسی قبر میں مدفون ہوتا۔ ہائے کل قیامت کے سخت دن میں اپنے پروردگار کے سامنے کیا عذر پیش کروں گا"۔

اصحاب حسینؑ میں سے کتنے افراد کے نام وہب تھے؟

ناسخ، جلد ۲/ ۲۶۹ میں مرقوم ہے: طریحی نے روز عاشورا کے مبارز اصحاب میں "وہب" نام کے دو مجاہدین کا ذکر کیا ہے۔

ان میں سے پہلے "وہب بن وہب" تھے۔ یہ پہلے نصرانی تھے اور اپنی ماں سمیت امام حسین علیہ السلام کے ہاتھوں پر اسلام قبول کیا تھا اور کربلا میں شہید ہوئے تھے۔ دوسرے وہب بن عبداللہ تھے۔ بحار، جلد ۴۵/ ۱۷ اور عوالم، جلد ۱۷/ ۲۶۰ میں ان کا نام یوں لکھا ہے: وہب بن عبداللہ بن خباب کلبی۔

مقتل خوارزمی، جلد ۲/ ۱۲ میں ان کا نام ونسب یوں مذکور ہے: وہب بن عبداللہ بن خباب کلبی اور قمقام، ص ۴۱۸ میں ان کا نام ونسب یوں لکھا ہوا ہے: وہب بن عبداللہ بن خباب کلبی۔

وہب بن عبداللہ کے متعلق یہ بیان کیا جاتا ہے: وہ اپنی والدہ اور بیوی سمیت کربلا میں روز عاشورا موجود تھے۔

جہاں تک میری (مؤلف) تحقیق ہے، اس کے مطابق وہب نام کا کربلا میں صرف ایک ہی شخص تھا جب کہ طریحی نے وہب کے حالات کو بعض مقامات پر وہب

Presented by Ziaraat.Com

بن وہب کے نام سے بیان کیا ہے اور بعض مقامات پر وہب بن عبداللہ کے نام سے بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

لواعج، ص ۱۴۳ کی سطر آخر اور سید محسن امین رحمۃ اللہ علیہ کی اعیان الشیعہ، جلد اوّل، ص ۶۰۴ میں مرقوم ہے: اس کے بعد وہب بن خباب کلبی نے میدانِ جنگ میں قدم رکھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ پہلے نصرانی تھے۔ پھر انھوں نے وہب بن عبداللہ کا قصہ بیان کیا۔

لواعج، ص ۱۳۹ میں عبداللہ بن عمیر کلبی کے حالات میں مرقوم ہے: معلوم ہوتا ہے کہ مؤرخین کو وہب بن خباب کلبی اور عبداللہ بن عمیر کلبی کے واقعات میں اشتباہ لاحق ہوا ہے۔

شہادت حضرت وہب بن عبداللہ

بحار، جلد ۴۵/۱۶ اور عوالم، جلد ۱۷/۲۶۰ میں مرقوم ہے: کربلا میں وہب بن عبداللہ بن خباب کلبی کی والدہ بھی ان کے ساتھ تھیں۔ انھوں نے اپنے بیٹے سے کہا: بیٹا! اُٹھو اور نواسۂ رسولؐ کی مدد کرو۔

وہب نے عرض کیا: بسر وچشم! میں آپ کے حکم کی تعمیل میں کوئی کوتاہی نہیں کروں گا۔ تاریخ، جلد ۲/۲۶۹ میں مرقوم ہے: وہب بن عبداللہ سوار ہو کر میدان میں آئے اور یہ رجز پڑھے:

ان تنکرونی فأنا ابن الکلب　　سوف ترونی وترون ضربی
وحملتی وصولتی فی الحرب　　أدرك ثاری بعد ثار صحبی
وأدفع الکرب امام الکرب　　لیس جهادی فی الوغی باللعب

① مقتل خوارزمی، جلد ۲/۱۳ میں یہ شعر اس طرح سے ہے: وادفع الکرب بیوم الکرب فما جلادی فی الوغا باللعب

Presented by Ziaraat.Com

"اگر تم مجھے نہیں جانتے تو سنو میرا تعلق بنی کلب سے ہے۔
بہت جلد تمہیں میری دلیری اور ضربت دکھائی دے جائے گی۔
میں اپنے دوستوں کا تم سے انتقام لوں گا اور یکے بعد دیگرے
مصائب برداشت کروں گا (روز جنگ میں میرا جہاد بازیچۂ
اطفال نہیں ہے)۔

کچھ ملاعین کو دوزخ پہنچایا۔ پھر خیام میں اپنی والدہ اور بیوی کے پاس آیا اور ماں سے کہا کہ کیا اب تو مجھ سے راضی ہے؟

ماں نے جواب دیا: ہرگز نہیں، جب تک امامؑ کی رکاب میں خاک وخون میں غلطاں نہ دیکھوں گی، تب تک راضی نہیں ہوں گی۔

بیوی نے کہا: تجھے خدا کا واسطہ! مجھے اپنے غم میں مبتلا نہ کرنا۔

ماں نے کہا: بیٹا! اس کی باتوں پر دھیان نہ دینا، واپس جاؤ اور فرزندِ رسولؐ کے سامنے جنگ کرو، تاکہ قیامت کے دن رسولؐ خدا تیری شفاعت کریں۔ (بحار، جلد ۴۵/ ۱۷، عوالم، جلد ۱۷/ ۲۶۰، تمقام، ص ۲۱۹، لہوف مترجم، ص ۱۰۵، مقتل خوارزمی، جلد ۲/ ۱۳)

ناسخ، جلد ۲/ ۲۷۰ میں مرقوم ہے کہ وہب کی شادی کو ابھی سترہ دن ہی گزرے تھے، اسی لیے بیوی شوہر سے جدائی برداشت نہیں کرسکتی تھی۔ اس نے اپنے شوہر سے کہا: وہب! میں جانتی ہوں کہ جب تو فرزندِ رسولؐ کی نصرت میں شہادت کا اعزاز حاصل کرے گا تو تو بہشت بریں میں چلا جائے گا اور حورالعین سے ہم آغوش ہوگا۔ مگر جانے سے پہلے امام علیہ السلام کے سامنے میرے ساتھ یہ وعدہ کرو کہ کل قیامت کے دن مجھ سے جدا رہائش اختیار نہ کرو گے۔

یہ کہا اور بیوی اپنے شوہر کو لے کر امام علیہ السلام کی خدمت میں آئی اور اس

Presented by Ziaraat.Com

نے امام علیہ السلام سے عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! میں ایک درخواست کرنے آئی ہوں۔ پہلی درخواست یہ ہے کہ یہ مسافر جوان چند لمحوں بعد تلواروں اور نیزوں کی ضربتیں کھا کر باغِ جنت میں پہنچ جائے گا۔ اس بیابان میں اس غریب کا کوئی فریادرس موجود نہیں ہے۔ آپؑ سے درخواست کرتی ہوں کہ مجھے اپنے اہلِ بیتؑ کے سپرد کریں اور انھیں وصیت کریں کہ وہ میری سرپرستی کریں۔

دوسری درخواست یہ ہے کہ جب وہب شہادت کا اعزاز حاصل کرے گا تو حورالعین سے ہم آغوش ہوگا۔ آپؑ کے سامنے مجھ سے یہ وعدہ کرے کہ یہ حوریں حاصل کر کے مجھے فراموش نہیں کرے گا۔

جب امام حسین علیہ السلام نے زوجہ وہب کے یہ کلمات سنے تو آپؑ بے حد روئے اور اس کی خواہش کو قبول کیا۔ اس وقت وہب پورے جوش و خروش سے میدان کی طرف روانہ ہوئے اور انہوں نے یہ اشعار پڑھے:

انی زعیم لك اُم وھب بالطعن فیھم تارۃ والضرب

ضرب غلام[1] مؤمن بالرب حتی یذیق القوم مر الحرب

انی امرؤ ذومرۃ وعضب[2] ولست بالخوار عند النکب

حسبی الٰھی من علم حسبی[3]

''اے مادرِ وہب! رب پر ایمان رکھنے والا جوان، نیزہ اور شمشیر سے دین کی نگہبانی کرے گا اور دشمنوں کو جنگ کی تلخی

---

① مقتل خوارزمی، جلد ۲/۱۳ میں ''فتی غلام'' کے الفاظ وارد ہیں۔

② بحار، جلد ۴۵/۱۷، عوالم جلد ۱۷/۲۶۰ اور مقتل خوارزمی میں لفظ ''حصب'' اور لہوف، ص ۴۱۹ میں ''وغضب'' کے الفاظ وارد ہیں۔

③ مقتل خوارزمی میں یہ شعر یوں لکھا ہے:

حسبی بنفسی من علیم حسبی اذ انتمیت فی کرام العرب

Presented by Ziaraat.Com

چکھائے گا۔ میں طاقت ور اور شمشیر براں رکھنے والا ہوں اور آزمائش کے وقت کمزور نہیں ہوں۔ میرے لیے خدائے علیم ہی کافی ہے"۔

یہ کہہ کر خونخوار چیتے کی طرح سے کوفیوں کی صفوں پر حملہ کیا اور دائیں بائیں جنگ کرنے لگے اور انھوں نے بارہ پیادے اور انیس سواروں کو جہنم واصل کیا۔

اچانک ایک کوفی کو موقع ملا تو اس نے اُن پر تلوار کا وار کیا اور ان کا دایاں بازو شہید کردیا۔ وہب نے بائیں ہاتھ میں تلوار اُٹھائی اور جہاد کرنے لگے۔ قبیلہ کندہ کے ایک شخص نے تلوار کا وار کیا اور ان کا بایاں بازو شہید کردیا۔

اس وقت وہب کی زوجہ چوب خیمہ لے کر میدان میں آئی اور کہا: وہب! جہاں تک ممکن ہو جنگ کرو اور حرمِ رسولؐ کا دفاع کرو۔

وہب نے کہا: کیا بات ہے، تم پہلے تو مجھے جنگ سے روکتی تھیں اب جنگ کی ترغیب دے رہی ہو؟

بیوی نے جواب دیا: میں نے ابھی امام حسین علیہ السلام کا یہ استغاثہ سنا، انھوں نے فرمایا:

واغربتاہ ،واقلة ناصراہ ، واوحدتاہ، أما من ذاب یذب عنا أما من مجیر یجیرنا

"ہائے غریبی، ہائے مددگاروں کی قلت، ہائے تنہائی، کیا کوئی ہے جو ہمارا دفاع کرے۔ کیا کوئی ہے جو ہمیں پناہ دے"۔

امام حسینؑ کا یہ استغاثہ سن کر اہلِ حرم رونے لگے۔ میں نے اپنے آپ سے کہا: آلِ رسولؐ کے بعد زندگی کس کام کی ہے؟ میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ دشمنانِ آلِ محمدؐ سے لڑتے ہوئے شہادت حاصل کروں۔

Presented by Ziaraat.Com

وہب نے کہا: واپس جاؤ، عورتوں پر جہاد فرض نہیں ہے۔

بیوی نے جواب دیا: میں واپس نہیں جاؤں گی۔ میں تیرے ساتھ ہی شہید ہونا چاہتی ہوں۔

وہب کے ہاتھ کٹ چلے تھے۔ انھوں نے اپنے دانتوں سے بیوی کے کپڑوں کو پکڑا اور خیام میں لے جانا چاہا لیکن بیوی نے اپنے آپ کو اس سے چھڑالیا۔

وہب نے امام حسین علیہ السلام کو آواز دی: امام حسین آئے اور وہب کی بیوی سے کہا: خدا میرے اہلِ بیتؑ کی جانب سے تجھے جزائے خیر عطا کرے۔ خیام میں چلی جاؤ۔ عورتوں پر جہاد فرض نہیں ہے۔

زوجۂ وہب نے عرض کیا: مولاؑ! مجھے اجازت دیں میں جنگ کروں گی کیونکہ میدان میں قتل ہونا آسان ہے لیکن بنی اُمیہ کے ہاتھوں گرفتار ہونا زیادہ مشکل ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: تم ہمارے خاندان کے ساتھ زندگی بسر کروں گی۔ پھر آپؑ نے اسے نصیحت کر کے خیام میں روانہ کیا۔

لشکرِ کوفہ نے وہب کو زخمی کر کے خاک وخون میں نہلا دیا۔ زوجۂ وہب نے جب یہ حال دیکھا تو دوڑتی ہوئی شوہر کے سرہانے پہنچی اور شوہر کے چہرے سے خون پونچھنے لگی۔

شمرلعین نے یہ منظر دیکھا تو غلام کو حکم دیا کہ عورت کے سر پر گرز مار کر اسے شوہر کے ساتھ ملحق کر دو۔ چنانچہ زوجۂ وہب وہ پہلی خاتون ہیں جس نے لشکرِ حسینؑ میں سے جامِ شہادت نوش کیا۔ کوفی خاک وخون میں غلطاں وہب کو اُٹھا کر ابن سعد کے پاس لے گئے۔

ابن سعد نے کہا: تیرے حملے بڑے شدید تھے، پھر اس نے حکم دیا کہ ان کا سر تن سے جدا کر کے لشکرِ حسینؑ کی طرف پھینک دیا جائے۔ چنانچہ وہب کو شہید کر دیا گیا

Presented by Ziaraat.Com

اور ان کا سر لشکرِ حسینؑ کی طرف پھینکا گیا۔ مادرِ وہب نے بیٹے کے سر کو اٹھایا اور بوسہ دیا اور کہا: میں خدا کا شکر بجالاتی ہوں کہ تو نے مجھے حسینؑ کے سامنے سرخرو کیا ہے۔

پھر مادرِ وہب نے اہلِ کوفہ کی طرف رُخ کر کے کہا: اے بدکار لوگو! میں گواہی دیتی ہوں کہ کلیسا کے نصاریٰ اور کنیسہ کے مجوسی تم سے زیادہ بہتر ہیں۔ یہ کہا اور پورے زور سے وہب کا سر ابن سعد کے لشکر کی طرف پھینکا۔ اتفاق سے وہب کا سر ان کے قاتل کے سینہ سے ٹکرایا اور وہ زخمی ہو گیا۔

وہب کی والدہ نے خیمہ کی چوب اُٹھائی اور دو کوفیوں کو دوزخ پہنچا دیا۔

امام حسین علیہ السلام نے بی بی کو خیام میں بھیجا اور فرمایا: خیام میں چلی جائیں، عورتوں پر جہاد فرض نہیں ہے۔ تو اور تیرا فرزند وہب میرے جدامجدؐ کے پاس جنت میں ہوں گے۔

یہ سنا تو مادرِ وہب واپس آئیں اور کہا: اے میرے پروردگار! مجھے مایوس نہ کرنا۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: مادرِ وہب! خدا تیری اُمید منقطع نہیں کرے گا۔

علامہ مجلسی جلاء العیون، ص ۵۶۱ میں لکھتے ہیں: امام زین العابدین علیہ السلام کی حدیث میں وارد ہے کہ یہ وہب پہلے نصرانی تھے۔ انھوں نے اپنی والدہ سمیت امام حسین علیہ السلام کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا۔ انھوں نے جنگ میں آٹھ افراد کو قتل کیا تھا۔ (امالی صدوق مجلس ۳۰/۱۴۲، مقتل خوارزمی، جلد ۲/۱۳، نقل از مجد الائمہ سرخسکی)

ایک اور روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت وہبؓ نے چوبیس پیادے اور بارہ سواروں کو قتل کیا تھا۔ زیادہ زخم لگنے کی وجہ سے ان پر کمزوری چھا گئی۔ لشکرِ کوفہ نے انھیں قید کر لیا، اور انھیں ابن سعد کے پاس لے جایا گیا۔ اس لعین نے حکم دیا کہ اس کی گردن کاٹ دی جائے۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت وہب بن وہب

امالی صدوق، ص ۱۴۲ میں وہب بن وہب کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ چونکہ احتمال ہے کہ دونوں نام ایک ہی شہید کے ہوں، اسی لیے ہم یہاں اسے دہرانا نہیں چاہتے۔

تنقام، ص ۴۱۹ میں مرقوم ہے: وہب بن عبداللہ پر زیارتِ ناحیہ میں سلام کیا گیا ہے۔ ان کی اور ان کی زوجہ کی کیفیت شہادت کو محدثین نے عمیر بن عبداللہ کے واقعات شہادت کی طرح سے نقل کیا ہے۔ اس کی ایک ممکنہ وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ عبداللہ کی زوجہ کی کنیت بھی "اُم وہب" تھی اور عمیر بن عبداللہ کا قبیلہ بھی وہی تھا جو وہب کا تھا۔ اسی لیے قائمیات (زیارتِ ناحیہ) میں ان کے ذکر کو پڑھ کر محدثین کو اشتباہ ہوا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

شہادت حضرت عمرو بن خالد ازدی

ناسخ، جلد ۲/۳/۲۷۳، تنقام، ص ۴۲۰، عوالم، جلد ۱۷/۲۶۱، بحار، جلد ۴۵/۱۸، مناقب، جلد ۴/۱۰۱، اور جلاء العیون، ص ۵۶۲، لہوف مترجم، ص ۱۰۹ اور مقتل خوارزمی جلد ۲/۱۴ میں مذکور ہے۔

واضح رہے کہ ہم نے ناسخ سے واقعات کا اقتباس کیا ہے۔

عمرو بن خالد ازدی میدانِ جنگ میں آئے اور انھوں نے یہ اشعار پڑھے:

الیك یانفس[1] الی الرحمٰن   فابشری بالروح والریحان[2]
الیوم تجزین علی الاحسان   قد کان منك غابر الزمان[3]

---

① مناقب اور مقتل خوارزمی میں یہ مصرعہ یوں لکھا ہے: الیوم یانفس الی الرحمٰن

② مناقب اور مقتل خوارزمی میں یہ مصرعہ یوں لکھا ہے: تمضین بالروح وبالریحان

③ مناقب میں یوں مذکور ہے: الیوم تجزین علی الاحسان. ما خط فی اللوح لدی الدیان لا تجزعی لکل حی فان۔ اس کے بعد اور کچھ مذکور نہیں ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

ما خط فی اللوح لدی الدیان لا تجزعی فکل حی فان ①
والصبر احظی لك بالامان یامعشر الازد بنی قحطان ②

"اے جانِ عزیز! خدائے مہربان کی طرف روانہ ہو اور ہمیشہ کا عیش و آرام حاصل کر۔ ماضی میں تجھ سے خطائیں سرزد ہوئی ہیں۔ آج اس کا اچھا انجام دیکھ لے۔ بے تابی نہ کر ہر زندہ شخص نے مرنا ہے۔ صبر کا نتیجہ آسائش سے زیادہ بہتر ہے، اے جماعت ازد اولاد قحطان۔

عمرو بن خالد نے یہ اشعار پڑھے اور لشکرِ کوفہ سے لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

حضرت خالد بن عمرو کی شہادت

ان کی شہادت کے بعد خالد بن عمرو میدان میں آئے اور انھوں نے یہ رجز پڑھا:

صبرا علی الموت بنی قحطان کیما تکونوا فی رضا الرحمٰن ③
ذی المجد والعزة والبرهان وذی العلی والطول والاحسان ④
یا ابتا قد صرت فی الجنان فی قصر رب حسن البنیان ⑤

---

① مقتل خوارزمی میں یہ شعر ان الفاظ سے وارد ہے:
ما خط باللوح لدی الدیان فالیوم نال ذاك بالغفران

② مقتل خوارزمی میں یہ شعر یوں لکھا ہے:
لا تجزعی فکل حی فان والصبر احظی لك بالامان
مقتل خوارزمی میں یہ آخری شعر ہے۔

③ مقتل خوارزمی میں یہ الفاظ وارد ہیں: کیما تکون فی رضی الرحمٰن

④ مقتل خوارزمی میں یہ شعر اس طرح سے مرقوم ہے:
ذی المجد والعزة والبرهان یا ابتا قد صرت فی الجنان

⑤ مناقب ابن شہر آشوب میں یہ شعر فی قصر حسن البنیان کے الفاظ سے لکھا ہوا ہے۔ اور مقتل میں فی قصر رب حسن البنیان کے الفاظ وارد ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

"فرزندانِ قحطان! موت پر بُردباری اختیار کرو تاکہ تجھے
مہربان خدا کی خوشنودی حاصل ہو سکے۔ ابا جان! آپ کو جنت
کے خوبصورت محلات مبارک ہوں۔ پھر انھوں نے حملہ کیا اور
چند اہلِ کوفہ کو قتل کیا اور بعد ازاں جامِ شہادت نوش کیا"۔

حضرت سعد بن حنظلہ کی شہادت

تاریخ، جلد ۲/۲۷۳، مناقب ابن شہرآشوب، جلد ۴/۱۰۱، مقتل خوارزمی، جلد۲/۱۴، قمقام، ص ۴۲۰، عوالم، جلد ۱۷/۲۶۱ اور بحار، جلد ۴۵/۱۸ پر مرقوم ہے:

تاریخ ناسخ کے الفاظ یہ ہیں: سعد بن حنظلہ تمیمی میدانِ کارزار میں آئے اور مبارزطلبی کی اور انھوں نے یہ اشعار پڑھے:

صبراً علی الاسیاف والاسنة صبراً علیها لدخول الجنة

وحور عین ناعمات هنه لمن یرید الفوز لا بالظنة

یانفس للراحة فاجهدنه وفی طلاب الخیر فارغبنه

"جو شخص نجات، بہشت اور نرم اندام حوروں کے حصول کا
خواہش مند ہو تو اسے چاہیے کہ تلواروں اور نیزوں پر صبر
کرے۔ اے میری جان! اپنی آسودگی کے لیے کوشش کر اور
بھلائی کی طالب رہ"۔

یہ کہہ کر سخت حملہ کیا اور شاندار جنگ کی یہاں تک کہ جامِ شہادت نوش کیا۔

حضرت عمیر بن عبداللہ مذحجی کی شہادت

تاریخ، جلد۲/۲۷۵، جلاء العیون مجلسی، ص ۵۶۲، مناقب، جلد۴/۱۰۱، مقتل خوارزمی، جلد۲/۱۴، بحار، جلد ۴۵/۱۸ اور عوالم، جلد ۱۷/۲۶۲ میں مرقوم ہے:

Presented by Ziaraat.Com

سعد بن حنظلہ کی شہادت کے بعد عمیر بن عبداللہ مذحجی میدان میں آئے اور انھوں نے یہ رجز پڑھا:

قد علمت سعد وحی مذحج　　انی لدی الھیجاء غیر محرج

أعلو بسیفی هامة المذحج　　وأترك القرن لدی التفرج

فریسة الضبع الازل الاعرج

”قبیلہ سعد اور بنی مذحج کو معلوم ہے میں نبرد آزمائی اور جنگ کے وقت زیادہ سخت گیر انسان نہیں ہوں۔ میں صرف اتنا کچھ کرتا ہوں کہ اپنی تلوار سے کاسہ سر کو اُڑا دیتا ہوں اور حریف کو لنگڑے بجو کی خوراک بنا دیتا ہوں“۔

پھر انھوں نے تلوار بے نیام کی اور سخت حملہ کیا۔ کچھ اہل کوفہ کو دوزخ کی وادی میں دھکیلا۔ پھر مسلم الضبابی اور عبداللہ بجلی کے ہاتھوں جام شہادت نوش کیا۔

مسلم بن عوسجہؓ کی شہادت

ناسخ، جلد ۲/۲۷۵، مقتل خوارزمی، جلد ۲/۱۴، مقتل، ص ۴۹، بحار، جلد ۴۵/۱۹، مناقب، جلد ۴/۱۰۲، عوالم، جلد ۱۷/۲۶۲، لہوف مترجم، ص ۱۰۶ اور ابن نما کی مثیر الاحزان، ص ۶۳ میں مذکور ہے۔ ناسخ کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

عمیر بن عبداللہ کے بعد مسلم بن عوسجہ میدان میں آئے اور انھوں نے یہ اشعار پڑھے:

ان تسئلوا عنی فانی ذولبد　　من فرع قوم من ذری بنی اسد

فمن بغانا حائد عن الرشد　　وکافر بدین جبار صمد

”اگر تم میری شخصیت کے متعلق سوال کرتے ہو تو سنو! میں بزرگانِ بنی اسد کے گروہ کا ایک شیر ہوں۔ جو ہم پر ستم کرے وہ گمراہ ہوتا ہے اور بے نیاز خدا کا منکر ہوتا ہے۔ اس کے بعد

Presented by Ziaraat.Com

انھوں نے آندھی کی طرح سے سپاہِ دشمن پر حملہ کیا اور آتشِ جنگ کو خوب بھڑکایا"۔

ابن سعد کے لشکر میں سے ایک شخص باہر آیا اور اس نے کچھ دیر تک آپ سے جنگ کی۔ دورانِ جنگ حضرت مسلم بن عوسجہؓ نے اس کے دائیں پہلو میں اس زور سے نیزہ مارا کہ وہ اس کے بائیں پہلو میں داخل ہوگیا اور وہ ہلاک ہوگیا۔ پھر ایک اور پہلوان مقابلہ پر آیا۔ آپ نے اسے بھی زین سے اُٹھا کر زمین پر دے مارا۔

الغرض آپ نے اپنے دلیرانہ حملوں کی وجہ سے پچاس ملاعین کو جہنم واصل کیا اور پھر زخموں کی کثرت سے خود بے تاب ہوگئے اور زمین پر گرے۔ ابھی بدن میں رمق جان باقی تھی کہ امام حسین علیہ السلام حبیب بن مظاہرؓ کو ساتھ لے کر ان کے سرہانے پہنچے اور آپؑ نے فرمایا:

مسلمؓ! خدا تجھ پر رحمت کرے۔ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَ مَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ○ "کچھ نے اپنی منت پوری کردی اور کچھ انتظار میں ہیں اور ان میں کوئی تبدیلی واقعہ نہیں ہوئی"۔

پھر حبیبؓ بن مظاہر ان کے سرہانے گئے اور کہا: مسلمؓ! تیری یہ حالت مجھ پر گراں ہے لیکن خوشی کا مقام یہ ہے کہ تم جنت میں جا رہے ہو۔

مسلمؓ نے کمزور سی آواز میں کہا: خدا تجھے بھی بھلائی کی بشارت دے۔

حبیبؓ نے کہا: اگر میں جانتا کہ میں نے تیرے بعد زندہ رہنا ہے تو تجھ سے کہتا کہ مجھے وصیت کر کے جاؤ لیکن میں جانتا ہوں کہ ایک گھڑی کے بعد میں تجھ سے ملنے والا ہوں۔

مسلمؓ نے ڈوبی ہوئی آواز میں کہا: میں تجھے اس کی وصیت کرتا ہوں۔ ہاتھ سے امام حسینؑ کی طرف اشارہ کیا، اور کہا: جب تک تمہاری جان میں جان رہے حسینؑ کی مدد سے ہاتھ نہ کھینچنا۔

Presented by Ziaraat.Com

حبیبؓ نے کہا: خدا کی قسم! میں ایسا ہی کروں گا۔

مسلمؓ نے امام علیہ السلام سے کہا: فرزندِ رسولؐ! میں جا رہا ہوں اور آپؑ کے نانا جانؐ اور آپؑ کے والد ماجدؑ کو آپؑ کے آنے کی بشارت دوں گا۔ یہ کہا اور روح پرواز کر گئی۔

زیارت ناحیہ میں ہے:

السلام علی مسلم بن عوسجہ الاسدی القائل للحسین وقد اذن لہ فی بالانصراف: أنحن نخلی عنك وبم نعتذر عنداللّٰہ من اداء حقك لا واللّٰہ حتی أكسر فی صدورھم رمحی ھذا وأضربھم بسیفی ما ثبت قائمہ فی یدی ولا افارقك ولو لم یكن معی سلاح أقاتلھم بہ لقذفتھم بالحجارۃ ولم افارقك حتی اموت معك وكنت اول من شری نفسہ وأول شھید من شھداء اللّٰہ وقضی نحبہ ففزت ورب الكعبۃ شكراللّٰہ استقدامك ولو اساتك امامك اذمشی الیك وانت صدیع، فقال یامسلم بن عوسجۃ! وقرأ "فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَ مَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا لعن اللّٰہ المشتركین فی قتلك عبداللّٰہ الضبابی وعبداللّٰہ بن خشكارۃ البجلی ومسلم بن عبداللّٰہ الضبابی (بحار، جلد ۴۵/۶۹، تاریخ، جلد ۳/۴۱)

""مسلم بن عوسجہ اسدی پر سلام ہو جسے امام حسینؑ نے شبِ عاشور واپس جانے کی اجازت دی تھی تو اس نے امام حسینؑ سے

Presented by Ziaraat.Com

کہا تھا کہ کیا ہم آپ کو چھوڑ کر چلے جائیں؟ ہم خدا کے حضور آپؑ کے حق کی ادائیگی کے لیے کیا عذر پیش کریں گے؟

نہیں، خدا کی قسم میں واپس نہیں جاؤں گا۔ میں اپنا نیزہ آپؑ کے دشمنوں کے سینوں میں اُتاروں گا اور جب تک یہ تلوار میرے ہاتھ میں رہے گی تب تک میں آپؑ کے دشمنوں پر تلوار چلاؤں گا۔ میں آپؑ سے ہرگز جدا نہیں ہوں گا۔ اگر میرے پاس ہتھیار نہ ہوئے تو میں پتھروں سے لڑوں گا اور میں مرتے دم تک آپؑ سے جدا نہ ہوں گا۔

اے مسلمؓ! آپ پہلے انسان تھے جس نے اپنی جان کو بیچ دیا تھا اور گواہانِ خدا میں سے آپ پہلے خدائی گواہ تھے۔ آپ نے اپنی منت پوری کی۔ ربِ کعبہ کی قسم! آپؓ نے کامیابی حاصل کی، خدا تمہاری آمد اور امام حسینؑ کی ہمدردی پر تمہاری قدردانی کرے۔ جب آپ میدان میں گرے تھے تو امامؑ آپ کے پاس آئے تھے اور انھوں نے کہا تھا: اے مسلم بن عوسجہ! کچھ ایسے ہیں جنھوں نے اپنی منت پوری کر دی اور کچھ وہ ہیں جو انتظار کر رہے ہیں اور ان میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ اللہ عبداللہ الضبابی، عبداللہ خشکارہ بجلی اور مسلم بن عبداللہ ضبابی پر لعنت کرے جنھوں نے آپؓ کے قتل میں شرکت کی تھی"۔

(بحارالانوار، جلد ۴۵/۶۹ اور تاریخ، جلد ۳/۲۱)

مسلمؓ کی ایک کنیز تھی جب اس نے اپنے آقا کو خون میں لت پت دیکھا تو وہ ان کے سرہانے آئی اور بین کر کے کہنے لگی: یاسیداہ، یابن عوسجاہ

Presented by Ziaraat.Com

کوفی اس کے بین سُن کر خوش ہوئے اور مسلمؓ کے قتل پر ناز کرنے لگے۔ اس وقت شیث بن ربعی نے ان سے کہا: تمہاری مائیں تمہارے غم میں روئیں۔ اپنے اشراف کو قتل کرتے ہو اور اپنے معززین کو ذلیل کرتے ہو اور مسلمؓ کے قتل پر خوشیاں مناتے ہو۔ خدا کی قسم! اسلام میں مسلمؓ کا بڑا مقام تھا اور انھیں بڑا رُتبہ حاصل تھا۔ میں نے انھیں جنگ آذربائیجان میں دیکھا تھا کہ صفیں سیدھی ہونے سے پہلے انھوں نے چھ کافروں کو قتل کیا تھا۔

حضرت مسلم بن عوسجہؓ کے فرزند کی شہادت

ناسخ، جلد۲/۲۷۷ میں روضۃ الاحباب کے حوالے سے مرقوم ہے: مسلم بن عوسجہؓ کا ایک جوان بیٹا تھا۔ جب اس نے اپنے والد کی شہادت کو دیکھا تو شیر کی طرح سے اُٹھا۔ امام حسین علیہ السلام نے اسے جنگ میں جانے سے منع کیا اور فرمایا:

جوان! تیرا والد شہید ہو چکا ہے اور اگر تو بھی مارا گیا تو اس بے آب و گیاہ صحرا میں تیری ماں کا سہارا کون بنے گا؟

فرزندِ مسلمؓ نے واپس جانا چاہا، ماں تیزی سے آگے بڑھی اور کہا: فرزند! کیا اپنی جان کی سلامتی کو فرزندِ رسولؐ کی نصرت پر ترجیح دے رہے ہو؟ اگر ایسا ہے تو میں تجھ سے ہرگز راضی نہیں ہوں گی۔

فرزندِ مسلمؓ نے لشکرِ کوفہ پر حملہ کیا۔ اس کی ماں اس کے پیچھے سے آوازیں دے رہی تھی: فرزند! خوش رہو، بہت جلد ساقی کوثر کے ہاتھ سے کوثر کا جام پیو گے۔

فرزندِ مسلمؓ نے شجاعت کے جوہر دکھائے، تیس منافقین کو قتل کیا۔ اس کے بعد جامِ شہادت نوش کیا۔ کوفیوں نے اس کے سر کو کاٹ کر اس کی ماں کی طرف پھینکا۔ ماں نے بیٹے کا سر اُٹھایا، اسے بوسے دیئے اور اتنا روئی کہ ان کے رونے کی وجہ سے اور لوگ بھی رونے لگ گئے۔

Presented by Ziaraat.Com

ہلال بن نافع کی شہادت[1]

مقتل خوارزمی، جلد ۲/۲۰ اور ناسخ، جلد ۲/۲۷۷ میں روضۃ الاحباب کے حوالے سے مروی ہے کہ مسلم بن عوسجہؓ کی شہادت کے بعد ہلال بن نافع بجلی (جملی) نے میدان کا رُخ کیا۔ وہ نہایت ہی خوبصورت نوجوان تھے اور ان کا رشتہ ایک لڑکی سے ہوا تھا لیکن ابھی زفاف نہیں ہوا تھا۔ جب اس کی دلہن نے دیکھا کہ ہلال میدانِ جنگ میں جا رہے ہیں، تو وہ رونے لگی اور ان کے دامن سے لپٹ گئی اور کہنے لگی: آپ کہاں جا رہے ہیں؟ مجھے کس کے سہارے چھوڑ کر جا رہے ہیں؟

جب امام حسین علیہ السلام کو ان کے واقعہ کا علم ہوا تو آپؑ نے فرمایا:

آج تیری بیوی تجھ سے جدائی پر راضی نہیں ہے۔ اگر چاہو تو جہاد سے مسافحہ کرو اور اپنی دلہن کو راضی کرو۔

حضرت ہلال بن نافعؒ نے عرض کیا: اگر میں نے آپؑ کی مدد نہ کی تو کل رسولؐ خدا کو کیا منہ دکھاؤں گا؟ انھوں نے دلہن سے الوداع کیا اور میدانِ کارزار میں آئے اور یہ اشعار پڑھے:

أرمی بها معلمة أفواقها والنفس لا ینفعها اشفاقها

مسمومة تجری بها أخفاقها یملئن[2] أرضها رشاقها

"میں ایسے تیر چلاتا ہوں جن کے سرے نشان زدہ اور زہر آلود ہوتے ہیں۔ گھبرانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ تیر زمین کو ضرور بھر دیں گے"۔

---

① مقتل خوارزمی، جلد ۲/۲۰ میں "ہلال بن نافع" کے بجائے "نافع بن ہلال" لکھا ہوا ہے۔ ابصار العین، ص ۸۹ میں مرقوم ہے کہ بعض کتابوں میں "ہلال بن نافع" لکھا ہے جو کہ سراسر غلط ہے۔ اسی طرح سے بہت سی کتابوں میں "جملی" کے بجائے "بجلی" لکھا ہوا ہے جو کہ غلط ہے۔

② مقتل خوارزمی میں یہ لفظ لتملئن کی شکل میں وارد ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

ہلال ایک دلیر اور ہوشیار تیرانداز تھے۔ ان کی ترکش میں اسّی تیر تھے۔ ایک ایک تیر سے انھوں نے ایک ایک منافق کا نشانہ لیا اور اسّی تیروں کے ساتھ اسّی ملاعین کو قتل کیا اور جب ان کی ترکش کے تیر ختم ہو گئے تو انھوں نے تلوار اُٹھائی اور حملہ کر دیا اور اس وقت یہ رجز پڑھا:

أنا الغلام الیمنی البجلی   دین علی دین حسین وعلی
ان اقتل الیوم فهذا أملی   فذاك رأی والاقی عملی

"میں یمنی جوان ہوں اور میرا تعلق بجیلہ نامی قبیلہ سے ہے۔
میرا وہی دین ہے جو حسینؑ اور علیؑ کا دین ہے۔ اگر آج میں مارا
جاؤں تو میری آرزو اور رائے بھی یہی ہے اور میں اپنے اعمال
سے ملاقات کر سکوں گا"۔

ان کے مقابلہ پر لشکرِ اشقیاء میں ایک جوان آیا جس کا نام قیس تھا۔ حضرت ہلالؓ نے اسے وار کرنے کی مہلت ہی نہ دی اور فی الفور اسے دوزخ روانہ کیا۔

حضرت ہلالؓ نے تلوار سے تیرہ افراد قتل کیے۔ پھر چاروں طرف سے ان پر لشکر ٹوٹ پڑا اور ہر طرف سے ان پر تیر اور تلواریں برسنے لگیں۔ دورانِ جنگ ان کے بازو ٹوٹ گئے۔ انھیں زخمی حالت میں دشمن اُٹھا کر شمر لعین کے پاس لے گئے۔ اس لعین نے حکم دیا کہ اس کا سر تن سے جدا کر دیا جائے۔

قمقام، ص ۳۱۴ میں مرقوم ہے: حضرت ہلالؓ کو زخمی حالت میں گرفتار کر کے ابن سعد کے پاس لایا گیا، تو انھوں نے ابن سعد سے کہا: اگر تم مجھے قتل کرو گے تو مجھے اپنے قتل ہونے پر کوئی دُکھ نہ ہوگا۔ کیونکہ میں تمہارے تیرہ افراد کو تلوار سے قتل کر چکا ہوں اور ان کے علاوہ جنھیں میں نے زخمی کیا ان کی تعداد اس کے علاوہ ہے۔ اگر آج میرے بازو سلامت ہوتے تو تیرے فوجی مجھے گرفتار نہ کر سکتے تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

شمر نے انھیں قتل کرنے کے لیے اپنی تلوار کھینچی۔

حضرت ہلالؓ نے کہا: لعین! اگر اسلام میں تمہارا کوئی حصہ ہوتا تو تو ہمارے خلاف کوئی قدم نہ اٹھاتا اور ہمارے قتل کو بہت بڑا گناہ تصور کرتا۔ میں خدا کا شکر بجالاتا ہوں کہ اس نے مجھے بدترین انسان کے ہاتھوں شہادت کی موت عطا کی ہے۔

شمر لعین نے تلوار کے ایک ہی وار سے انھیں شہید کر دیا۔

شہادت حضرت نافع بن ہلال بجلی (الجملی)

ناسخ، جلد ۲/ ۲۷۹، بحار، جلد ۴۵/ ۱۹، مناقب، جلد ۴/ ۱۰۳، عوالم، جلد ۱۷/ ۲۶۲، تمقام جلد ۱/ ۴۱۴، جلاء العیون، ص ۵۶۳، مقتل خوارزمی، جلد ۲/ ۲۰ اور ارشاد مفید، ص ۲۳۷ میں مرقوم ہے: اس وقت نافع بن ہلال بجلی نے امام حسین علیہ السلام سے اذنِ جہاد لیا اور میدان میں آئے اور یہ رجز پڑھا:

أنا ابن هلال البجلی انا علی دین علی

و دینه دین النبی

"میں ہلال بجلی کا فرزند ہوں اور میں علیؑ کے دین پر ہوں اور علیؑ کا دین دین رسولؐ ہے"۔

مقتل خوارزمی میں لکھا ہے: نافع بن ہلالؓ نے یہ رجز پڑھا تھا:

أنا علی دین علی ابن هلال الجملی

اضربکم بمنصلی تحت عجاج القسطلی

"میں علیؑ کے دین پر ہوں، میں ہلال جملی کا فرزند ہوں۔ میں غبارِ جنگ کے اندر تمھیں اپنی تلوار سے ماروں گا"۔

ان کے مقابل لشکرِ ابن سعد میں ایک شخص آیا جس کا نام مُزاحم بن حریث تھا اور اس کا تعلق بنی قطیعہ سے تھا۔ اس نے آ کر کہا: انا علی دین عثمان "میں عثمان

Presented by Ziaraat.Com

کے دین پر ہوں"۔

حضرت نافع نے کہا کہ تو دین شیطان پر ہے۔ نافع نے اس پر حملہ کر دیا اور نیزوں اور تلواروں کے ذریعے سے اسے گھوڑے سے گرا کر جہنم واصل کیا۔

جو اشعار ہلال بن نافع کے لیے نقل ہوئے ہیں وہی اشعار تمقام اور مقتل خوارزمی میں نافع بن ہلال کے لیے منقول ہیں۔

بحار، جلد ۴۵/۱۹، عوالم، جلد ۱۷/۲۶۲ میں مرقوم ہے کہ نافع نے مزاحم کو قتل کر دیا تھا جب کہ جلاء العیون، ص ۵۶۳ میں مرقوم ہے کہ مزاحم بن حریث نے حضرت نافع کو شہید کیا تھا۔

ارشاد مفید، ص ۲۳۷ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نافع نے مزاحم بن حریث کو قتل کیا تھا۔

زیارت ناحیہ میں ان پر سلام کیا گیا ہے:

السلام علی نافع بن ھلال بن نافع البجلی (الجملی) المرادی

"نافع بن ہلال بن نافع بجلی (جملی) مرادی پر سلام ہو۔ (بحار، جلد ۴۵/۱۷، اقبال، ص ۵۷۶)

مکمل جنگ

ارشاد مفید، ص ۲۶۷، بحار، جلد ۴۵/۱۹، عوالم، جلد ۱۷/۲۶۲، ناسخ، جلد ۲/۲۷۹ میں مرقوم ہے کہ عمرو بن حجاج نے اپنے لشکر کو آواز دی:

اے احمق گروہ! جانتے ہو کہ تمہاری جنگ کن لوگوں سے ہے؟ تمہاری جنگ اہلِ شاہ سوار سے ہے۔ تمہاری جنگ اس جماعت سے ہے جو موت کی طلب گار ہے۔ تم میں سے جو بھی اکیلا مبارزہ میں جائے گا وہ قتل ہو جائے گا۔ یہ لوگ تعداد میں کم ہیں، اگر تم سب مل کر انھیں پتھر بھی مارو تو بھی یہ قتل ہو جائیں گے۔

Presented by Ziaraat.Com

عمر بن سعد نے کہا: تو نے بالکل صحیح کہا ہے اور تیری رائے بالکل درست ہے۔ لوگوں کو چاہیے کہ وہ اکیلے اکیلے ان کے مقابلہ پر نہ جائیں ورنہ سارے مارے جائیں گے۔ اس کے بعد عمرو بن حجاج اور اس کے ساتھیوں نے گھاٹ کی طرف سے حملہ کیا۔

بحار، عوالم اور ناسخ میں مرقوم ہے: اس وقت عمرو بن حجاج نے پیش قدمی کی اور وہ امام حسینؑ لشکر کے قریب آ گیا اور اس نے اپنی فوج کو آواز دے کر کہا:

اے اہلِ کوفہ! جماعت کے ساتھ وابستہ رہو اور امیر کی اطاعت پر ثابت قدم رہو۔ تم ان لوگوں سے برسرِ پیکار ہو جو دین کو چھوڑ چکے ہیں اور امامؑ کے مخالف ہیں۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: پسر حجاج! تو لوگوں کو میرے خلاف بھڑکا رہا ہے؟ کیا ہم دین سے خارج ہیں اور تم دین کے پابند ہو؟ خدا کی قسم! تجھے اچھی طرح سے معلوم ہے کہ ہم میں سے دین سے انحراف کرنے والے اور دوزخ کے حق دار کون ہیں۔

اس وقت عمرو بن حجاج نے کنارِ فرات سے امام حسینؑ کے میمنہ لشکر پر حملہ کیا۔ ناسخ میں مرقوم ہے کہ شمر لعین نے حسینی لشکر کے میسرہ پر حملہ کیا۔

دونوں طرف سے سخت حملے ہوئے۔ اصحابِ حسینیؑ موت کے یوں متمنی تھے جیسے نو بیاہتا دولہا حجلہ عروسی میں جانے کا خواہش مند ہوتا ہے۔ انھوں نے دلیرانہ طور پر اپنا دفاع کیا۔ اس وقت لشکرِ حسینیؑ میں کچھ پیادے اور بتیس گھڑسوار مجاہدین تھے۔ اصحابِ حسینؑ کا جوابی حملہ اتنا شدید تھا کہ دشمن کے لشکر کو بھاگنا پڑا۔ ابن سعد کو اپنی فوج کی پسپائی سخت ناگوار گزری۔ چنانچہ اس نے حصین بن نمیر کو بلا کر حکم دیا کہ تم اپنے پانچ سو تیر اندازوں کو لے کر آگے بڑھو اور حسینیؑ لشکر پر تیر برساؤ۔

چنانچہ حصین بن نمیر اپنے دستہ کو لے کر آگے بڑھا اور اس نے تیر اندازی شروع کی۔ ادھر عمرو بن حجاج اور شمر اپنے اپنے دستوں کو لے کر آگے بڑھے، لیکن اصحابِ حسینؑ نے ان کا زوردار حملہ پسپا کر دیا اور اس حملہ میں لشکرِ کوفہ کو سخت جانی نقصان اُٹھانا پڑا۔

Presented by Ziaraat.Com

امام حسین علیہ السلام کے لشکر کی تعداد انتہائی کم تھی جب کہ لشکرِ یزید کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ اس لیے اگر ایک حسینی مجاہد شہید ہوتا تو اس کی کمی نمایاں ہو جاتی تھی اور اس کے برعکس دشمن کے سو افراد بھی قتل ہوتے تو بھی ان کی تعداد میں کوئی خاص کمی دکھائی نہ دیتی تھی۔

دورانِ جنگ ایک مرحلہ ایسا بھی آیا جب لشکر یزید نے چاروں طرف سے خیام آلِ محمدؐ کو گھیر لیا۔ اس وقت لشکرِ یزید کے ایک سالار شبیث بن ربعی نے عمر سعد کو آواز دے کر کہا:

تیری ماں تیرے غم میں بیٹھے، شرم نہیں آتی۔ مستورات اور بچوں پر حملہ کرتے ہو۔ اس کی سرزنش کی وجہ سے اہلِ لشکر کو شرمندگی محسوس ہوئی جس کے نتیجے میں جنگ ایک طرف سے ہونے لگی۔ زہیر بن القین کے دستہ نے حملہ کیا جس میں لشکرِ کوفہ کا ایک سالار ابوعذرہ جہنم واصل ہوا۔

صاحب مناقب نے کتاب بستان الظرف کے حوالہ سے حسن بصری سے روایت کی ہے کہ اس حملہ میں دونوں لشکر رُوبرو ہوئے اور دونوں طرف سے بھاری جانی نقصان ہوا۔

لشکر امام حسینؑ میں سے بہت سے اصحاب شہید ہوئے جن میں سے پہلے نعیم بن عجلان تھے۔[1]

شدتِ جنگ اور یادِ خدا[2]

روزِ عاشورا جب ہر طرف جنگ زوروں پر تھی تو امام حسینؑ کے ایک صحابی جن کا

---

[1] ہم اس سے قبل حملہ اولیٰ کے شہدا میں حضرت نعیم بن عجلان کا تذکرہ کر چکے ہیں لہٰذا تکرار کی ضرورت نہیں ہے۔

[2] ناسخ، جلد ۲/۲۸۲، جلاء العیون مجلسی، ص ۵۶۴، سطر اوّل

Presented by Ziaraat.Com

نام عمرو بن عبداللہ انصاری تھا اور ابوثمامہ صائدی کے نام سے مشہور تھے، امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے عرض کیا:

یا اباعبداللہ! میری جان آپؑ پر قربان! اس وقت اگرچہ تنور جنگ گرم ہے لیکن خدا کی قسم! آپؑ اس وقت تک شہید نہ ہوں گے جب تک میں خاک وخون میں غلطان نہ ہو جاؤں۔ میری خواہش ہے کہ شہادت سے قبل ایک اور نماز آپؑ کی اقتدا میں پڑھوں۔ پھر خدا کے حضور حاضر ہو جاؤں۔

امام حسین علیہ السلام نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھا اور فرمایا: یہ نماز کا وقت ہے اور پھر ابوثمامہ صائدی کو دعا دیتے ہوئے فرمایا: تو نے نماز کو یاد کیا، خدا تجھے نمازیوں میں سے قرار دے۔ یہ وقت نماز ہے۔ اس جماعت سے مہلت طلب کرو کہ جنگ روک دیں تاکہ ہم نماز ادا کرسکیں۔

حصین بن نمیر نے گستاخی کی اور کہا: تمھاری نماز بارگاہِ خداوندی میں مقبول نہیں ہے۔

حضرت حبیب بن مظاہر نے فرمایا: اے منافق! غدار! رسولؐ خدا کے فرزند کی نماز قابلِ قبول نہیں ہے، تو کیا تیری نماز قابلِ قبول ہے؟

حصین بن نمیر نے حضرت حبیب پر تلوار سے حملہ کیا اور یہ شعر پڑھا:

دونك ضرب السيف ياحبيب   وافاك ليث بطل نجيب

فى كفه مهند قضيب   كأنه من لمعة حليب

"اے حبیبؓ! شیر دلاور کی ضربت کھانے کے لیے تیار ہو جا، جو کہ اچانک دودھ کی طرح سے چمکتی ہوئی تلوار کے ساتھ تجھ پر حملہ کر رہا ہے"۔

پھر اس نے آواز دی: اے حبیب بن مظاہر! میدانِ جنگ میں آجا اور دشمن سے مقابلہ کا مشاہدہ کر۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت حبیب بن مظاہر کی میدان میں آمد[1]

ناسخ، جلد۲/۲۸۳، بحار، جلد ۴۵/۲۶، مقتل خوارزمی، جلد ۲/۱۸، عوالم، جلد ۱۷/۲۷۰ اور مناقب، جلد۴/۱۰۳ میں مرقوم ہے۔ راقم الحروف نے ناسخ کے بیان کی تلخیص کی ہے۔

اس وقت حضرت حبیبؓ امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں کھڑے تھے جب انھوں نے حصین کی گستاخی سنی تو انھوں نے امام علیہ السلام سے اذنِ جہاد طلب کیا اور عرض کیا: ''میرے آقا و مولاؑ! میرے ماں باپ آپؑ پر قربان! میں چاہتا ہوں کہ یہ نماز جنت الفردوس پہنچ کر ادا کروں اور آپؑ کی طرف سے آپؑ کے ناناؑ، والدؑ اور آپؑ کے بھائی حسنؑ کو سلام پہنچاؤں''۔

امام علیہ السلام نے اجازت دی تو حضرت حبیبؓ میدان میں آئے اور حصین بن نمیر کے سامنے پہنچ کر یہ اشعار پڑھے:

أنا حبیب و أبی مظهر[2] — وفارس الهیجاء لیث متور
وأنتم عند العدید أكثر — ونحن أوفى منكم وأصبر
ایضاً وفی كل الامور أقدر — وأنتم عند الوفاء أعذر
ونحن أعلى حجة وأظهر — حقًا وأوفى منكم وأعذر
وفی یمینی صارم مذكر — وفیكم نار الجحیم تسعر

① مجالس المسفیہ، جلد اوّل/۱۰۶ میں مرقوم ہے کہ حبیب کے والد کا نام مظہر تھا، مظاہر غلط ہے۔ انھوں نے امام حسینؑ کو کوفہ میں آنے کی دعوت دی تھی اور انھوں نے حضرت مسلمؑ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ جب ابن زیاد کی آمد کی وجہ سے اہلِ کوفہ نے غداری کی تو حبیب کوفہ میں روپوش ہو گئے اور جب امام حسینؑ کربلا آئے تو حبیبؓ کوفہ سے رات کے وقت نکلے اور چھپ چھپا کر امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

② ناسخ، جلد۲/۲۸۴ میں مرقوم ہے: حضرت حبیب کے والد کے نام کے متعلق علماء میں اختلاف پایا جاتا ہے، کچھ علماء ''مظاہر'' بیان کرتے ہیں جب کہ کچھ علما مظہر بروزن مطہر۔

Presented by Ziaraat.Com

"میں حبیب فرزند مظہر ہوں۔ اگرچہ تم تعداد میں زیادہ ہو لیکن ہم تم سے زیادہ وفادار اور بُرد بار ہیں اور حق و حجت ہمارے ساتھ ہے۔ میرے ہاتھ میں شمشیر براں ہے۔ جو تمہارے درمیان آتشِ دوزخ کو بھڑکانے والی ہے"۔

بحار، عوالم، مقتل خوارزمی اور مناقب میں یہ اشعار اس طرح سے مرقوم ہیں:

انا حبیب وابی مظهر فارس هیجاء وحرب تسعر
وأنتم عند العدید أكثر ونحن أعلیٰ حجة واظهر[1]
وأنتم عند الوفاء اغدر[2] ونحن اوفیٰ منكم واصبر

امالی صدوق، ص ۱۴۱ میں یہ شعر یوں مرقوم ہے:

أنا حبیب و ابی مظاهر لنحن ازكیٰ منكم واطهر
منضر خیر الناس حین یذكر

شہادت حضرت حبیبؓ بن مظہر[3]

حبیبؓ نے یہ اشعار پڑھے اور حصین بن نمیر کا رُخ کیا اور اس پر تلوار کا وار کیا۔ حصین کی ناک کے اُوپر تلوار کا زخم ہوا۔ حصین گھوڑے سے گرا۔ حضرت حبیبؓ چاہتے تھے کہ اس کے سر کو تن سے جدا کر دیا جائے لیکن اس کے ساتھیوں نے مل کر حبیبؓ پر حملہ کر دیا اور حصین کو میدان سے اُٹھا کر لے گئے۔ حصین کو کاری زخم نہیں لگا تھا اسی لیے وہ دوبارہ اپنی صف میں کھڑا ہو گیا۔

---

① مناقب میں اس سے آگے کوئی شعر نہیں ہے۔

② خوارزمی میں یہ مصرعہ یوں مرقوم ہے: وانتم عند الهیاج اغدر۔

③ تاریخ، جلد ۲/۲۸۵، بحار، جلد ۴۵/۲۶، عوالم، جلد ۱۷/۲۷۰، مقتل خوارزمی، جلد ۲/۱۸ اور نفس المہموم، ص ۳۱۲

Presented by Ziaraat.Com

حضرت حبیبؓ پیرانہ سالی اور خمیدہ قامت کے باوجود شیر کی طرح سے دشمن کے خلاف جنگ کر رہے تھے اور اپنے دونوں اطراف میں موجود دشمنوں کو خاک وخون میں غلطاں کر رہے تھے۔ اس دوران یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

اقسم لو کنا لکم اعداداً[1] او شطرکم ولیستم الا کتادا

یاشر قوم حسباً وآدا[2] وشرھم قد عملوا انداداً[3]

"میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر ہماری تعداد تمھارے برابر ہوتی یا

تم سے نصف ہوتی تو تم ہم سب کے مقابلہ پر پشت دکھاتے۔

تم لوگ از روئے حسب وقوت انتہائی گھٹیا ہو۔

اس وقت حضرت حبیبؓ نے اپنی جان خدا کے ہاتھ فروخت کر دی اور دائیں بائیں حملے کرنے شروع کیے۔ جلاء العیون کے بیان کے مطابق انھوں نے اکتیس کوفیوں کو دوزخ واصل کیا۔

محمد بن ابی طالب کے بیان کے مطابق حضرت حبیبؓ نے باسٹھ کوفیوں کو لقمۂ شمشیر بنایا۔ پھر بنی تمیم کے ایک شخص نے چھپ کر ان پر نیزے سے حملہ کیا جس سے آپ زخمی ہوئے اور منہ کے بل زمین پر گرے۔ حبیبؓ تیزی سے اُٹھے تاکہ دشمن پر جوابی حملہ کریں۔ اتنے میں حصین بن نمیر آگے بڑھا اور اس نے آپؓ کے سر پر تلوار کا وار کیا۔ آپ دوبارہ گر پڑے۔ حصین بن نمیر گھوڑے سے اُترا اور ان کا سر تن سے جدا کر دیا اور ان کے سر کو گھوڑے کے گلے میں آویزاں کر دیا۔

ایک اور روایت کے مطابق حصین کے زخم کے بعد اسی تمیمی نے آپ کا سر تن سے جدا کیا۔ ایک اور روایت میں بیان کیا گیا ہے۔ بدیل بن صریم نے حضرت حبیبؓ کا سر

① مقتل خوارزمی میں یہ مصرعہ یوں مرقوم ہے: اقسم لو کنتم لنا اعدادا

② بعض مصادر میں وبرادا مرقوم ہے۔

③ کچھ مصادر میں قد علموا کے الفاظ منقول ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

سر تن سے جدا کیا تھا اور گھوڑے کی گردن میں آویزاں کیا تھا اور پھر سر لے کر وہ مکہ چلا گیا۔[1]

صاحب ناسخ فرماتے ہیں کہ سر مبارک کو مکہ لے جانے کی روایت میری نظر

① جہاں تک مکہ جانے کا تعلق ہے تو یہ سراسر غلط ہے کیونکہ ابن زیاد نے کوفہ سے لشکر روانہ کیا تھا اور ابن زیاد نے ہی قاتلوں کو انعام دینا تھا اور وہ لعین کوفہ میں موجود تھا، لہٰذا سر کو مکہ لے جانے کی کوئی تک ہی نہیں ہے۔ مقتل خوارزمی، جلد ۲/ ۱۹ پر لکھا ہے: کچھ مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ بدیل بن صریم نے حضرت حبیب کو شہید کیا تھا اور ان کا سر جدا کیا تھا اور اپنے گھوڑے کی گردن میں آویزاں کیا تھا۔ جب وہ لعین سر کو لے کر کوفہ میں داخل ہوا تو حبیب بن مظاہر کے ایک نابالغ بیٹے نے یہ منظر دیکھا، فوراً آگے بڑھا اور باپ کے قاتل کو قتل کر دیا اور اس سے سر چھین لیا۔

تمقام، ص ۳۱۲ کے مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت حبیبؓ کے قتل کے متعلق حصین اور تمیمی میں اختلاف پیدا ہوگیا۔ حصین نے کہا کہ قتل حبیبؓ میں مَیں بھی تیرا شریک ہوں، لہٰذا یہ سر میرے سپرد کر دو۔ لیکن تمیمی نے اس کی بات کو قبول نہ کیا۔

حصین بن نمیر نے کہا کہ میں صرف یہی چاہتا ہوں کہ کچھ دیر کے لیے یہ سر میرے حوالے کر دو۔ میں اسے اپنے گھوڑے کی گردن میں آویزاں کر کے لشکر میں چکر لگانا چاہتا ہوں تا کہ فوج یہ سمجھے کہ حبیبؓ کے قتل میں مَیں بھی شریک ہوں۔ پھر یہ سر ابن زیاد کے پاس تم لے کر چلے جانا اور جو انعام ملے وہ بھی خود لے لینا۔ مجھے کسی انعام کی ضرورت نہیں ہے۔ تمیمی نے حصین کا کہنا مان لیا اور حضرت حبیبؓ کا سر اس کے حوالے کیا۔ حصین نے سر کو گھوڑے کی گردن میں آویزاں کیا اور لشکر میں چکر لگایا۔ پھر اس نے سر مبارک تمیمی کے حوالے کیا۔ وہ سر لے کر کوفہ گیا۔ جب وہ کوفہ پہنچا تو حضرت حبیبؓ کے فرزند قاسم نے اپنے والد کے سر کو پہچان لیا اور تمیمی کے ساتھ دارالامارہ کی طرف چل پڑا۔ تمیمی کو شک سا پڑا اور اس نے کہا کہ جوان تو میرے ساتھ کیوں چل رہا ہے؟

جوان نے کہا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ ابن زیاد راضی نہیں ہے کہ اسے دفن کیا جائے اور دوسری بات یہ ہے کہ ابھی مجھے ابن زیاد سے انعام لینا ہے۔ چنانچہ اس نے حضرت حبیبؓ کا سر ان کے فرزند کے حوالے نہ کیا۔ پھر جب دور تبدیل ہوا اور مصعب بن زبیر نے کوفہ پر تسلط حاصل کیا تو حضرت حبیبؓ کے فرزند قاسم نے اپنے والد کے قاتل کو قتل کر دیا۔ (بحار، جلد ۴۵/ ۲۷ کے حاشیہ کی روایت بھی اسی مفہوم کی مؤید ہے۔ انتہی

Presented by Ziaraat.Com

میں درست نہیں ہے۔ کیونکہ مکہ میں ایسا کوئی نہیں تھا جو قاتل کو انعام دیتا۔ اس وقت مکہ پر عبداللہ بن زبیر کا تسلط تھا اور اسے حضرت حبیبؓ سے ایسی کوئی دشمنی بھی نہیں تھی جس کی وجہ سے وہ قاتل کو انعام و اکرام سے نوازتا، اور قاتل کو کیا پڑی تھی کہ وہ مکہ کا طویل سفر کر کے وہاں جاتا جب کہ وہاں اس کی قدردانی کرنے والا کوئی موجود نہیں تھا۔ اگر قاتل کو انعام کی اُمید تھی تو پھر اسے مکہ کی بجائے کوفہ جانا چاہیے تھا۔ واللہ اعلم!

الغرض جب حضرت حبیبؓ شہید ہو گئے تو امام مظلومؑ کو ان کی شہادت کا بہت افسوس ہوا اور آپؑ نے فرمایا: عنداللہ احتسب نفسی وحماۃ اصحابی، اب میں اپنے بڑے اصحاب اور بڑے مددگاروں کی موت کا خدا سے اجر چاہتا ہوں۔

پھر آپؑ نے فرمایا: للہ درک یاحبیب لقد کنت فاضلا تختم القرآن فی لیلۃ واحدۃ، حبیبؓ! خدا تمہارا بھلا کرے تم صاحب فضیلت انسان تھے اور تم ایک ہی رات میں ختمِ قرآن کیا کرتے تھے۔

زہیر بن قین نے عرض کیا: مولا! میرے ماں باپ آپؑ پر قربان! حبیب کی خبر شہادت سن کر آپؑ کا چہرہ اُداس کیوں ہو گیا؟ کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: میں اچھی طرح سے جانتا ہوں کہ ہم اور آپ راہِ ہدایت کے راہی ہیں۔

حضرت زہیرؓ نے عرض کیا: جب یہ بات ہے تو پھر ہمیں کیا پریشانی ہے، ہم تو جنت اور نعیم جنت کی طرف روانہ ہو رہے ہیں؟

زیارتِ ناحیہ میں یہ الفاظ وارد ہیں: السلام علی حبیب بن مظاہر الاسدی (کمافی البحار، جلد ۴۵/۷۱)

نمازِ عشق ادا ہوتی ہے تلواروں کے سائے میں

ناسخ، جلد ۲/۲۸۷ کے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ نمازِ ظہر کی ادائیگی کے لیے جب

Presented by Ziaraat.Com

دشمن نے وقفہ نہ دیا تو امام علیہ السلام نے زہیر بن القین اور سعید بن عبداللہ کو حکم دیا:
ہم نماز پڑھتے ہیں اور تم دونوں سامنے کھڑے ہو جاؤ۔

دونوں جانباز ساتھیوں نے آپؑ کے حکم کی تعمیل کی اور اپنے آپ کو تیروں اور تلواروں کا نشانہ قرار دیا۔ امام حسینؑ نے یہ نماز ''صلاۃ خوف'' کے انداز میں پڑھی تھی۔ آدھے جانبازوں نے آپؑ کے پیچھے نماز پڑھی اور آدھے جنگ میں مصروف رہے۔

سعید بن عبداللہ امامؑ کے آگے کھڑے تھے۔ دائیں طرف یا بائیں طرف سے جو بھی تیر آتا وہ دوڑ کر اُسے اپنے سینہ پر لیتے۔ اُنھیں تیروں، تلواروں کے اتنے زیادہ زخم لگے کہ وہ گر پڑے اور کہا: خدایا! عاد و ثمود کی مانند اس گروہ پر لعنت فرما۔ اے میرے پروردگار! میری طرف سے اپنے پیغمبرؐ کو میرا سلام پہنچا اور ان سے یہ کہہ دے کہ میں نے یہ تمام زخم آپؐ کے فرزند کی حفاظت کے لیے برداشت کیے ہیں۔ یہ کہا اور ان کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔

حضرت سعید کے جسم پر تلوار اور نیزے کے زخموں کے علاوہ تیرہ تیر پیوست تھے۔ ایک اور روایت میں مذکور ہے کہ روز عاشورا آپؑ نے اور آپؑ کے اصحاب نے اشاروں سے الگ الگ نماز پڑھی تھی۔[1]

لشکر کے اشتیاقِ جنگ کو بڑھانے کے لیے امام حسینؑ اور اہلِ حرم کے کلمات[2]

نماز سے فراغت کے بعد امام حسین علیہ السلام نے اپنے بچے کھچے اصحاب کو جہاد کی ترغیب دی اور فرمایا: میرے اصحاب! اس وقت جنت کے دروازے کھل چکے ہیں اور جنت کی نہریں بہہ رہی ہیں اور ثمرات جنت کے چکھنے کا وقت آچکا ہے۔

---

① ابن نما مثیر الاحزان، ص ۶۵ میں لکھتے ہیں کہ ایک قول ضعیف یہ ہے کہ امام حسینؑ اور آپ کے ساتھیوں نے اکیلے اکیلے اشاروں سے نماز پڑھی۔ چنانچہ بحار، جلد ۴۵/۲۳ میں بھی یہ قول منقول ہے۔

② ناسخ، جلد ۲/۲۸۷

Presented by Ziaraat.Com

جنت کے محلات کو مزین کیا جاچکا ہے، اور حور و غلمان کو تم سے پیار ہے۔ رسولؐ خدا جنت میں تشریف فرما ہیں اور جو شہید قتل ہوئے ہیں وہ ان کی خدمت میں موجود ہیں اور میرے والدین تمہاری آمد کے منتظر ہیں، اور تمہارے دیدار کے مشتاق ہیں۔ اب دین خدا کی ترویج کے لیے جد و جہد کرو اور حرمِ رسولؐ سے دشمنوں کو دُور رکھو۔

اس وقت اہلِ حرم میں اضطراب و اضطرار پیدا ہوا اور حرمِ حریم کی پردہ دار بیبیاں بے تاب ہو کر خیام سے باہر آ گئیں اور انھوں نے یہ کہا:

اے باشجاعت جماعت مسلمین و مومنین! دین خدا کی حفاظت کرو اور دشمنوں کو خاندانِ رسولؐ سے دُور کرو اور اپنے امام و پیشوا سے دشمنوں کو ہٹا دو۔ تمھارا امام رسولؐ خدا کا نواسہ ہے۔ تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہماری نصرت کے لیے خدا تمھیں آزما رہا ہے۔ تم لوگ ہمارے ہمسائے ہو اور پناہ دینے والے ہو۔ تم لوگ ہمارے جدِ امجد کی پناہ میں ہو۔ تم لوگ جواں مرد ہو اور ہمارے محبّ ہو۔ لہٰذا دشمنوں کو ہم سے دُور کرو۔

اصحاب کا جواب

جب اصحاب نے اہلِ حرم کی یہ گفتگو سنی تو ان کی چیخیں نکل گئیں اور سب نے بیک آواز ہو کر عرض کیا: اے اہلِ بیت رسولؐ! ہماری جانیں آپ کی جانوں پر قربان اور ہمارے خون آپ کے پاکیزہ خون پر قربان اور ہماری روحیں آپ کی ارواحِ طیبہ پہ نثار ہوں۔

خدا کی قسم! ہم جب تک زندہ ہیں تب تک دشمن آپ کے قریب نہیں آ سکیں گے۔ آپ جان لیں کہ ہم آپ کے لیے اپنی جانیں نثار کریں گے اور جامِ شہادت نوش کریں گے۔ آج کے دن نجات کا حق دار بس وہی ہے جو آپ کے لیے اپنا سر قربان کرے گا۔

Presented by Ziaraat.Com

زہیر بن قین کی شہادت

ناسخ، جلد ۲/ ۲۸۹، بحار، جلد ۴۵/ ۲۵، قمقام، ص ۳۱۴، عوالم، جلد ۱۷/ ۲۶۹ اور امالی صدوق، ص ۱۴۱، مقتل خوارزمی، جلد ۲/ ۲۰ اور مناقب، جلد ۴/ ۱۰۳ میں مرقوم ہے کہ زہیر عازمِ میدان ہوئے اور انھوں نے امام مظلومؑ سے عرض کیا:

اليوم نلقى جدك النبيا وحسناً والمرتضى علياً

''آج ہم آپؑ کے نانا جان اور حسن مجتبیٰ اور علی علیہم السلام سے ملاقات کریں گے''۔

ناسخ میں مرقوم ہے: زہیر بن قین پہلے فرد تھے جنھوں نے امام علیہ السلام سے مبارزہ کی اجازت طلب کی تھی اور میدان میں آئے تھے اور انھوں نے اپنے مدمقابل کو طلب کیا اور یہ اشعار پڑھے:

انا زهير وأنا ابن القين وفي يميني مرهف الحدين

اذودكم بالسيف عن حسين ان حسيناً احد السبطين

ابن علي طاهر الجدين من عترة البر التقي الزين

ذاك رسول الله غير المين ياليت نفسي قسمت قسمين

وعن امام صادق اليقين أضربكم محامياً عن ديني

اضربكم ولا ارى من شين اضربكم ضرب غلام زين

بأبيض وأسمر ردين

''لوگو! میں زہیر القین ہوں، میں نواسۂ رسولؐ جو کہ پاک نژاد اور میرا پیشوا ہے، کی حفاظت کے لیے تیز دھار تلوار ہاتھ میں رکھتا ہوں۔ میں اپنے دین کے دفاع کے لیے تم سے لڑوں گا اور تم سے لڑنے میں مجھے کوئی قباحت دکھائی نہیں دیتی''۔

Presented by Ziaraat.Com

واضح رہے کہ یہ اشعار صرف ناسخ میں مرقوم ہیں۔ جب کہ بحار، عوالم، مقتل خوارزمی اور مناقب میں ان کا رجز یوں لکھا ہوا ہے:

انا زهیر وأنا ابن القین ... اذودکم بالسیف عن حسین

ان حسیناً أحد السبطین ... من عترة البر التقی الزین[1]

ذاك رسول الله غیر المین ... أضربکم ولا أری من شین[2]

فیالیت نفسی قسمت قسمین

(اشعار کے مطالب کا خلاصہ پہلے گزر چکا ہے) چنانچہ حضرت زہیرؓ نے یہ رجز پڑھا اور صاعقہ آسمانی کی طرح سے قلب لشکر پر حملہ کیا اور دائیں بائیں جو بھی ملاعین دکھائی دیے انھیں تہِ تیغ کیا۔

چنانچہ محمد بن ابی طالب کی روایت کے مطابق ایک سو بیس شجاعانِ کوفہ کو دوزخ بھیجا۔ پھر کثیر بن عبداللہ شعبی اور مہاجرین بن اوس کو موقع ملا تو انھوں نے آپ پر تلواروں اور نیزوں سے حملہ کر دیا اور آپ گھوڑے پر سنبھل نہ سکے۔

جب امام حسین علیہ السلام نے اپنے مجاہد کو زمین پر گرتا ہوا دیکھا تو فرمایا: زہیر! خدا تجھے اپنی بارگاہ سے دُور نہ کرے اور تیرے قاتل پر ویسی ہی لعنت کرے جیسا کہ اس نے بندر اور خنزیر کی شکل میں مسخ ہونے والے گروہ پر کی تھی۔

مقتل خوارزمی، جلد ۲/۲۰ میں مرقوم ہے کہ جب زہیر بن قین نے میدان میں جانے کا ارادہ کیا تو امام حسینؑ کے سامنے کھڑے ہوئے اور آپ کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور کہا:

اقدم حسین هادیاً ومهدیاً ... الیوم نلقی جدك النبیا.....الی آخره

---

① مناقب میں اس سے زیادہ مرقوم نہیں ہے۔

② مقتل خوارزمی میں اس سے زیادہ مرقوم نہیں ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

خوارزمی لکھتے ہیں: مجھے معلوم نہیں ہے کہ یہ رجز حضرت زہیر نے پڑھا تھا یا حجاج بن مسروق نے۔ (حجاج بن مسروق کی شہادت کے تذکرہ میں یہ رجز نقل کیا جائے گا)

حضرت زہیر بن القین پر زیارت ناحیہ میں سلام کیا گیا ہے:

السلام علی زهیر بن القین البجلی، القائل للحسین وقد اذن له فی الانصراف لا واللّٰه لا یکون ذلك ابداً أترك ابن رسول اللّٰه اسیراً فی ید الاعداء وانجو؟ لا أرانی اللّٰه ذلك الیوم (بحار، جلد ۴۵/۷۱، جلد ۱۰۱/۲۷۴، ناسخ، جلد۳/۲۲)

"زہیر بن قین بجلی پر سلام ہو جسے حسینؑ نے شب عاشور واپس جانے کی اجازت دی تھی تو اس نے یہ کہا تھا کہ خدا کی قسم! ایسا کبھی نہ ہوگا۔ کیا میں فرزندِ رسولؐ کو دشمنوں کے ہاتھوں میں قید کرا کے خود نجات حاصل کرتا پھروں؟ خدا ایسا دن کبھی نہ دکھائے"۔

حضرت ابو ثمامہ صیداوی کی شہادت

حضرت زہیر کی شہادت کے بعد ابو ثمامہ صائدی نے امام علیہ السلام کی خدمت میں سلام کیا اور اذنِ جہاد طلب کیا۔ اجازت ملتے ہی میدانِ جنگ میں آئے اور یہ اشعار پڑھے:

عزآءً لآل المصطفٰی وبناته ... علی حبس خیر الناس سبط محمد
عزآءً لزهراء النبی وزوجها ... خزانة علم اللّٰه من بعد أحمد
عزآءً لاهل الشرق والغرب کلهم ... وحزناً علی حبس الحسین مسدد
فمن مبلغ عنی النبی وبنته ... بأن انبکم فی مجهد ای مجهد؟

Presented by Ziaraat.Com

"خاندانِ رسولؐ اور دختران رسولؐ کو فرزندِ محمدؐ اور کائنات کے بہترین فرد کے محبوس ہونے پر پُرسہ دیتا ہوں۔ دختر رسول حضرت زہراءؑ اور ان کے شوہر کو پُرسہ دیتا ہوں جو کہ احمد کے بعد علمِ الٰہی کا خزانہ ہیں۔
حسینؑ کے محبوس ہونے پر تمام اہلِ شرق و غرب کو پُرسہ دیتا ہوں۔ کوئی ہے جو میری طرف سے رسولِ اکرمؐ اور ان کی دختر تک یہ پیغام پہنچائے کہ آپ کا فرزند بہت بڑی مصیبت میں پھنس چکا ہے"۔

زیارت ناحیہ میں ان پر سلام کیا گیا ہے:

السلام علی أبی ثمامة عمر بن عبدالله الصائدی

"ابوثمامہ عمر بن عبداللہ صیداوی پر سلام ہو"۔ (بحار، جلد ۴۵/۷۳، تاریخ، جلد ۳/۲۴ (عمرو بن عبداللہ)

حضرت حجاج بن مسروق کی شہادت

مناقب، جلد ۴/۱۰۳، مقتل خوارزمی جلد ۲/۲۰، عوالم، جلد ۱۷/۲۶۹، بحار، جلد ۴۵/۲۵ اور تاریخ، جلد ۴/۲۹۱ کے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ حجاج بن مسروق جعفی امام حسین علیہ السلام کے مؤذن تھے اور انھیں رکاب دار بھی کہا جاتا ہے۔ ابوثمامہ کی شہادت کے بعد انھوں نے امام علیہ السلام سے اذنِ جہاد لیا اور یہ اشعار پڑھے:

أُقدم حسین هادیاً مهدیاً ... الیوم نلقی جدك النبیا
ثم أباك ذا الندی علیا ... ذاك الذی نعرفه وصیاً
والحسن الخیر الرضی الولیا ... وأسد الله الشهید الحیا
وذا الجناحین الفتی الکمیا ... وفاطم والطاهر الزکیا

Presented by Ziaraat.Com

ومن معلی من قبلہ تقیاً فاللہ قد صیّرنی ولیاً
فی حبکم اقاتل الدعیا واشھد اللہ الشھید الحیا
لتبشروا یاعترۃ النبیا بجنۃ شرابھا مریا
والحوض حوض المرتضی علیاً

"حسینؑ! قدم بڑھاؤ آج اپنے نانا جانؐ، اپنے والد علیؑ وصی، امام حسنؑ، حمزہؑ اسد اللہ، جعفر طیار اور طاہر و مطہر والدہ فاطمہ زہراءؑ سے ملاقات کرو گے۔
اے خاندانِ مصطفیٰؐ! میں آپ کی دوستی کے لیے اس زنازادہ سے جنگ کرتا ہوں تا کہ مجھے جنت کی شراب طہور نصیب ہو سکے اور علی مرتضیٰؑ کا حوض نصیب ہو سکے"۔

الغرض انھوں نے اجازت حاصل کی اور میدانِ جنگ میں قدم رکھا اور پندرہ کوفیوں کو دوزخ روانہ کیا۔ پھر شہید ہو گئے۔

کتاب شرح شافیہ میں مرقوم ہے: حجاج بن مسروق کا ایک غلام تھا جس کا نام مبارک تھا۔ حجاج نے اپنے غلام سمیت جہاد کیا اور ڈیڑھ سو کوفیوں کو دوزخ روانہ کیا۔ پھر دونوں شہید ہو گئے۔

زیارت ناحیہ میں ان پر سلام کیا گیا ہے:

السلام علی الحجاج بن مسروق الجعفی

"حجاج بن مسروق جعفی پر سلام ہو"۔ (بحار الانوار، جلد ۴۵/۷۲)

حضرت یحییٰ بن کثیر کی شہادت

تاریخ، جلد ۲/۲۹۲ میں مرقوم ہے: حجاج بن مسروق کی شہادت کے بعد یحییٰ بن کثیر انصاری نے امام علیہ السلام سے اذنِ جہاد لیا اور میدان میں آئے اور یہ اشعار پڑھے:

Presented by Ziaraat.Com

ضاق الخناق یابن سعد وابنه بلقاهما لفوارس الانصار
ومهاجرین مخضبین رماحهم تحت العجاجة من دم الکفار
خضبت علی عهد النبی محمد والیوم تخضب من دم الفجار
خانوا حسیناً والحوادث جمة ورضوا یزیداً والرضا فی النار
فالیوم تشعلها بحد سیوفنا بالمشرقیة والقنا الخطار
هذا علی ابن الاوس فرض واجب والخزرجیة وفتیة النجار

"مہاجرین وانصار کے شاہسوار جن کے نیزے بے دین لوگوں کے خون سے رنگین ہوئے تھے اور رنگین رہتے ہیں جب وہ ابن سعد کے خلاف ایکا کرلیں گے تو اس کے لیے اور اس کے بیٹے کے لیے بڑی مشکل بن جائے گی۔ کتنی عجیب بات ہے کہ ان لوگوں نے امام حسین علیہ السلام سے عہد شکنی کر کے یزید کو راضی کیا۔ چنانچہ یہ لوگ یزید سمیت آتشِ دوزخ کا ایندھن بنیں گے۔ آج تمام انصار پر واجب ہے کہ وہ اپنے نیزوں اور تلواروں سے آتشِ جنگ کو شعلہ ور کریں"۔

ابومخنف لکھتے ہیں: انھوں نے پچاس یزیدیوں کو قتل کیا۔ شرح شافیہ میں لکھا ہے: انھوں نے چالیس ملاعین کو قتل کیا، پھر جامِ شہادت نوش کیا۔

یحییٰ بن سلیم کی شہادت

مناقب ابن شہرآشوب، جلد۴/۱۰۲، عوالم، جلد ۱۷/ ۲۹۷، بحار، جلد ۴۵/ ۲۳، ناسخ، جلد۲/۲۹۲، جلاء العیون، ص ۵۷۶، مقتل خوارزمی، جلد ۲/ ۱۷، سطر آخر مقام، ص۲۲ میں مرقوم ہے۔ یحییٰ بن کثیر کے بعد یحییٰ بن سلیم نے امام علیہ السلام سے اذنِ جہاد طلب کیا اور میدان میں وارد ہوئے۔ انھوں نے یہ رجز پڑھا:

Presented by Ziaraat.Com

لاضربن الیوم ضرباً فیصلا ضرباً شدیداً فی العداۃ معجلا
لا عاجزاً فیہا ولا مولولا ولا اخاف الیوم موتاً مقبلا
لکننی کاللیث احمی اشبلا

"میں دشمنوں پر فیصلہ کن ضرب چلاتا ہوں اور میں کسی عاجزی اور حیرت کا اظہار نہیں کرتا اور نہ ہی آنے والی موت سے ڈرتا ہوں۔ میں ایک شیر کی مانند جو اپنے بچوں کی حفاظت کر رہا ہو ویسا ہی حملہ کرتا ہوں۔ پھر انھوں نے دلیرانہ جنگ کی۔ بہت سے کوفیوں کو دوزخ روانہ کیا۔ پھر آپ شہید ہو گئے"۔

مقتل خوارزمی میں یہ رجز یوں لکھا ہوا ہے:

لاضربن الیوم ضرباً فیصلا ضرباً طلحفی فی العدیٰ مستأصلا
لا عاجزاً عنھم ولا مھللا ما انا الا اللیث یحمی الاشبلا

حنظلہ بن سعد کی شہادت

بحار، جلد ۴۵/۲۳، قمقام، ص ۴۱۶، عوالم، جلد ۱۷/۲۶۷، ناسخ، جلد ۲/۲۹۳، مثیر الاحزان، ص ۶۵، ابصار العین، ص ۷۷، ارشاد مفید، ص ۲۳۸ اور لہوف مترجم، ص ۱۰۹ میں مرقوم ہے کہ یحییٰ بن سلیم کی شہادت حنظلہ بن سعد (اسعد) شامی (شبامی)[1] نے اپنے آپ کو امام مظلومؑ کا سفیر بنایا اور اُنھوں نے قومِ اشقیاء کو تبلیغ کرنے کے لیے سورۂ مومن کی یہ آیات پڑھیں:

---

① ارشاد مفید، بحار اور جلاء العیون اور مثیر الاحزان اور قمقام میں (شامی) کی بجائے "شبامی" لکھا ہوا ہے اور اس کی وضاحت یہ کی گئی ہے کہ "شبامی" بنی ہمدان کی ایک شاخ ہے۔ ابصار العین، ص ۷۷ میں مرقوم ہے کہ کچھ کتابوں میں انھیں "شامی" لکھا گیا ہے جو کہ ملک شام سے منسوب ہے اور یہ فاش غلطی ہے۔ یہ لفظ شبامی ہے کسی طرح سے بھی شامی نہیں ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

یٰقَوْمِ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ مِّثْلَ یَوْمِ الْاَحْزَابِ ○ مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِیْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ وَمَا اللّٰهُ یُرِیْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ○ وَیٰقَوْمِ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ یَوْمَ التَّنَادِ ○ یَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِیْنَ مَا لَکُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ وَّمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ (سورۂ مومن، آیہ ۳۰ تا ۳۳)

”اے میری قوم! میں تمھارے بارے میں اس دن جیسے عذاب کا خطرہ محسوس کر رہا ہوں، جو دوسری قوموں کے عذاب کا دن تھا۔ قوم نوحؑ، قوم عادؑ، قوم ثمودؑ اور ان کے بعد والوں جیسا حال اور اللہ یقیناً اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرنا چاہتا۔ اے میری قوم! میں تمہارے بارے میں باہمی فریاد کے دن سے ڈر رہا ہوں۔ جس دن تم پیٹھ پھیر کر بھاگو گے اور اللہ کے مقابلہ میں تمہیں کوئی بچانے والا نہیں ہوگا اور جس کو خدا گمراہی میں چھوڑ دے اس کا کوئی ہدایت کرنے والا نہیں ہے“۔

بعدازاں انھوں نے کہا: اے لوگو! قتل حسینؑ سے باز آجاؤ ورنہ خدا تم پر عذاب عظیم نازل کرے گا اور وہ شخص نامراد رہا جس نے خدا پر جھوٹ باندھا۔

امام حسین علیہ السلام نے ان سے فرمایا: حنظلہ بن سعد! خدا تم پر اپنی رحمت نازل کرے۔ یہ لوگ عذاب الٰہی کے حق دار بن چکے ہیں۔ مخالفین نے تمہاری نصیحت قبول نہیں کی اور تجھے اور تیرے ساتھیوں کو بُرا بھلا کہہ رہے ہیں۔ انھوں نے تیرے بھائیوں کو قتل کیا ہے۔ (اب ان سے کیا اُمید رکھی جاسکتی ہے؟)

حضرت حنظلہ نے عرض کیا: فرزند رسولؐ! میرے ماں باپ آپؑ پر قربان

Presented by Ziaraat.Com

ہوں، آپؑ درست فرما رہے ہیں، مجھے اجازت دیں میں خدا کی بارگاہ میں جانا چاہتا ہوں اور اپنے بھائیوں سے ملنا چاہتا ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: جلدی کرو اور اس سعادت کو حاصل کرو جو دنیا و مافیہا سے بہتر ہے ایسی سلطنت حاصل کرو جس میں کمی نہیں آئے گی اور جو زائل نہ ہوگی۔

اس وقت حنظلہؓ نے آپؑ پر سلام آخر کرتے ہوئے کہا:

السلام علیك یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیك وعلی اهل بیتك وجمع بیننا وبینك فی الجنة

"فرزندِ رسولؐ! آپؑ پر سلام، خدا آپؑ پر اور آپؑ کے خاندان پر درود بھیجے اور جنت میں ہمیں اور آپؑ کو اکٹھا کرے"۔

مقام میں وارد ہے کہ امام علیہ السلام نے اس دعا پر دو مرتبہ آمین کہی۔ الغرض حضرت حنظلہؓ روانہ ہوئے اور شاندار جنگ کی۔ آخر میں عروسِ شہادت سے ہمکنار ہوئے۔

زیارت ناحیہ میں ان پر سلام کیا گیا ہے:

السلام علی حنظلة بن سعد الشبامی

"حنظلہ بن سعد شبامی پر سلام ہو"۔ (بحار الانوار، جلد ۴۵/۷۳)

عبدالرحمٰن بن عبداللہ کی شہادت

عوالم، جلد ۱۷/۲۶۵، بحار، جلد ۴۵/۲۲، جلاء العیون ص ۵۶۴، تاریخ، جلد ۲/۲۹۵ اور مناقب، جلد ۴/۱۰۲ میں مرقوم ہے: حضرت حنظلہؓ کی شہادت کے بعد عبدالرحمٰن بن عبداللہ یزنی ① میدانِ جنگ میں وارد ہوئے اور انھوں نے یہ رجز پڑھا:

أنا ابن عبداللہ من آل یزن　　دینی علی دین حسین و حسن

أضربکم ضرب فتی من یمن　　أرجو بذاك الفوز عند المؤتمن

---

① جلاء العیون میں "یمنی" کے بجائے "مزنی" مرقوم ہے جب کہ باقی تمام کتابوں میں "یزنی" لکھا ہوا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

"میں عبداللہ کا فرزند ہوں اور قبیلہ یزن کا فرد ہوں۔ میں حسنؑ و حسینؑ کے دین پر ہوں۔ میں یمنی جوان کی طرح سے تم پر حملہ کروں گا اور اس سے میں رحمت خداوندی کی اُمید رکھتا ہوں"۔

پھر انھوں نے صفِ اعداء پر دلیرانہ حملہ کیا اور کچھ کوفیوں کو قتل کیا۔ پھر درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔

عمرو بن قرظہؓ[1] کی شہادت

عوالم، جلد ۱۷/۲۶۵، بحار، جلد ۴۵/۲۲، لہوف مترجم، ص ۱۰۷، ناسخ، جلد۲/ ۲۹۵ اور مناقب، جلد۴/ ۱۰۵ میں مرقوم ہے: عبدالرحمٰن کے بعد عمرو بن قرظہ انصاری نے امام علیہ السلام سے اذنِ جہاد طلب کیا اور اجازت ملتے ہی والہانہ انداز میں میدانِ جنگ میں تشریف لے گئے اور ابن زیاد کے بیروکاروں میں سے بہت سے افراد کو قتل کیا اور خود اپنے آپ کو امامِ مظلومؑ کے لیے سپر بنایا۔ چنانچہ جو بھی تیر امامؑ کی طرف آتا، بڑھ کر اسے اپنے سینہ پر لیتے اور جو کوئی امامؑ پر شمشیر کا وار کرتا تو یہ وار اپنے وجود پر برداشت کرتے تھے۔ آخر کار زخموں سے نڈھال ہوگئے اور گرنے لگے۔ گرتے وقت امام حسینؑ سے عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! کیا میں نے وفا کی ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: بے شک تو نے وفا کی ہے۔ تو مجھ سے پہلے جنت میں جائے گا۔ میری طرف سے میرے ناناؐ جان کو سلام عرض کرنا اور کہنا کہ میں بھی تمھارے بعد آنے والا ہوں۔ اس کے بعد ان کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کرگئی۔

مناقب، عوالم، بحار اور ناسخ میں مرقوم ہے کہ انھوں نے یہ رجز پڑھا تھا:

قد علمت كتيبة الانصار   انی ساحمی حوزة الذمار

ضرب غلام غير نكس شار   دون حسين مهجتی وداری

---

[1] لہوف میں قرظہ "ظا" کے ساتھ مرقوم ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

''سپاہِ انصار کو علم ہے کہ میں محیطِ حرم کا دفاع کرتا ہوں۔ میری ضربت سربلند جوان کی ضربت کی آئینہ دار ہے، میں حسینؑ پر اپنی جان و مال کو قربان کروں گا''۔

زیارتِ ناحیہ میں ان پر ان الفاظ سے سلام وارد ہے:

السلام علی عمرو بن قرظة الانصاری

''عمرو بن قرظہ انصاری پر سلام ہو''۔ (بحار، جلد ۴۵/۷۱)

حضرت عون بن حوی غلامِ ابوذر غفاری

شہادتِ جون کے زیرِ عنوان ان کا ذکر کیا جائے گا۔

شہادتِ حضرت جون بن حوی[1] غلامِ ابوذر غفاری

بحار، جلد ۴۵/۲۲، عوالم، جلد ۱۷/۲۶۵، لہوف مترجم، ص ۱۰۸، مناقب، جلد۴/۱۰۳، مثیر الاحزان ابن نما، ص ۶۳، قمقام، ص ۳۲۱، جلاء العیون، ص ۵۶۴ اور ناسخ، جلد۲/ ۲۹۶ میں مرقوم ہے: ہم ناسخ کے بیان کی یہاں تلخیص پیش کر رہے ہیں۔

اس کے بعد حضرت ابوذرؓ کے سیاہ فام غلام جون نے شہادت کی آرزو کی اور حضرت امام حسینؑ سے اذنِ جہاد طلب کیا تو امام علیہ السلام نے فرمایا:

جون! تو نے طلب عافیت کے لیے ہماری متابعت کی تھی اپنے آپ کو ہماری آزمائش میں مبتلا نہ کر۔ میری طرف سے تمہیں اجازت ہے، جہاں جانا چاہو چلے جاؤ۔

جون نے عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! میں نے راحت کے اوقات میں آپؑ کی کاسہ لیسی کی ہے اور اگر آج آپؑ پر مصیبت آئی ہے تو میں آپؑ کو چھوڑ کر چلا جاؤں؟

---

[1] مناقب، جلد۴/۱۰۳ میں (جون بن ابی مالک غلام ابوذر غفاری) لکھا ہوا ہے۔ زیارتِ ناحیہ میں جون بن حوی مولی ابی ذر الغفاری مرقوم ہے، اور ناسخ، جلد۳/۲۳ میں (جون بن حوی) لکھا ہوا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

خدا کی قسم! میری بُو ناگوار ہے اور میرا حسب پست ہے اور میرے چہرے کا رنگ سیاہ ہے، تو کیا آپؑ یہ پسند نہیں کرتے کہ میں ناگوار بُو اور پست حسب اور سیاہ چہرے کے ساتھ شہادت حاصل کروں؟ اور سفید رو اور خوشنود ہوکر جنت میں چلا جاؤں؟

خدا کی قسم! میں آپؑ سے جدا نہیں ہوں گا اور اپنے سیاہ خون کو آپؑ کے طیب وطاہر خون کے ساتھ شامل کروں گا۔

امام علیہ السلام نے جَون کے جذبۂ جہاد کو دیکھا اور انھیں جہاد کی اجازت عطا فرمائی: حضرت جَونؓ میدان میں آئے اور انھوں نے یہ رجز پڑھا۔ اس رجز کو محمد بن ابی طالبؒ نے نقل کیا ہے:

کیف یری الکفار ضرب الاسود بالسیف ضرباً عن بن محمد

اذب عنھم باللسان والید ارجو بہ الجنۃ یوم المورد

"کفار کو ایک سیاہ فام کی ضربت کیسی لگ رہی ہے جو اولادِ محمدؐ کی حفاظت کے لیے جنگ کر رہا ہے۔ میں زبان اور ہاتھ سے ان کا دفاع کروں گا اور اس عمل کے ذریعہ سے روزِ قیامت جنت کی اُمید رکھتا ہوں"۔

صاحبِ مناقب نے حضرت جَونؓ کے اشعار کو ان الفاظ سے نقل کیا ہے:

کیف یری الفجار ضرب الاسود بالمشر فی القاطع المھند

بالسیف صلتا عن بن بنی محمد أذب عنھم باللسان والید

ارجو بذاک الفوز عند المورد من الالہ الواحد الموحد

اذ لا شفیع عندہ کاحمد

پھر انھوں نے سخت حملہ کیا اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ امام حسینؑ ان کے سرہانے تشریف لائے اور فرمایا: پروردگار! اس کے چہرے کو سفید کر اور اسے صالحین

Presented by Ziaraat.Com

کے ساتھ محشور فرما اور اسے محمدؐ و آلِ محمدؑ کی معرفت عطا فرما۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے والد ماجد جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کی ہے: جب لوگ شہداء کو دفن کرنے کے لیے آئے تو جون کے بدن سے دس دن گزرنے کے بعد بھی کستوری کی خوشبو اٹھ رہی تھی۔ رضوان اللہ علیہ۔

زیارت ناحیہ میں ان پر ان الفاظ سے سلام کیا گیا ہے:

السلام علی جون بن حوی مولی ابی ذر الغفاری

"جون بن حوی غلامِ ابوذر غفاری پر سلام ہو"۔ (بحار، جلد ۴۵/۷۱، اقبال، ص ۵۷۶)

حضرت عمرو بن خالد صیداوی کی شہادت

مثیر الاحزان ابن نما، ص ۶۴، عوالم، جلد ۱۷/۲۶۶، لہوف، مترجم، ص ۱۰۹، بحار، جلد ۴۵/۲۳، قمقام، ص ۳۴۰ اور ناسخ، جلد ۲/ ۲۹۸ اور مناقب، جلد ۴/ ۱۰۱ میں عمرو بن خالد ازدی کا ذکر کیا گیا ہے۔ احتمال یہ ہے کہ یہ دو علیحدہ علیحدہ افراد ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ "ازدی" کہلایا جانے والا ہی "صیداوی" ہو۔ ناسخ میں ان کو علیحدہ علیحدہ فرد شمار کیا گیا ہے۔ ہم اس سے قبل عمرو بن خالد ازدی اور ان کے فرزند کا ذکر کر چکے ہیں۔ ویسے حملہ اُولیٰ کے شہداء کے ضمن میں بھی عمرو بن خالد صیداوی کا ذکر کیا جا چکا ہے۔

صاحب ناسخ کے مطابق حضرت جون کے بعد عمرو بن خالد صیداوی امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ابوعبداللہ! آپؑ سے جدائی سخت ناگوار ہے۔ میں آپؑ کو شہید ہوتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا۔ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ شامل ہونے کا خواہش مند ہوں۔

امام علیہ السلام نے اجازت دی اور فرمایا: تم جاؤ کچھ دیر بعد ہم بھی تم سے

Presented by Ziaraat.Com

ملاقات کرنے والے ہیں۔

عمرو بن خالد اجازت لے کر میدان میں گئے اور جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

مناقب میں حسب ذیل اشعار کو عمرو بن خالد صیداوی سے منسوب کیا گیا ہے:

الیوم یانفس الی الرحمٰن   تمضین بالروح والریحان

الیوم تجزین علی الاحسان   ما خط فی اللوح لدی الدیان

لا تجزعی فان کل حی فان

"اے جانِ عزیز! آج خوشی اور خوشبو لے کر تو نے رحمٰن کی طرف
جانا ہے۔ آج تجھے اچھائیوں کا پورا پورا بدلہ عطا کیا جائے گا۔
پریشان نہ ہو، ہر زندہ شخص نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے"۔

مقتلِ مقام میں ان اشعار کی نسبت عمرو بن خالد صیداوی کی طرف دی گئی ہے۔
ابصار العین سماوی میں صرف عمرو بن خالد صیداوی کا ذکر ملتا ہے۔ ان کے علاوہ ان کے کسی ہم نام کا کوئی ذکر موجود نہیں ہے۔

زیارتِ ناحیہ میں ان پر ان الفاظ سے سلام کیا گیا ہے:

السلام علی عمرو بن خالد الصیداوی

"عمرو بن خالد صیداوی پر سلام ہو"۔ (ناسخ، جلد ۳/۲۴، بحار، جلد ۴۵/۷۲، جلد ۱۰۱/۲۷۳، اقبال، ص ۵۷۷)

شہادت حضرت سوید بن عمرو ابی المطاع

مقتلِ مقام، ص ۳۲۶، ناسخ، جلد ۲/۲۹۸، ابصار العین، ص ۱۰۱، لہوف مترجم، ص ۱۱۱، بحار، جلد ۴۵/۲۴، ابن نما، ص ۶۷ اور عوالم، جلد ۱۷/۲۶۷ میں مرقوم ہے: اس کے بعد سوید بن عمرو بن ابی المطاع انماری خثعمی میدانِ جنگ میں آئے۔ آپ انتہائی معزز اور

Presented by Ziaraat.Com

اعلیٰ درجہ کے نماز گزار انسان تھے۔ آپؓ نے شیر کی طرح سے دلیری کا مظاہرہ کیا اور تمام مصائب و شدائد کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ جب زخموں کی کثرت سے لڑنے کے قابل نہ رہے تو مقتولین میں گر پڑے۔ دشمنوں نے خیال کیا کہ وہ مر چکے ہیں۔ اس پورے عرصہ میں آپ چپ چاپ خاموش پڑے رہے۔ پھر جب ان کے کانوں میں امام حسینؑ کی شہادت کی صدا آئی تو بصد مشکل اُٹھے اور اپنی جیب میں موجود چاقو سے جنگ کرنے لگے یہاں تک کہ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

ابصار العین میں مرقوم ہے کہ عروہ بن غفار تغلبی اور یزید بن ورقاء جہنی نے مل کر انھیں شہید کیا تھا۔

قمقام میں مرقوم ہے کہ عروہ بن بطان ثعلبی اور یزید بن ورقاء جہنی نے انھیں شہید کیا تھا۔

حضرت قرہ بن ابی قرہ کی شہادت

مناقب، جلد ۴/۱۰۲، عوالم، جلد ۱۷/۲۶۸، بحار، جلد ۴۵/۲۴، ناسخ، جلد۲/ ۲۹۹ اور قمقام، ص۴۲۲ میں مرقوم ہے: سوید بن عمرو کے بعد قرہ بن ابی قرہ غفاری نے امام حسین علیہ السلام سے اذنِ جہاد طلب کیا اور میدان میں آئے اور یہ اشعار پڑھے:

قد علمت حقاً بنو غفار وخندف بعد بنی نزار

بأنی اللیث لدی الغبار لاضر بن معشر الفجار

بکل عضب ذکر تبار ضرباً وجیحاً عن بنی الاخیار

رهط النبی سادة الابرار

''یعنی قبیلہ غفار، خندف، نزار کے افراد بخوبی جانتے ہیں کہ جب جنگ کا غبار اُٹھ رہا ہو تو اس عالم میں مَیں شیر کی مانند ہوتا

Presented by Ziaraat.Com

ہوں اور تیز آبدار تلوار کے ساتھ خاندانِ نبوت کا دفاع کرتے
ہوئے بدکاروں پر حملے کروں گا"۔

انھوں نے دلیرانہ حملے کیے یہاں تک کہ شہادت کا جام نوش کیا۔ مناقب میں مرقوم ہے کہ انھوں نے اڑسٹھ ملاعین کو قتل کیا تھا۔

حضرت مالک بن انس مالکی کی شہادت

ناسخ، جلد۲/۲۹۹، عوالم، جلد ۱۷/ ۲۶۸، بحار، جلد ۴۵/۲۴ میں ان کی شہادت کا ذکر ہوا ہے۔ تنقام، ص۴۲۲ میں ان کا نام انس بن حارث لکھا ہوا ہے۔ ابن نما نے مثیر الاحزان، ص ۶۳ میں ان کا نام انس بن حارث کاہلی لکھا ہے۔ جب کہ مناقب، جلد۴/۱۰۲ اور امالی صدوق، ص۱۴۲ میں ان کا نام مالک بن انس کاہلی مرقوم ہے۔

چنانچہ قرہ بن ابی قرہ کی شہادت کے بعد مالک بن انس میدانِ جنگ میں وارد ہوئے اور انھوں نے یہ اشعار پڑھے:

قد علمت ما لك والدودان — والخندفيون وقيس غيلان
بأن قومي آفة الاقران — لدى الوغا وسادة الفرسان
مباشروا الموت بطعن آن — لسنانرى العجز عن الطعان
آل علي شيعة الرحمٰن — آل زياد شيعة الشيطان

"قبیلہ بنی اسد اور خندف کو معلوم ہے کہ میری قوم جنگ کے وقت اپنے حریفوں کے لیے باعثِ مصیبت ہے۔ ہم نیزوں کے زخم لگاتے ہیں۔ خاندانِ علیؑ رحمٰن کا پیروکار ہے اور خاندانِ زیاد شیطان کا پیروکار ہے"۔

امالی صدوق میں مرقوم ہے: انھوں نے اٹھارہ دشمنانِ دین کو ہلاک کیا۔ بعدازاں جامِ شہادت نوش کیا۔

Presented by Ziaraat.Com

امالی صدوق میں ان کے رجز کو یوں لکھا گیا ہے:

قد علمت کاهلها ودودان والخندفیون وقیس عیلان[1]
بان قومی قصم الاقران یاقوم کونوا کاسود الجان
آل علی شیعة الرحمٰن وآل حرب شیعة الشیطان

ابن نما نے مثیر الاحزان، ص ۶۳ پر اسی رجز کو یوں رقم کیا ہے:

قد علمت کاهلنا وذودان والخندقیون وقیس غیلان
بان قومی آفة للاقران یاقوم کونوا کاسود خفان
واستقبلوا القوم بضرب الان آل علی شیعة الرحمٰن
و آل حرب شیعة الشیطان

مناقب، جلد ۴/۱۰۳ میں اس رجز کا صرف ایک ہی بیت مرقوم ہے:

آل علی شیعة الرحمٰن وآل حرب شیعه الشیطان

حضرت سعید بن عبداللہ الحنفی کی شہادت

بحار، جلد ۴۵/۲۶، مناقب، جلد ۴/۱۰۳، عوالم، جلد ۱۷/۲۶۹ اور مقتل خوارزمی، جلد ۲/۲۰ میں سعید بن عبداللہ الحنفی کا تذکرہ کیا گیا ہے اور ان کا یہ رجز نقل کیا ہے:

أقدم حسین الیوم تلقی أحمداً وشیخك الحبر علیاً ذا الندا
وحسناً کالبدر وافی الاسعدا وعمك القرم الهمام الا رشدا
حمزة لیث الله یدعی اسداً وذا الجناحین بتوأ مقعداً
فی جنة الفردوس یعلو صعداً

---

① واضح رہے کہ امالی میں "عیلان" عین کے ساتھ اور بحار و عوالم میں بھی یہ لفظ "عین" کے ساتھ ہے جب کہ ناسخ اور دیگر کتب مقاتل میں غیلان "غین" کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ مترجم اُردو کی تحقیق کے مطابق یہ لفظ "عین" کے ساتھ ہے۔ واللہ اعلم!

Presented by Ziaraat.Com

"حسینؑ! آگے بڑھو اور آج اپنے ناناؐ اور والدؑ اور حسنؑ اور حمزہؑ
اور جعفر طیارؑ کی جنت میں ملاقات کرو"۔

یہ رجز پڑھا اور دشمنوں پر ٹوٹ پڑے۔ آخرکار لڑتے لڑتے درجۂ شہادت حاصل کیا۔

بحار میں مرقوم ہے کہ مناقب میں یہ اشعار سوید بن عمر بن ابی مطاع سے منسوب ہیں۔ مؤلف کتاب ہذا عرض پرداز ہے کہ اگر مناقب سے مناقب ابن شہر آشوب مراد ہے، تو پھر یہ نسبت درست نہیں ہے، اس کے لیے مناقب کے صفحہ ۱۰۳ کی طرف رجوع فرمائیں۔ البتہ مقتل خوارزمی، جلد ۲/ ۲۰ میں مرقوم ہے کہ روایت کی گئی ہے کہ یہ ابیات سوید بن عمرو بن ابی مطاع کے ہیں۔

امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے زیارت ناحیہ میں یہ کلمات ارشاد فرمائے ہیں:

السلام علی سعد بن عبدالله الحنفی القائل للحسین وقد اذن له فی الانصراف لا والله لا نخلیك حتی یعلم الله انا قد حفظنا غیبة رسول الله فیك والله لو اعلم انی اقتل ثم أحیاثم احرق ثم اذری ویفعل بی سبعین مرة ما فارقتك حتی ألقی حمامی دونك وكیف افعل ذٰلك وانما هی موتة او قتلة واحدة ثم هی بعدها الكرامة التی لا انقضاء لها ابداً فقد لقیت حمامك وواسیت امامك ولقیت من الله الكرامة فی دار المقامة حشرنا الله معكم فی المستشهدین ورزقنا مرافقتكم فی أعلی علیین (بحار، جلد ۴۵/ ۷۰،

Presented by Ziaraat.Com

تاریخ، ۳/۲۴۲ اور اقبال، ص ۵۷۵)

''سعد بن عبداللہ حنفی پر سلام ہو جسے شبِ عاشور امام علیہ السلام نے واپس چلے جانے کی اجازت دی تھی لیکن اس نے یہ کہا تھا:

خدا کی قسم! ہم آپؑ کو چھوڑ کر نہیں جائیں گے اور ہمارے طرزِ عمل کو خدا دیکھے گا کہ ہم نے رسولؐ خدا کی غیبت میں آپؑ کی حفاظت کی تھی۔ خدا کی قسم! اگر میں جانتا کہ مجھے قتل کیا جائے گا پھر زندہ کیا جائے گا، پھر مجھے آگ میں جلا دیا جائے گا، پھر میری خاکستر ہوا میں اُڑا دی جائے گی اور ستر مرتبہ مجھ سے یہی سلوک کیا جائے گا، تو پھر بھی میں آپؑ سے جدائی برداشت نہ کرتا اور آپؑ کے سامنے مرنے کو ترجیح دیتا۔ جب کہ معاملہ ایسا نہیں ہے۔ مجھ پر تو صرف ایک بار ہی موت نے آنا ہے یا مجھے صرف ایک مرتبہ ہی قتل ہونا ہے۔ اس کے بعد دائمی عزت ہے۔

آپ نے اپنی موت سے ملاقات کی اور اپنے امامؑ کی خیر خواہی کی اور خدا کی طرف سے آپ کو عزت نصیب ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ جیسے شہداء کے ساتھ محشور فرمائے اور مقامِ اعلیٰ علیین میں آپ کی رفاقت نصیب کرے''۔

ابصار العین، ص ۱۲۶ میں مرقوم ہے کہ ابو مخنف لکھتے ہیں: جب امام حسینؑ نے روزِ عاشور نمازِ ظہر ادا کی تو سعید بن عبداللہ حنفی آپؑ کے سامنے کھڑے ہو گئے تھے اور جو بھی تیر آتا، آگے بڑھ کر اپنے ہی جسم کو اس کے لیے پیش کرتے تھے اور امامؑ تک تیروں کو نہیں جانے دیتے تھے۔ کچھ تیر ان کے چہرے پر لگے، کچھ سینہ میں پیوست

Presented by Ziaraat.Com

ہوئے اور کچھ تیر ان کے پہلو میں جا کر لگے۔ آخرکار سعید زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے زمین پر گرے اور کہا:

خدایا! ان لوگوں پر ویسی ہی لعنت کر جیسی کہ عاد و ثمود پر کی ہے۔ خدایا! اپنے پیغمبر کو میرا سلام پہنچا اور انھیں میرے متعلق یہ خبر دے کہ مجھے جو بھی زخم آئے ہیں وہ آپؐ کی مدد میں آئے ہیں۔ میں اس کے ثواب کا خواہش مند ہوں۔

پھر انھوں نے امام حسین علیہ السلام کی طرف دیکھا اور عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! کیا میں نے وفا کی ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: جی ہاں، تو جنت میں مجھ سے آگے ہوگا۔ اس کے بعد ان کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کرگئی۔

علامہ مجلسی لکھتے ہیں: ان کے بدن پر تلواروں اور نیزوں کے بہت سے زخم تھے اور تیرہ تیر ان کے جسم میں پیوست تھے۔ (جلاء العیون، ص ۵۶۴)

شہادت حضرت عمرو بن مطاع جعفی

مناقب، جلد۴/۱۰۲، جلاء العیون، ص ۵۵۶، مقتل خوارزمی، جلد۲/ ۱۸، بحار، جلد ۴۵/ ۲۵، تقمام، ص ۲۲۳، عوالم، جلد ۱۷/ ۲۶۸ اور تاریخ، جلد۲/ ۳۰۰ پر مرقوم ہے کہ پھر عمرو بن مطاع جعفی نے امام علیہ السلام سے اذنِ جہاد طلب کیا۔ اجازت ملی تو آپ میدان میں آئے اور انھوں نے یہ رجز پڑھا:

انا ابن جعف وأبی مطاع   وفی یمین مرهف قطاع
وأسمر فی رأسه لماع   یری له من ضوئه شعاع
الیوم قد طالب لنا القراع   دون حسین الضرب والسطاع
یرجی بذاك الفوز والدفاع   عن حر نار حین لا انتفاع
صلی علیه الملك المطاع

Presented by Ziaraat.Com

"میں جعفی قبیلہ کا چشم و چراغ ہوں اور میرے والد کا نام مُطاع ہے۔ آج کاٹ دار تلوار اور چمکتے ہوئے نیزوں کا چلانا مجھے حسینؑ کے لیے اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اس سے میں آتشِ دوزخ سے نجات کی اُمید رکھتا ہوں"۔

پھر انھوں نے شدید جنگ کی اور شہید ہو گئے۔ مقتل خوارزمی میں یہ رجز یوں مرقوم ہے:

انا ابن جعفی وابی مطاع   فی یمین مرهف قطاع
واسمر سنانه لماع   یری له من ضوئه شعاع
قد طاب لی فی یومی القراع   دون حسین وله الدفاع

مناقب، جلد۴/۱۰۲ میں یہ رجز یوں منقول ہے:

الیوم قد طاب لنا القراع   دون حسین الضرب والسطاع
ترجو بذاك الفوز والدفاع   عن حر نار حسین لا امتناع

اُس جوان کی شہادت جس کا والد پہلے شہید ہو چکا تھا

ناسخ، جلد ۲/۳۰۰، بحار، جلد ۴۵/۲۷، مقتل خوارزمی، جلد ۲/۲۱، سطر آخر، تمقام، ص ۴۲۳، مقتل مقرم، ص ۳۱۴ پر اس جوان کی شہادت مرقوم ہے۔ جب کہ جلاء العیون اور ابصار العین میں مرقوم ہے کہ اس جوان کا نام عمر بن جنادہ تھا۔

مناقب، جلد ۴/۱۰۴ میں مرقوم ہے کہ وہ جوان جنادہ بن حارث انصاری کا بیٹا تھا۔

اکثر مصادر سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ جوان وہی عمر یا عمرو بن جنادہ ہے اور اگر وہ جوان عمرو بن جنادہ ہی ہے تو اس کا تذکرہ عنقریب کیا جائے گا اور اس کا رجز اس جوان کے رجز سے جداگانہ ہے۔

ناسخ کے بیان کا خلاصہ یہ ہے: ایک جوان جس کا والد کوفیوں کے ہاتھوں شہید

Presented by Ziaraat.Com

ہو چکا تھا، اسے اس کی بیوہ ماں نے میدانِ جنگ میں جانے کی ترغیب دی۔ اس کی بیوہ ماں نے اپنے فرزند سے کہا:

فرزند! خیمہ سے باہر جاؤ اور فرزندِ رسولؐ کی حمایت میں جنگ کرو۔ چنانچہ ماں کی ترغیب پر جوان نے ہتھیار سجائے اور میدان کی طرف روانہ ہوا۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اس جوان کا والد شہید ہو چکا ہے۔ ممکن ہے اس کی والدہ اس کے جانے پر راضی نہ ہو۔

جوان نے عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان، مجھے میری ماں نے ہی تو روانہ کیا ہے اور یہ تلوار بھی اسی نے میری کمر سے باندھی ہے۔

امام علیہ السلام نے اسے اجازت دی۔ جوان میدان میں آیا اور اس نے یہ رجز پڑھا:

امیری حسین ونعم الامیر سرور فؤاد البشیر النذیر
لہ طلعة مثل شمس الضحی لہ عزة مثل بدر منیر

"حسینؑ میرے امیر ہیں اور وہ بہترین امیر ہیں۔ وہ بشیر و نذیر نبی کے دل کی خوشی ہیں۔ ان کا چہرہ چاشت کے سورج کی طرح سے روشن ہے۔ ان کی چمک چودھویں کے چاند جیسی ہے"۔

بحار، عوالم اور مقتل میں مذکورہ رجز اس طرح سے منقول ہے:

امیری حسین ونعم الامیر سرور فؤاد البشیر النذیر
علی وفاطمة والداہ فهل تعلمون لہ من نظیر
لہ طلعة مثل شمس الضحی لہ غرة مثل بدر المنیر

مناقب اور مقتل خوارزمی میں اس رجز کے صرف دو اشعار مرقوم ہیں:

امیری حسین ونعم الامیر سرور فؤاد البشیر النذیر

Presented by Ziaraat.Com

علی وفاطمة والداہ فھل تعلمون له من نظیر
له طلعة مثل شمس الضحی له غرۃ مثل بدر المنیر

مرحوم حاج سید محسن امین نے اپنی کتاب اعیان الشیعہ، جلد اوّل، ص ۶۰۷ پر اس رجز پر یوں تضمین لکھی ہے:

امیری حسین ونعم الامیر امیر العظیم جلیل خطیر
حبیب الوصی عزیز البتول سرور فؤاد البشیر النذیر
علی وفاطمة والداہ ومشبھه فی البرایا بشیر
سما قدرہ فوق کل الانام فھل تعلمون له من نظیر
له طلعة مثل شمس الضحی ترد الشموس بطرف حسیر
له راحة مثل عیث ھمی له غرۃ مثل بدر منیر

ابن سعد کے لشکر نے اس جوان کو شہید کیا اور اس کا سر کاٹ کر حسینی لشکر گاہ کی طرف پھینک دیا۔ ماں نے اپنے بیٹے کا سر اُٹھایا اور اسے پیار کیا اور کہا: شاباش! میرے ننھے سے فرزند! اے ماں کے دل کی خوشی اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان تجھ پر آفرین۔

یہ کہا اور بیٹے کا سر پورے زور سے لشکرِ کوفہ کی طرف پھینکا۔ ایک لعین کو سر لگا تو وہ فوراً ہلاک ہوگیا۔ بعد ازاں بی بی نے چوبِ خیمہ اُٹھائی اور دشمنوں پر حملہ کر دیا اور اس نے یہ رجز پڑھا:

أنا عجوز سیدی ضعیفة خالیة بالیة نحیفه
أضربکم بضرب عنیفة دون بنی فاطمة الشریفة

''میں ایک بوڑھی، ناتواں اور لاغر خاتون ہوں۔ فاطمہ زہراؑ کے شریف خاندان کے دفاع کے لیے تم پر حملہ کر رہی ہوں''۔

Presented by Ziaraat.Com

چنانچہ اس خاتون نے لشکرِ کفار کے دو افراد کو جہنم پہنچا دیا۔

اتنے میں امام حسین علیہ السلام نے آواز دے کر فرمایا: بی بی! واپس لوٹ جاؤ، عورتوں پر جہاد فرض نہیں ہے۔

امامؑ کا فرمان سن کر وہ خاتون خیام میں واپس چلی گئی۔

مقتل، بحار اور عوالم کی روایت کے مطابق امام حسین علیہ السلام نے اس خاتون کو دعائے خیر دی۔

امام حسینؑ کے غلام اسلم بن عمرو کی شہادت

ابصار العین، ص ۵۳ میں "امیری حسین ونعم الامیر" کے رجز کی نسبت امام حسینؑ کے غلام اسلم بن عمرو کی طرف دی گئی ہے اور لکھا ہے کہ اسلم امام علیہ السلام کے ایک غلام تھے اور ان کے والد ترک تھے۔

کچھ اہلِ سیر و مقاتل کا بیان ہے: جب اسلم امام علیہ السلام سے اجازت لے کر میدان میں گئے تو انھوں نے امیری حسین ونعم الامیر کا رجز پڑھا اور دل کھول کر جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ جب وہ زمین پر گرے تو امام حسینؑ ان کے سرہانے پہنچے۔ اس وقت ان میں ابھی تک رمقِ جان موجود تھی۔ امام علیہ السلام نے اسے گلے لگایا اور اپنا چہرہ اس کے چہرے پر رکھا۔ اسلم مسکرانے لگے اور کہا:

من مثلي وابن رسول الله واضع خده علی خدی

میری مثال کون ہو سکتا ہے۔ فرزندِ رسولؐ اپنا رخسار میرے رخسار پر رکھے ہوئے ہیں"۔

اس کے بعد ان کی روح پرواز کر گئی۔

اعیان الشیعہ، جلد اوّل/۶۰۷ میں مرقوم ہے: غلام ترکی الشمس اسلم ہیں جو امام حسین علیہ السلام کے غلام تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت اسلم بن کثیر ازدی اعرج

شہدائے کربلا میں ایک نام اسلم بن کثیر ازدی اعرج کا بھی ہے جس کے متعلق زیارتِ ناحیہ میں یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں:

السلام علی اسلم بن کثیر الازدی الاعرج

"اسلم بن کثیر ازدی اعرج پر سلام ہو"۔ (بحار، جلد ۴۵/۷۲، اقبال، ص ۵۷۷)

شہادت حضرت جنادہ بن حارث

مناقب ابن شہر آشوب، جلد ۴/۱۰۴، قمقام، ص ۴۴۴، عوالم، جلد ۱۷/۲۷۱، بحار، جلد ۴۵/۲۸، مقتل خوارزمی، جلد ۲/۲۱ اور ناسخ، جلد ۲/۳۰۱ کے بیانات کا یہ خلاصہ ہے کہ کربلا کے شہداء میں جنادہ بن حارث انصاری بھی شامل ہیں۔ انھوں نے امام علیہ السلام سے جنگ کی اجازت طلب کی اور جب اجازت مل گئی تو میدان میں آئے اور انھوں نے یہ رجز پڑھا:

أنا جناد وانا ابن الحارث لست بخوار ولا بناكث

عن بيعتي حتى يرثني وارث اليوم شلوى في الصعيد ماكث

"یعنی میں جنادہ فرزند حارث ہوں۔ میں مرتے دم تک نہ تو ناتواں ہوں اور نہ ہی پیمان شکن ہوں، آج میرا وجود خاک میں جاگزیں ہو جائے گا"۔

حضرت عمرو بن جنادہ کی شہادت

مقتل خوارزمی، جلد ۲/۲۱، بحار، جلد ۴۵/۲۸، عوالم، جلد ۱۷/۲۷۱، قمقام، ص ۴۴۴، ناسخ، جلد ۲/۳۰۲، مقتل مقرم، ص ۳۱۴ اور ابصار العین، ص ۹۴ میں ان کا تذکرہ

Presented by Ziaraat.Com

موجود ہے۔ ناسخ کے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ جنادہ بن حارث کے بعد عمرو بن جنادہ نے اذنِ جہاد طلب کیا اور میدان میں آئے اور انھوں نے یہ اشعار پڑھے:

اضق الخناق من ابن هند وارمه   من عامه بفوارس الانصار
ومهاجرين مخضبين رماحهم   تحت العجاجة من دم الكفار
خضبت على عهد النبي محمد   فاليوم تخضب من دم الفجار
واليوم تخضب من دماء اراذل   رفضوا القرآن لنصرة الاشرار
طلبوا ثارهم ببدر اذاتوا   بالمرهفات وبالقنا الخطار
والله ربي لا ازال مضارباً   في الفاسقين بمرهف تبار
هذا على الازدي حق واجب   في كل يوم تعانق وكرار

''میں مہاجرین و انصار کے لشکر سے ابن ہند پر زمین تنگ کردوں گا اس سے قبل مہاجرین وانصار نے عہد نبیؐ میں جنگیں کی تھیں۔ آج ان کی تلواریں بدکاروں کے خون سے رنگیں ہوں گی۔ ایسے رذیل اور پست افراد کے خون سے تلواریں رنگین ہوں گی جنھوں نے بدکاروں کی مدد کے لیے قرآن کو چھوڑ دیا ہے۔ یہ لوگ آج کربلا میں جنگ بدر کی شکست کا بدلہ لینے کے لیے دراصل جمع ہوئے ہیں۔ میں ہمیشہ فاسقین کو تیز تلوار سے مارتا رہوں گا۔ ہر اَزدی کا فریضہ ہے کہ وہ اس گروہ سے روزانہ ہی جنگ کرے''۔

اس رجز کے کچھ اشعار یحییٰ بن کثیر انصاری کے حالات میں بھی بیان کیے جاچکے ہیں۔ ممکن ہے کہ اس کا تعلق بابِ توارُد سے ہو (یعنی دو شاعر اتفاقیہ طور پر کسی اطلاع کے بغیر ایک سے اشعار لکھیں یا اتفاق سے ایک شاعر کا ایک یا ایک سے زیادہ

Presented by Ziaraat.Com

مصرعہ دوسرے شاعر کی نظم میں پایا جائیں)۔ بہر نوع عمرو بن جنادہ نے حملہ کیا اور جنگ کرتے ہوئے شہادت کے منصب پر فائز ہوئے۔

حضرت شوذب بن عبداللہ ہمدانی الشاکری کی شہادت [1]

ابصار العین، ص ۷۶ میں مرقوم ہے کہ حضرت شوذب شیعوں کے قابلِ احترام شخص تھے اور وہ گنے چنے شاہ سواروں میں سے تھے اور امیر المومنین علیہ السلام کی روایات کے حافظ الحدیث تھے۔

حدائق وردیہ کے مؤلف لکھتے ہیں: شوذب کے ہاں باقاعدہ نشست ہوا کرتی تھی، جہاں شیعہ آ کر ان سے احادیث کا درس لیتے تھے۔

ابو مخنف لکھتے ہیں: حضرت مسلمؑ نے کوفہ پہنچ کر امام حسین علیہ السلام کو خط لکھا اور ان کے خط کو عابس اور شوذب لے کر مکہ روانہ ہوئے تھے اور انھوں نے حضرت امام حسینؑ کو جناب مسلمؑ کا خط پہنچایا تھا۔ پھر امام حسینؑ کے ساتھ مکہ سے دونوں بزرگوار کربلا آئے تھے۔ پھر جب جنگ شروع ہوئی اور حضرت امام حسینؑ کے کچھ اصحابؓ شہید ہو گئے تو اس وقت حضرت عابس نے شوذب سے کہا: جنگ کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟

شوذب نے کہا: میں جنگ کروں گا اور جامِ شہادت نوش کروں گا۔ پھر وہ میدان میں گئے اور جنگ کی، یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے۔

جلاء العیون، ص ۵۶۶ میں مرقوم ہے: عابس نے اپنے غلام شوذب سے کہا: شوذب! جنگ کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟

شوذب نے جواب دیا: میں جنگ کروں گا اور شہادت کا افتخار حاصل کروں گا۔

---

① حضرت شوذب ہمدان و شاکر کے ہم پیمان و حلیف تھے۔ (حاشیہ مقتل مقرم، ص ۳۱۶)

Presented by Ziaraat.Com

عابس نے کہا: مجھے تمہارے متعلق یہ گمان نہیں تھا۔①

حضرت عابس نے شوذب سے فرمایا: ابدی سعادت کے حصول کے لیے امام حسینؑ کے پاس جاؤ اور اپنے لیے سفرِ آخرت کا سامان حاصل کرو۔ آج کے دن ہمیں اجرِ آخرت کے لیے جدوجہد کرنا چاہیے۔ آج کے بعد ہمیں سعادت کے لیے ایسا موقع کبھی نہیں ملے گا۔

مقتل مقرم، ص ۳۱۲ میں مرقوم ہے: حضرت عابس کی گفتگو کے بعد شوذب حضرت امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؑ سے اذنِ جہاد لیا۔ میدان میں جنگ کی یہاں تک عروسِ شہادت سے ہمکنار ہوئے۔

ارشاد مفید، ص ۲۳۸ میں مرقوم ہے: شوذب مولیٰ شاکر امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؑ پر سلام کیا اور آپؑ سے وداع ہوئے، جنگ کی اور شہید ہوئے۔

زیارتِ ناحیہ میں ان پر ان الفاظ سے سلام وارد ہے:

السلام علی شوذب مولیٰ شاکر

"علی شوذب مولیٰ شاکر پر سلام ہو"۔ (بحارالانوار، جلد ۴۵/۷۳)

حضرت عابس بن ابی شبیب ہمدانی شاکری کی شہادت

ناسخ، جلد ۲/۳۰۳، ارشاد مفید، ص ۲۳۸، مقتل خوارزمی، جلد ۲/۲۲، مقتل مقرم، ص ۳۱۱ میں اُن کا نام "عابس بن شبیب" لکھا ہوا ہے جب کہ مثیر الاحزان، ابن نما، ص ۶۶ اور ابصار العین سماوی، ص ۷۴ میں ان کا نام عابس بن ابی شبیب شاکری لکھا ہوا ہے اور یہی زیادہ معتبر ہے۔

چنانچہ ابن نما مثیر الاحزان، ص ۶۶ میں فرماتے ہیں: عابس بن ابی شبیب شاکری

① ناسخ اور خوارزمی میں مرقوم ہے کہ عابس نے کہا: مجھے تجھ سے اسی جواب کی توقع تھی۔

Presented by Ziaraat.Com

بنی شاکر کے غلام یا ان کے ہم پیمان تھے۔ روزِ عاشور امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

امام علیہ السلام نے ان سے فرمایا: ابوشوذب! کیا چاہتے ہو؟

عابس نے عرض کیا: میں آپؑ کی نصرت میں جنگ کرنا چاہتا ہوں۔ اگر میرے پاس آج میری اپنی جان سے بھی زیادہ کوئی قیمتی چیز موجود ہوتی تو میں آپؑ سے اس کے لیے بھی دریغ نہ کرتا اور آپؑ کو قتل ہونے سے بچالیتا۔

امام علیہ السلام نے انھیں اجازت دی۔ وہ میدانِ جنگ میں آئے۔ عابس اپنے دور میں شجاعت اور حرب وضرب میں ضرب المثل مانے جاتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ یزیدی لشکر میں سے کسی کو ان کے مقابلے پر آنے کا یارا نہ ہوا۔ ہر شخص کو یقین تھا کہ جو بھی ان کے مقابلہ پر جائے گا وہ زندہ واپس نہیں آئے گا۔

جب ربیع بن ابی تمیم حارثی نے اپنی فوج کی بزدلی کو دیکھا تو چیخ کر کہا: یہ ابی شبیب شاکری کا فرزند ہے۔ تم چاروں طرف سے ان پر پتھر مارو۔ چنانچہ فوجِ یزید نے ان پر اتنی سنگ باری کی کہ وہ شہید ہو گئے۔

ابومخنف لکھتے ہیں: شوذب سے گفتگو کرنے کے بعد عابس امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

فرزندِ رسولؐ! آپؑ مجھے دنیا و مافیہا بلکہ مجھے میری اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ کاش میں آپؑ کو قتل ہونے سے بچا سکتا۔ اب آپؑ پر میرا آخری سلام ہو اور آپؑ سے الوداع چاہتا ہوں اور آپؑ کو اس بات کا گواہ بناتا ہوں کہ میں آپؑ کے اور آپؑ کے والد کے سیدھے راستے پر ثابت قدم ہوں۔

یہ کہا اور تلوار اُٹھا کر یزیدی لشکر کے سامنے آئے۔ ربیع بن تمیم کا بیان ہے: میں پہلے کئی جنگوں میں ان کی شجاعت کے جوہر دیکھ چکا تھا۔ پھر جب میں نے انھیں

Presented by Ziaraat.Com

غضب ناک حالت میں اپنے لشکر کی طرف آتے ہوئے دیکھا تو میں نے اپنے لشکر والوں سے کہا: لوگو! یہ ابی شبیب کا فرزند ہے اور یہ شیر دلاور ہے، کوئی بھی ان کے مقابلہ پر جانے کی حماقت نہ کرے۔

عابس نے میدان میں آکر مبارز طلبی کی لیکن کوئی بھی ان کے مقابلہ پر نہ آیا۔

اس وقت عمر سعد نے آواز دی: اس پر چاروں طرف سے پتھروں کی بارش کرو۔ چنانچہ ہر طرف سے ان پر پتھروں کی بارش برسنے لگی۔ جب عابس پر سنگ باری شروع ہوئی تو انہوں نے اپنی زرہ اتار دی اور خود سر سے ہٹا دی اور ابن سعد کے لشکر پر حملہ کر دیا۔

راوی کا بیان ہے: میں نے دیکھا کہ لشکر کوفہ کے دو سو افراد ان کے سامنے بھاگ رہے تھے۔ ایک سمت سے حضرت عابس دشمنوں کو بھگا رہے تھے تو دوسری طرف سے دشمنوں کی مسلسل سنگ باری جاری تھی۔ آخرکار حضرت عابس سخت زخمی اور ناتواں ہو گئے تو زمین پر گر پڑے۔ دشمنوں نے ان کا سر تن سے جدا کر دیا۔

راوی کا بیان ہے: میں نے دیکھا کہ ان کا سر لوگوں کے ہاتھوں میں تھا اور ہر شخص یہ کہہ رہا تھا کہ میں نے اسے قتل کیا ہے۔ الغرض وہ لوگ عمر سعد کے پاس گئے تو ابن سعد نے ان سے کہا: آپس میں مت جھگڑو۔ تم میں سے کسی ایک شخص نے انہیں قتل نہیں کیا۔ تم سب لوگ ان کے قتل میں برابر کے شریک ہو۔

زیارت ناحیہ میں ان پر ان الفاظ سے سلام وارد ہے:

السلام علی عابس بن ابی شبیب الشاکری

"عابس بن ابی شبیب شاکری پر سلام ہو۔" (بحار، جلد ۴۵/ ۷۳)

حضرت عبداللہ اور عبدالرحمٰن غفاری کی شہادت

تاریخ، جلد ۳/ ۳۰۵، جلاء العیون، ص ۵۶۷، مقتل خوارزمی، جلد ۲/ ۲۲، عوالم،

Presented by Ziaraat.Com

جلد ۱۷/۲۷۳-۲۷۴، بحار، جلد ۴۵/۲۹، تنقیح المقال، ص ۴۱۵ اور ابصار العین، ص ۱۰۴ میں مرقوم ہے: اس کے بعد عبداللہ اور عبدالرحمٰن (فرزندانِ عروہ بن حراق) غفاری امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

ابصار العین میں مرقوم ہے: یہ دو بھائی کوفہ کے مشہور افراد میں شمار کیے جاتے تھے اور ان کے دادا حراق حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کے اصحابؑ میں سے تھے اور انھوں نے آپؑ کے ساتھ جمل، صفین اور نہروان کی جنگوں میں شرکت کی تھی۔

بہرنوع یہ دونوں بھائی امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے آپؑ کو سلام کیا اور عرض کیا: "فرزندِ رسولؐ! ہم آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ہم اپنی جانیں آپؑ پر فدا کریں۔ (آپؑ کے دشمنوں کو ہٹائیں)۔

آپؑ نے فرمایا: میں تمھیں خوش آمدید کہتا ہوں۔ میرے قریب آؤ۔ چنانچہ وہ روتے ہوئے آپؑ کے قریب گئے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: فرزندانِ برادر! تمھارے رونے کا کیا سبب ہے؟ خدا کی قسم! تھوڑی دیر کے بعد خدا تمھاری آنکھوں کو روشنی دے گا۔

انھوں نے عرض کیا: خدا کی قسم! ہم اپنے لیے نہیں روتے، ہم اس لیے رو رہے ہیں کہ آج ہم آپؑ کو دشمنوں میں گھرا ہوا دیکھ رہے ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا تمھیں جزائے خیر عطا فرمائے، تمھیں مجھ سے ہمدردی ہے اس کے لیے خدا تمھیں وہی جزا دے گا جو وہ اپنے نیک بندوں کو دیا کرتا ہے۔

اس وقت دونوں بھائیوں نے آپؑ کو سلام کیا۔ آپؑ نے انھیں جوابِ سلام دیا اور میدان میں چلے گئے اور مردانہ وار جنگ کی۔ یہاں تک کہ جامِ شہادت نوش کیا۔

ابصار العین، ص ۱۰۴ اور تنقیح المقال، ص ۴۱۵ میں مرقوم ہے کہ ان بھائیوں نے میدان میں یہ رجز پڑھا تھا:

Presented by Ziaraat.Com

قد علمت حقا بنو غفار وخندف بعد بنی نزار
لنضر بن معشر الفجار بکل عضب صارم تبار
یاقوم ذودوا عن بنی الاطہار بالمشرفی والقنا الخطار

غفار، خندف اور نزار قبائل جانتے ہیں کہ ہم فاجر گروہ پر تیز تلواروں سے حملہ کرتے ہیں۔ اے لوگو! آگے بڑھو اور طیب و طاہر خاندان کی حفاظت کرو"۔

قمقام میں مرقوم ہے: کچھ شیعہ محدثین نے اس رجز کی نسبت قرہ بن ابی قرہ غفاری کی طرف کی ہے۔

ابصار العین، ص ۱۰۵ میں "سروی" کے حوالے سے مرقوم ہے کہ عبداللہ حملۂ اُولیٰ میں شہید ہوگئے تھے، جب کہ عبدالرحمٰن نے میدان میں مبارز طلبی کی تھی۔ جب کہ دوسرے مؤرخین کا بیان ہے کہ یہ دونوں بھائی میدان میں شہید ہوئے تھے۔

زیارت ناحیہ میں یہ الفاظ وارد ہیں:

السلام علی عبداللّٰہ وعبد الرحمٰن ابن عروۃ بن حراق الغفاریین

"عبداللہ اور عبدالرحمٰن فرزندانِ عروہ بن حراق غفاری پر سلام ہو"۔ (بحار، جلد ۴۵/۷۱، جلد ۱۰۱/۲۷۳، ناسخ، جلد ۳/۲۳)

عبدالرحمٰن بن عروۃ بن حراق غفاریؓ

عبداللہ اور عبدالرحمٰن غفاری کے زیرِ عنوان ان کا ذکر کیا جاچکا ہے۔

حضرت غلام ترکیؓ کی شہادت

ناسخ، جلد ۲/۳۰۵، مناقب، جلد ۴/۱۰۴، بحار، جلد ۴۵/۳۰، مقتل خوارزمی،

Presented by Ziaraat.Com

جلد ۴۵/۳۰۰، اعیان الشیعہ، جلد اول/۶۰۰، عوالم، جلد ۱۷/۲۸۳ اور مقتل ابو مخنف ص ۲۲۴ میں مرقوم ہے: اس کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام کا ایک غلام (1) "میدان میں گیا، جو کہ نسلی لحاظ سے ترک تھا اور وہ قرآن کا قاری تھا اور عربی زبان جانتا تھا"۔

صاحب اعیان کے مطابق اس کا نام اسلم تھا۔

ناسخ میں کتاب بحر اللآلی کے حوالے سے منقول ہے کہ حضرت سید الشہداء "نے اس غلام کو خریدا تھا اور اپنے فرزند حضرت امام زین العابدین کو ہبہ کیا تھا۔

روضۃ الاحباب میں مرقوم ہے: بروز عاشور جب یہ غلام حضرت امام حسینؑ سے اجازت لینے کے لیے آیا تو آپؑ نے فرمایا: تم امام سجادؑ سے رخصت طلب کرو۔

غلام ترکی نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے رخصت طلب کی اور الوداع کر کے میدان میں آیا اور یہ رجز پڑھا:

البحر من طعنی وضربی یصطلی والجو من سهمی ونبلی یمتلی

اذا حسامی فی یمینی ینجلی ینشق قلب الحاسد المبجل

میری شمشیر زنی اور نیزہ زنی سے سمندر میں آگ لگ جاتی ہے اور میرے تیروں سے فضا بھر جاتی ہے اور جب میں ہاتھ میں شمشیر پکڑتا ہوں تو بخیل اور حاسد شخص کا دل پھٹ جاتا ہے۔

ناسخ میں مرقوم ہے کہ غلام ترکی نے شدید حملہ کیا اور اس نے ستر افراد کو واصل جہنم کیا۔ جب سید سجادؑ کو معلوم ہوا کہ ان کا غلام میدان میں جنگ لڑ رہا ہے تو آپؑ نے چاہا کہ اپنے غلام کی جنگ کو دیکھیں، اسی لیے فرمایا: خیمہ کا پردہ اوپر اٹھا دیا جائے۔

---

(1) مناقب میں مرقوم ہے: ثم برز غلام ترکی لِلحر (پھر حر کا ترکی غلام میدان میں گیا) معلوم ہوتا ہے کہ صاحب مناقب کو اشتباہ ہوا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

غلام ان سے لڑتا رہا اور امام جنگ دیکھتے رہے۔ پھر وہ ایک شدید حملے کے بعد امام زین العابدینؑ کی خدمت میں وداع کے لیے حاضر ہوا اور آپؑ کو الوداع کیا اور میدان میں آیا۔ پھر شدید جنگ کی۔ دشمن کے لگے ہوئے زخموں اور پیاس کی وجہ سے وہ نڈھال ہو کر زمین پر گر پڑے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام ایک شہباز کی مانند اس کے سر پر پہنچے اور قریب پہنچ کر گھوڑے سے اترے اور اس کے غم میں رونے لگے اور آپؑ نے از روئے شفقت اس کے رخسار پر اپنا رخسار رکھ دیا۔ ابھی اس کے جسم میں رمق جان باقی تھی۔ اس نے آنکھیں کھولیں اور امام علیہ السلام کو اپنے سرہانے بیٹھے ہوئے دیکھا تو خوشی سے مسکرانے لگا اور اسی وقت جام شہادت نوش کیا۔

روضۃ الشہداء میں ابو المفاخر کی ایک فارسی نظم حسب حال کے تحت مرقوم ہے:

ای حسین، ای گوہر صدفی | نقش مکرمت سبحانی
منم آن ترک کہ سلطان باشم | گر تو ام بندہ کنی حضرت خاقانی
تیغ در دست کنی از مہر تو | بہر خصم کند ثعبانی
چہ شود گر تو بوی خوش خویش | سرخ روی ابدم گردانی
روی بر روی من مسکین نہ | چون کنم ترک سرای فانی

"اے عظمت سبحانی کے نقش اور گوہر صدفی! اے میرے آقا حسینؑ!! اگر آپؑ مجھے اپنا غلام کہہ دیں تو جہان کا سلطان بن جاؤں گا۔ آپؑ کے مہر کی وجہ سے میرے ہاتھ کی تلوار دشمن کے لیے اژدہا ثابت ہوگی۔ اگر آپؑ مجھے ابدی سرخروئی سے ہمکنار کر دیں تو اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں ہے۔ جب فانی دنیا سے جانے لگوں تو اپنا رخسار میرے رخسار پر رکھ دیجیے"۔

Presented by Ziaraat.Com

یزید بن زیاد بن مہاصر ابوالشعثاء الکندی البہدلی کی شہادت

تاریخ، جلد ۲/ ۳۰۶، مقتل خوارزمی، جلد ۲/ ۲۵، ابصار العین، ص ۱۰۲، تمقام، ص ۴۱۷، بحار، جلد ۴۵/ ۳۰، عوالم، جلد ۱۷/ ۲۷۴، مناقب، جلد ۴/ ۱۰۳، اور مثیر الاحزان ابن نما، ص ۶۱ میں مرقوم ہے:

یزید بن ابی زیاد کندی ابتدا میں لشکرِ حُر میں شامل تھے۔ بعدازاں انھوں نے توبہ کی اور حضرت امام حسینؑ کے لشکر میں شمولیت اختیار کی۔ حضرت امام حسین علیہ السلام سے اذنِ جہاد طلب کیا اور اپنے ترکش کے سو تیر امامؑ کے سامنے رکھے۔

امام علیہ السلام نے اس کے حق میں دعا کی اور فرمایا:

اللهم سدد رميته واجعل ثوابه الجنة

''خدایا! اس کا نشانہ صحیح رکھنا اور اسے ثواب میں جنت عطا کرنا''۔

الغرض، وہ آپؑ سے اجازت حاصل کرکے میدان میں آئے، یہ رجز پڑھا:

انا يزيد وابی مهاجر (مهاصر) اشجع من ليث الثرى مبادر
والطعن عندی للطغاة حاضر يارب انی للحسين ناصر
ولابن هند تارك وهاجر وفی يمينی صارم وباتر

ابصار العین، بحار اور مثیر الاحزان میں یہ رجز ان الفاظ سے وارد ہے:

انا يزيد وابی مهاصر كأننی ليث بغيل خادر
يارب انی للحسين ناصر ولابن سعد تارك وهاجر

مناقب، جلد ۴/ ۱۰۳ میں یہ رجز ان الفاظ سے منقول ہے:

انا يزيد وأبی مهاصر ليث هصور فی العرين خادر
يارب انی للحسين ناصر ولابن سعد تارك وهاجر

''میں یزید فرزند مہاصر (مہاجر) ہوں۔ میں کمین گاہ میں چھپے

Presented by Ziaraat.Com

ہوئے شیر کی طرح سے ہوں۔ سرکشی کرنے والوں کے لیے
میری نیزہ زنی موجود ہے۔
اے خدا! میں حسینؑ کا مددگار ہوں اور پسر ہند اور ابن سعد سے
دُوری رکھنے والا ہوں۔ میرے دائیں ہاتھ میں تیز تلوار ہے"۔

ابصار العین میں مرقوم ہے: یزید بن مہاصر ایک شریف، بے باک اور دلیر انسان تھے۔ جب یزیدی فوج نے ان کے گھوڑے کو پے کر دیا تو انھوں نے دو زانو ہو کر سخت تیر اندازی کی اور ہر تیر نشانے پر لگا اور وہ تیر اندازی کرتے تو یہ شعر پڑھتے تھے:

انا ابن بهدله فرسان العرجله

"میرا تعلق کندہ کی ذیلی شاخ بہدلہ سے ہے جو کہ شاہ سواروں
کی جماعت ہے"۔

الغرض، انھوں نے شدید جنگ کی اور لڑتے لڑتے شہادت کا جام نوش کیا۔

مؤلف کہتا ہے کہ صاحب ناسخ فرماتے ہیں: یزید بن زیاد بن شعثاء اور یزید بن مہاجر جن کی کنیت ابوالشعثاء تھی، یہ دو علیحدہ علیحدہ شخصیات ہیں۔

اس کے برعکس ابصار العین کے مؤلف کی تحقیق یہ ہے کہ وہ ایک ہی فرد ہیں۔ لفظ یزید بن مہاجر غلط ہے اصل میں وہ یزید بن زیاد بن مہاصر ہیں۔ "مہاصر" ان کی دادی تھیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کی دعا اور رجز سے بھی [illegible] کہ یہ دو شخصیات نہیں تھیں۔ وہ دراصل ایک ہی شخصیت تھی۔

زیارت ناحیہ میں ان پر سلام منقول ہے:

السلام علی یزید بن زیاد بن مُهاصر الکندی

"یزید بن زیاد بن مہاصر کندی پر سلام ہو"۔ (بحار، جلد ۴۵/۷۲)

Presented by Ziaraat.Com

شہادت یزید بن مہاصر

یہ ابو الشعثاء یزید بن زیاد بن مہاصر ہے اس کا تذکرہ ہم نے اسی سطور بالا میں کیا ہے۔

زیاد بن مہاصر کی شہادت

ابصار العین، ص ۱۳۲ میں مرقوم ہے کہ زیاد بن مہاصر کندی نے فوج یزید پر حملہ کیا اور یہ رجز پڑھا:

انا زیاد و ابی مهاصر   اشجع من لیث العرین الخادر

یا رب انی للحسین ناصر   ولابن سعد تارک مهاجر

"میں زیاد بن مہاصر ہوں اور شیر نیستاں سے زیادہ بہادر ہوں۔
خدایا میں حسین کا مددگار ہوں اور ابن سعد کو چھوڑنے والا اور
اس سے دور ہونے والا ہوں"۔

انھوں نے حملہ کیا اور نو افراد کو قتل کر دیا پھر جام شہادت نوش کیا۔
مؤلف کہتا ہے: ممکن ہے کہ یہ وہی شخص یزید بن زیاد ہوں۔

حضرت ابو عمرو نہشلی کی شہادت

تاریخ طبری جلد ۴/ ۳۴۵، مثیر الاحزان ابن نما، ص ۵۷، عوالم جلد ۱۷/ ۲۷۳، بحار، جلد ۴۵/ ۲۴، مقتل مقرم، ص ۲۹۵، ابصار العین، ص ۱۱۵ میں مرقوم ہے: اس کے بعد ابو عمرو نہشلی میدان میں گئے۔ بعض مورخین لکھتے ہیں کہ ان کا تعلق قبیلہ خثعم سے تھا۔ انھوں نے جنگ کی۔ وہ شب زندہ دار، نمازی، متقی اور صالح ترین شخص تھے۔

ابن نما اپنی کتاب مثیر الاحزان، ص ۵۷ میں رقم طراز ہیں: بنی کاہل کے آزاد کردہ غلام مہران کا بیان ہے جس روز عاشورا کربلا میں موجود تھا کہ میں نے ایک شخص

Presented by Ziaraat.Com

گرجتا تھا جو شیر کی طرح سے حملہ کرسکتا تھا اور ان کے سامنے یزیدی فوج یوں بھاگ رہی تھی جیسا کہ شیر کو دیکھ کر بھیڑ بکریاں بھاگتی ہیں۔

میں نے پوچھا یہ کون ہے؟

بتلایا گیا یہ ابو عمرو نہشلی ہے۔ انھوں نے بہت سے افراد کو قتل کیا پھر امام علیہ السلام کی خدمت میں پہنچے اور کہا:

ابشر هديت الرشد تلقى احمداً … في جنة الفردوس تعلو صعدا!

"تجھے مبارک ہو، تجھے صحیح راستے کی رہنمائی ملی ہے۔ تو احمد سے
ملاقات کرنے والا ہے اور جنت الفردوس کے بلند ترین مقامات
پر فائز ہونے والا ہے"۔

انھوں نے دوبارہ فوج یزید پر حملہ کیا۔ اس بار قبیلہ ثعلبہ کی ذیلی شاخ تیم اللات سے تعلق رکھنے والے ایک شخص عامر بن نہشل نے ان پر حملہ کیا اور انھیں قتل کیا اور ان کا سر تن سے جدا کر دیا۔

حضرت سیف بن ابی الحارث جابری اور مالک بن عبداللہ بن سریع جابری کی شہادت

تاریخ، جلد [illegible]، تفسیر الاحزان، ص [illegible]، بحار، جلد [illegible]، عوالم، جلد [illegible]، [illegible]، ص [illegible]، مقتل، ص [illegible] اور ابصار العین، ص [illegible] میں مرقوم ہے: سیف بن حارث بن سریع بن جابر ہمدانی جابری اور مالک بن عبداللہ بن سریع بن جابر ہمدانی جو کہ ایک دوسرے کے مادری بھائی تھے اور باپ کے لحاظ سے ایک دوسرے کے چچازاد تھے۔ امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کے ساتھ ایک اور شخص بھی تھا جس کا نام شبیب تھا، جو کہ ان کا غلام تھا یا حلیف تھا۔ ان تینوں افراد نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے لشکر میں شمولیت کی۔ پھر جب وہ

Presented by Ziaraat.Com

عاشورا انھوں نے حضرت امام حسینؑ کی یہ حالت دیکھی تو روتے ہوئے آپؑ کی خدمت میں پہنچے۔

امام عالی مقامؑ نے فرمایا: بھتیجو! کیا ہوا تمہارے رونے کا کیا سبب ہے؟ خدا کی قسم! مجھے امید ہے کہ ایک ساعت بعد تمہاری آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب ہوگی۔

انھوں نے عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! ہم اپنے لیے گریہ نہیں کرتے، ہم تو آپؑ کی غربت اور مظلومیت پر گریہ کر رہے ہیں کہ دشمن نے چاروں طرف سے آپ کو محصور کر لیا ہے اور ہم اس محاصرہ کو ختم نہیں کر سکتے۔ ہم تو صرف اپنی جانیں ہی قربان کر سکتے ہیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے انھیں دعائے خیر دی۔ امامؑ سے دعا حاصل کرنے کے بعد دونوں میدان کی طرف بڑھے، حضرتؑ کو سلام کیا اور آپؑ نے انھیں سلام کا جواب دیا۔ دونوں مجاہد دل کھول کر لڑے اور لڑتے لڑتے جامِ شہادت نوش کیا۔

زیارت ناحیہ میں ہے:

السلام علی مالك بن عبدالله بن سریع

"مالک بن عبداللہ بن سریع پر سلام ہو"۔ (بحار، ج ۴۵/۷۳، ناسخ، جلد۳/۲۴۴)

حضرت یوسف بن ابی الحرث اور مالک بن عبداللہ کی شہادت

جلاء العیون، ص ۵۶۷ میں علامہ مجلسی نے اس کا ذکر کیا ہے جو کہ بظاہر درست نہیں ہے۔ صحیح نام سیف بن ابی الحارث ہے جس کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔

حضرت زیاد مصاہر کی شہادت

ناسخ، جلد۲/۳۰۹ میں مرقوم ہے: عبداللہ بن محمد رضا حسینی نے اپنی کتاب جلاء العیون میں لکھا ہے: مالک بن انس کے بعد زیاد مصاہر کندی نے ابن سعد کے لشکر پر

Presented by Ziaraat.Com

حملہ کیا اور فوج یزید کے نو سپاہیوں کو دوزخ واصل کیا۔ پھر جامِ شہادت نوش کیا۔

حضرت ابراہیم بن امام حسینؑ کی شہادت

مناقب ابن شہر آشوب، جلد ۴/۱۱۳ میں مرقوم ہے: امام حسین علیہ السلام کے جن چھے بیٹوں کی شہادت کے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے ان میں ایک ابراہیم بھی ہیں۔

اعیان الشیعہ، جلد اوّل/۶۱۰ میں بھی مناقب کے حوالے سے ابراہیم کا نام مرقوم ہے۔

فرسان الہیجا، جلد اوّل/۱۰ پر مؤلف کتاب لکھتے ہیں کہ حقیر کو اس سے زیادہ معلومات اور کہیں سے بھی دستیاب نہیں ہوسکیں۔

شہادت حضرت ابراہیم بن الحسین اسدی

مناقب ابن شہر آشوب، جلد ۴/۱۰۵، فرسان الہیجا، ص ۱۰، یارانِ پائیدار، ص ۲۶ اور ناسخ، جلد ۲/۳۰۹ میں مرقوم ہے: ذیل میں ہم ناسخ سے اقتباس نقل کر رہے ہیں۔ مؤلف لکھتے ہیں: ابومخنف راوی ہیں: ابراہیم نے میدانِ کارزار میں یہ رجز پڑھا:

أقدم حسین الیوم تلقی أحمداً ثم اباك الطاهر المؤیدا
والحسن المسموم ذاك الاسعدا وذا الجناحین حلیف الشهداء
وحمزة اللیث الكمی السیدا فی جنة الفردوس فازوا سعدا

"حسینؑ! قدم بڑھاؤ، آج آپؑ رسولِ اکرمؐ اور اپنے والدِ محترمؑ اور امام حسنؑ مجتبیٰ اور جعفرؑ طیار اور حمزہؑ دلیر سے جنت الفردوس میں ملاقات کرنے والے ہیں"۔

یہ کہہ کر ابراہیم نے حملہ کیا اور ابن زیاد کے لشکر میں سے پچاس ملاعین کو قتل کیا۔ ایک اور روایت کے مطابق چوراسی سردارانِ لشکر کو جہنم واصل کیا۔

Presented by Ziaraat.Com

انھوں نے میدان میں یہ رجز پڑھا:

اضرب منکم مفصلا وساقا　　　لیہرق الیوم دمی اہراقا

وترزق الموت ابا اسحاقا　　　اعنی بنی الفاجرۃ الفساقا

"میں اپنی تلوار سے تمہارے بند بند پر حملہ کروں گا، یہاں تک کہ میں شہید ہو جاؤں اور زنا زادے بدکار کے لیے میری طرف سے موت کا پیغام ہے"۔

بعد ازاں وہ عروسِ شہادت سے ہمکنار ہوئے۔

حضرت علی بن مظاہر کی شہادت

ناسخ، جلد ۲/۱۴/۳۲۶ میں ابومخنف کے حوالے سے مرقوم ہے۔ علاوہ ازیں شرح شافیہ میں بھی مذکور ہے کہ علی بن مظاہر میدان میں آئے اور انھوں نے یہ رجز پڑھا:

أقسمت لو کان لکم أعدادا　　　أو شطرکم ولیتم أکتادا

یا شر قوم حسباً ونادا　　　لا حفظ اللّٰہ لکم اولادا

"میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر ہماری تعداد تمہارے برابر یا تم سے نصف بھی ہوتی تو تم میدان سے بھاگ جاتے۔ تم لوگ اپنے حسب اور نوشہ کے لحاظ سے انتہائی بدترین لوگ ہو۔ خدا تمہاری اولاد کی حفاظت نہ کرے"۔

یہ کہہ کر لشکرِ یزید پر حملہ کیا اور ستر افراد کو دوزخ واصل کیا۔ بعد ازاں انھوں نے جامِ شہادت نوش کیا۔

حضرت معلی بن علی کی شہادت

ناسخ جلد ۲/۱۴/۳۲۶ میں شرح شافیہ اور ابومخنف کے حوالے سے مرقوم ہے: معلی

Presented by Ziaraat.Com

بن علی جو کہ دلیری اور بہادری میں مشہور تھے وہ میدان میں آئے اور انھوں نے یہ اشعار پڑھے:

أنا المعلّیٰ حافظاً لا أبطلی	دینی علی دین محمد و علی
أذب حتی ینقضی اجلی	ضرب غلام لا یخاف الوجلی
أرجو ثواب الخالق الازلی	لیختم اللہ بخیر عملی

"میرا نام معلّیٰ ہے اور میں محمد مصطفیٰؐ اور علی مرتضیٰؑ کے دین پر ہوں۔ میں ثواب پروردگار اور حسنِ عاقبت کی اُمید میں کسی خوف کے بغیر آلِ محمدؐ کا دفاع کرتا ہوں"۔

یہ کہا اور دلیرانہ حملہ کیا۔ انھوں نے دشمن کے لشکر میں سے چودہ افراد کو قتل کیا۔ دشمن نے انھیں گھیر کر قید کر لیا اور ابن سعد کے پاس لے گئے۔ اس لعین نے کہا: تو نے اپنے ساتھی حسینؑ کی بڑی مدد کی ہے۔ پھر اس نے کہا کہ اس کا سر تن سے جدا کر دیا جائے۔

حضرت طرماح بن عدی کی شہادت

ابصار العین، ص ۶۷ پر مرقوم ہے: واضح رہے کہ یہ طرماح بن عدی بن حاتم نہیں ہیں۔ حضرت طرماح بن عدی بن حاتم کے بیٹے حضرت علیؑ کی غزوات میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہو چکے تھے۔

اور یہ طرماح بن عدی شہید کربلا اس کے علاوہ دوسرا طرماح بن عدی ہے۔ وہ غضب ناک شیر کی مانند آئے اور لشکرِ کفار کے سامنے یہ رجز پڑھا:

انی طرماح شدید الضرب	وقد وثقت باللہ الرب
اذا نضبت فی الهیاج عضبی	یخشی قرینی فی القتال غلبی
فدونکم فقد قسبت قلبی	علی الطغاۃ لو بنان صلبی

Presented by Ziaraat.Com

"میں سخت ضرب چلانے والا طرماح ہوں۔ میں خدا پر بھروسہ رکھتا ہوں۔ جب میں میدان میں تلوار بے نیام کرتا ہوں تو حریف کو میری کامیابی کا ڈر ہوتا ہے۔ تیار رہو، میں تم سرکشوں پر کوئی رحم نہیں کروں گا"۔

یہ کہا اور بھوکے شیر کی طرح سے لشکرِ اعدا پر حملہ آور ہوئے اور پدر کشتہ شخص کی طرح سے کوفیوں پر سخت حملہ کیا اور دائیں بائیں اور سامنے سے جو بھی آیا اسے خاک و خون میں نہلا دیا۔ انھوں نے ستر افراد کو ہلاک کیا۔ پھر اس اثنا میں ان کا گھوڑا بے قابو ہوگیا، جس کی وجہ سے وہ پشت کے بل زمین پر گرے۔ اہلِ کوفہ نے انھیں ہر طرف سے گھیر لیا اور انھیں شہید کر دیا"۔

حضرت محمدؓ بن مطاع کی شہادت

ناسخ، جلد۲/۳۶۲ اور شرح شافیہ میں مرقوم ہے: محمد بن مطاع نے اپنے آپ کو جہاد کے لیے آمادہ کیا اور امام حسین علیہ السلام سے اذنِ جہاد لیا اور میدان میں قدم رکھا۔ انھوں نے لشکر ابن زیاد کے تیس افراد کو تلوار اور تیروں سے ہلاک کیا۔ بعدازاں لشکرِ کوفہ کے ہاتھوں شہادت کا جام نوش کیا۔

حضرت جابر بن عُروہ کی شہادت

ناسخ، جلد۲/۳۶۲ میں شرح شافیہ اور ابومخنف کے حوالے سے منقول ہے:

جابر بن عُروہ رسولؐ خدا کے صحابی تھے۔ آپ کافی عمر رسیدہ اور پارسا انسان تھے۔ انھوں نے جنگ بدر اور دیگر غزواتِ نبویؐ میں شرکت کی تھی۔ بڑھاپے کی وجہ سے اُن کے ابروان کی آنکھوں پر لٹکے ہوئے تھے۔ اسی لیے انھوں نے اپنی پیشانی پر کس کے پٹی باندھی تاکہ ابرو آنکھوں پر نہ گرنے پائیں۔

Presented by Ziaraat.Com

راوی کا بیان ہے کہ جب حضرت امام حسینؑ سے اس بوڑھے مجاہد نے اذنِ جہاد طلب کیا تو آپؑ نے اس سے فرمایا:

شکر اللّٰہ سعیك یاشیخ

"اے بزرگ! خدا تمہاری مساعی کو قبول فرمائے"۔

الغرض جابر میدان میں آئے اور انھوں نے یہ اشعار پڑھے:

قد علمت حقا بنو غفار وخندف ثم بنونزار

بنصرنا لاحمد المختار یاقوم حاموا عن بنی الاطہار

الطیبین السادۃ الاخیار صلی علیہم خالق الابرار

"بنی غفار، خندف اور بنی نزار کو اچھی طرح سے معلوم ہے کہ ہم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مددگار ہیں۔ لوگو! اُٹھو طیب و طاہر خاندان کا دفاع کرو۔ خداوند عالم کی طرف سے ان پر درود ہو"۔

یہ کہہ کر جنگ کی اور اسی جنگجو افراد کو خاک و خون میں نہلا دیا۔ بعدازاں جامِ شہادت نوش کیا۔

حضرت مالک بن داؤد (دودان) کی شہادت

ناسخ، جلد ۲/۳۱۲ اور مناقب، جلد ۴/۱۰۴ میں مرقوم ہے: پھر مالک بن داؤد (دودان بحوالہ مناقب) نے امام علیہ السلام کو سلام کیا اور میدان میں آئے اور یہ اشعار پڑھے:

الیکم من مالك الضرغام ضرب فتی یحمی عن الکرام

یرجو ثواب اللہ ذو الانعام سبحانہ من ملك علام

"تم لوگ اس جوان کی ضربت کے لیے تیار ہو جاؤ جس کا نام

Presented by Ziaraat.Com

مالک ہے اور جو کسی شیر کی مانند دفاع کرتا ہے اور وہ مہربان ہے

مالک وہ عالم اور متقی ہے جو خدا کے ثواب کی امید رکھتا ہے"۔

یہ کہا اور شیر کی طرح سے دشمنوں پر ٹوٹ پڑے۔ ساٹھ کوفیوں کو قتل کیا۔ بعد ازاں جام شہادت نوش کیا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن کدری اور اس کے بھائی کی شہادت

تاریخ جلد ۲/۳۱۳ میں مرقوم ہے کہ عبدالرحمٰن بن کدری اور ان کے بھائی نے امام علیہ السلام کے سامنے شجاعت کے جوہر دکھائے۔ شدید حملے کیے اور بہت سے دشمنانِ دین کو قتل کیا۔ پھر عروسِ شہادت کو گلے لگا لیا۔

مؤلف کتاب ہذا عرض پرداز ہے: حملہ اولیٰ کے شہداء کے تذکرہ میں عبدالرحمٰن کا بھی ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔

زیارت ناحیہ میں امام علیہ السلام نے فرمایا:

السلام علی عبدالرحمن بن عبدالله بن الکدر

الارحبی (بحار الانوار، جلد ۴۵/ص ۷۳)

"عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کدر ارحبی پر سلام ہو"۔

حضرت مالک بن اوس کی شہادت

تاریخ، جلد ۲/۳۱۳ کے علاوہ اعثم[۹۰] کوفی نے جو کہ بزرگ اور موثق ترین راوی اخبار تھے۔ انھوں نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے: مالک بن اوس تلوار لے کر میدانِ کارزار میں آئے اور کچھ افراد کو قتل کیا۔ پھر راہِ سید الشہداء میں جام شہادت نوش کیا۔

---

(۹۰) واضح رہے کہ مؤلف "اعصم" لکھتے ہیں جب کہ مترجم کے نزدیک لفظ "اعثم" صحیح ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت انیس بن معقل کی شہادت

اعثم کوفی کی روایت کے مطابق انیس بن معقل نے اپنی جان راہِ خدا میں فروخت کی اور امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں آئے اور آپؑ کو سلام کر کے اذنِ جہاد لیا اور میدان میں آئے اور یہ رجز پڑھا:

أنا انیس وانا ابن معقل وفي یمیني نصل سیف مصقل

أعلو بها الهامات وسط القسطل عن الحسین الماجد المفضل

ابن رسول الله خیر مرسل

''میں انیس بن معقل ہوں۔ میرے ہاتھ میں چمک دار تلوار ہے اور اس کے ذریعہ سے میں فرزندِ رسولؐ حضرت امام حسین علیہ السلام کے دشمنوں کی کھوپڑیوں کو میدانِ جنگ میں اڑاؤں گا''۔

انھوں نے دس سے کچھ زیادہ افراد کو قتل کیا اور لڑتے لڑتے جامِ شہادت نوش کیا۔

٭......٭......٭

Presented by Ziaraat.Com

گمنام شہداء

ایسے شہداء جن کے نام تواریخ میں مذکور نہیں ہیں

سپہر کاشانی، ناسخ، جلد۲/۳۱۴ میں لکھتے ہیں:

روز عاشورا کچھ ایسے اصحاب نے بھی جام شہادت نوش کیا جن کا تذکرہ بہت سے علماء کی تواریخ میں دکھائی نہیں دیتا۔ میں معتبر کتابوں کی مکمل جستجو کے بعد ان کے اسمائے گرامی لکھ رہا ہوں۔

سید ابن طاؤوس نے اپنے اسناد سے امام منتظر عجل اللہ فرجہ سے شہداء کے سلام پر مشتمل زیارت نقل کی ہے جس میں بنی ہاشم اور غیر بنی ہاشم شہداء کا نام لے کر سلام کیا گیا ہے۔ چنانچہ سید ابن طاؤوس نے اپنی کتاب اقبال کے صفحہ ۵۷۳ میں بہت سے ایسے شہداء کے نام نقل کیے ہیں جن کے نام اور واقعات کتب تاریخ میں موجود نہیں ہیں۔ میں ان شاء اللہ اس زیارت کو اپنی کتاب میں لکھوں گا۔[1]

اب ہم یہاں اجمالی طور پر ایسے شہداء کے ناموں کو بیان کرتے ہیں، جن کی شہادت پر امام زمانہ علیہ السلام نے اپنی زبان مبارک سے نص فرمائی ہے لیکن علمائے اخبار نے ان کا کوئی نام تک بیان نہیں کیا۔

اس طرح سے ہم اپنے قارئین پر یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ کربلا کے شہداء کی تعداد صرف بہتر میں محدود نہیں ہے۔

---

① مؤلف کتاب ہذا عرض پرداز ہے کہ ہم اس زیارت کو شہدائے کربلا کی تعداد کے ذکر کے بعد نقل کریں گے۔ وہ زیارت ناسخ، جلد۳/۱۷ اور بحار الانوار، جلد۴۵/۶۵، جلد۱۰۱/۲۶۹ پر مروی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

حسب ذیل شہداء کے ناموں کا مؤرخین نے ذکر کیا ہے:

(۱) سلیمان، امام حسین علیہ السلام کے ایک غلام تھے۔ زیارت ناحیہ میں یہ الفاظ وارد ہیں:

السلام علی سلیمان مولٰی الحسین بن امیرالمومنین لعن اللّٰہ قاتله سلیمان بن عوف الحضرمی

حضرت امام حسینؑ فرزند امیرالمومنینؑ کے غلام سلیمان پر سلام ہو۔ اللہ اس کے قاتل سلیمان بن عوف حضرمی پر لعنت کرے"۔

(بحار، جلد۴۵/۶۹)

(۲) قارب، حضرت امام حسین علیہ السلام کے ایک غلام تھے۔ زیارت ناحیہ میں یہ الفاظ وارد ہیں:

السلام علی قارب مولٰی الحسین بن علی۔

"حضرت امام حسینؑ کے غلام قارب پر سلام ہو"۔ (بحار، جلد ۴۵/۶۹)۔ (مؤلف کہتا ہے کہ ان کا ذکر ہم حملہ اولٰی کے شہداء کے ضمن میں پہلے ہی کر چکے ہیں)۔

(۳) منجح، حضرت امام حسین علیہ السلام کے ایک غلام تھے۔ زیارت ناحیہ میں ان کے لیے یہ الفاظ وارد ہیں:

السلام علی منجح مولٰی الحسین بن علی

حضرت امام حسینؑ کے غلام منجح پر سلام"۔ (بحار، جلد۴۵/۶۹)

(۴) سعد بن بشر بن عمر الحضرمی

(۵) یزید بن حصین ہمدانی المشرقی القاری

زیارت ناحیہ میں ان کے لیے یہ الفاظ وارد ہیں:

Presented by Ziaraat.Com

السلام علی یزید بن حصین الھمدانی المشرفی
القاری المجدل بالمشرفی
''یزید بن حصین ہمدانی مشرقی قاری پر سلام ہو''۔ (بحار، جلد ۴۵/۷۰، ناسخ، جلد۳/۲۲)

⑥ عمر بن کعب انصاری۔ زیارت ناحیہ میں امام حسین علیہ السلام نے یوں سلام کیا:

السلام علی عمر بن الکعب الانصاری
''علی عمر بن الکعب الانصاری پر سلام ہو''۔ (بحار، جلد ۴۵/۷۰)

⑦ عبداللہ بن عمیر کلبی: زیارتِ ناحیہ میں ان پر سلام کیا گیا ہے:
السلام علی عبداللہ بن عمیر الکلبی
''عبداللہ بن عمیر کلبی پر سلام ہو'' (بحار الانوار، جلد ۴۵/۷۱)۔
(مؤلف عرض کرتا ہے کہ عبداللہ بن عمیر کلبی کا تذکرہ اس سے قبل حملہ اُولیٰ کے شہداء میں کیا جاچکا ہے۔)

⑧ انس بن کاہل اسدی: زیارتِ ناحیہ میں ان پر ان الفاظ سے سلام کیا گیا ہے:

السلام علی انس بن کاھل الاسدی (بحار، جلد ۴۵/۷۱)

⑨ شبیب بن عبداللہ نہشلی: زیارتِ ناحیہ میں ان پر سلام کیا گیا ہے:
السلام علی شبیب بن عبداللہ النھشلی (بحار، جلد ۴۵/۷۱)

⑩ حجاج بن زید السعدی۔ زیارتِ ناحیہ میں ان پر سلام کیا گیا ہے:
السلام علی حجاج بن زید السعدی (بحار، جلد ۴۵/۷۱)

Presented by Ziaraat.Com

⑪ حوی بن مالک الضبعی: زیارت ناحیہ میں ان پر سلام کیا گیا ہے:

السلام علی حوی بن مالك الضبعی

''حوی بن مالک ضبعی پر سلام ہو''۔

⑫ یزید بن (زید بن) (ثبیت القیسی)۔ان پر زیارت ناحیہ میں سلام کیا گیا ہے:

السلام علی زید بن ثبیت القیسی (بحار، جلد۴۵/۷۲)

جبکہ ناسخ، جلد۳، ص۲۴ میں یہ الفاظ وارد ہیں:

السلام علی یزید بن ثبیت القیسی

ابصار العین، ص ۱۱۱ میں مرقوم ہے کہ ثبیت کا یہ طرز اِملا غلط ہے۔اس کا صحیح اِملا ''ثبیط'' ہے۔اس کی تفصیل عنقریب بیان کی جائے گی۔

⑬ قعنب بن عمرو النمیری: زیارت ناحیہ میں ان پر سلام وارد ہے:

السلام علی قعنب بن عمرو التمری

معلوم ہوتا ہے کہ لفظ ''نمیری'' صحیح نہیں ہے۔(بحار، جلد۴۵/۷۲)

⑭ سالم مولیٰ عامر بن مسلم۔زیارت ناحیہ میں ان پر سلام وارد ہے:

السلام علی سالم مولیٰ عامر بن مسلم (بحار، جلد۴۵/۷۲)

⑮ زید بن معقل الجعفی: زیارت ناحیہ میں ان پر سلام وارد ہے:

السلام علی زید بن معقل الجعفی (بحار، جلد۴۵/۷۲)

⑯ جندب بن حجر (حجیر) الخولانی: زیارت ناحیہ میں ان پر سلام وارد ہے:

السلام علی جندب بن حجر الخولانی (بحار، جلد ۴۵/۷۲، جلد ۱۰۱/۲۷۳، اقبال، ص ۵۷۷ سطر اوّل میں جندب بن حجر لکھا ہوا ہے جب کہ ناسخ، جلد ۲۴/۳ سطر اوّل اور ابصار العین، ص۱۰۴ میں جندب بن حجیر لکھا ہوا ہے۔)

Presented by Ziaraat.Com

مؤلف ابصار کا بیان ہے: جندب حجیر کندی خولانی کا تعلق بزرگانِ شیعہ سے تھا، اور وہ امیر المومنینؑ کے اصحاب میں سے تھے۔ حضرت حُرؓ کی آمد سے پہلے یہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے قافلہ سے ملحق ہوئے اور آپؑ کے ساتھ کربلا آئے تھے۔

اہلِ سیر کے مطابق انھوں نے جنگ کے آغاز میں جہاد کیا تھا اور جامِ شہادت نوش کیا۔

صاحبِ حدائق لکھتے ہیں: وہ اور ان کے فرزند جنگ کے ابتدائی حصّہ میں شہید ہوئے تھے۔ جب کہ یہ بات صحیح نہیں ہے کہ ان کے فرزند بھی ان کے ساتھ شہید ہوئے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ زیارتِ ناحیہ میں ان کے بیٹے کا نام موجود نہیں ہے۔

(۱۷) سعید مولیٰ عمر بن خالد الصیداوی: زیارتِ ناحیہ میں ان پر سلام کیا گیا ہے:

السلام علی سعید مولاہ (بحار، جلد ۴۵/۷۲، ناسخ، جلد ۳/۲۴)

(۱۸) سالم مولیٰ بن المدنیۃ الکلبی: زیارتِ ناحیہ میں ان پر سلام کیا گیا ہے:

السلام علی سالم مولٰی بنی المدنیۃ الکلبی (بحار، جلد ۴۵/۷۲)

(۱۹) قاسم بن حبیب الازدی: زیارتِ ناحیہ میں ان پر سلام کیا گیا ہے:

السلام علی قاسم بن حبیب الازدی (بحار، جلد ۴۵/۷۳)

ان کا ذکر ہماری اس کتاب میں حملہ اُولیٰ کے مقتولین میں کیا جاچکا ہے۔

(۲۰) عمر بن جندب الحضرمی: زیارتِ ناحیہ میں ان پر سلام کیا گیا ہے:

السلام علی عمر بن جندب الحضرمی (بحار، جلد ۴۵/۷۳)

(۲۱) شبیب بن حارث بن سریع: زیارتِ ناحیہ میں ان پر سلام بھیجا گیا ہے:

السلام علی شبیب بن الحارث بن سریع (بحار، جلد ۴۵/۷۳)

اس سے قبل "شبیب مولی الحرث بن سریع" کے زیرِ عنوان ان کا تذکرہ کیا جاچکا ہے اور یہی صحیح ہے جب کہ شبیب بن حارث سریع صحیح نہیں ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

کچھ نوادر کے ذکر میں

حضرت جبشی بن قیس النہمی

ابصار العین، ص ۷۹ میں مرقوم ہے: ابن قیس جبشی تھا اور یہ ان لوگوں میں سے تھا جو کربلا میں موجود تھے۔ ابن حجر لکھتے ہیں: وہ حضرت امام حسینؑ کے ساتھ شہید ہوئے تھے۔

زید بن ثبیت قیسی

زیارتِ ناحیہ میں ان پر سلام کیا گیا:

السلام علی زید بن ثبیت القیسی (بحار، جلد ۴۵/۷۲)

یزید بن ثبیط بن عبدی عبدقیس بصری اور ان کے دو فرزند

ان کے دو بیٹوں کے نام عبداللہ اور عبیداللہ تھے۔ ابصار العین، ص ۱۱۰ میں مرقوم ہے: یزید شیعہ تھے اور وہ ابوالاسود کے ساتھیوں میں سے تھے اور اپنی قوم کے سردار تھے۔

طبری رقم طراز ہیں:

ماریہ بنت منقذ عبدیہ نے شیعیت کا عقیدہ اختیار کیا۔ اس کا گھر شیعوں کا محل اجتماع بن گیا۔ چنانچہ شیعہ اپنے ہر لائحہ عمل کے لیے اس کے گھر میں جمع ہوتے تھے۔ ابن زیاد کو اطلاع ملی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام عراق کی طرف محوِ سفر ہو چکے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

اس نے اپنے ملازمین کو حکم دیا کہ وہ کوفہ کے راستوں کو مسدود کر دیں۔ یزید بن ثبیط نے امام حسینؑ کے ساتھ شامل ہونے کا فیصلہ کیا۔ ان کے دس بیٹے تھے، انھوں نے سب کو خروج کی دعوت دی اور فرمایا: تم میں سے کون کون میرے ہمراہ چلنے پر آمادہ ہے؟

اس کے دو بیٹوں عبداللہ اور عبیداللہ نے اس کی دعوت پر لبیک کہی۔ پھر انھوں نے اپنے دوستوں سے کہا: میں حضرت امام حسینؑ کے قافلے میں شامل ہونا چاہتا ہوں۔ تم میں سے کون میرا ساتھ دینے پر آمادہ ہے؟

اس کے ساتھیوں نے کہا: ہمیں ابن زیاد سے خوف محسوس ہوتا ہے۔ الغرض یزید بن ثبیط کوفہ سے روانہ ہوئے اور ان کے ساتھ کچھ اہلِ کوفہ شامل تھے۔ وہ "ابطح مکہ" میں پہنچے اور وہاں پر ان کا ایک ذاتی مکان تھا۔ کچھ دیر تک انھوں نے اپنے گھر میں آرام کیا، پھر حضرت امام حسینؑ کی ملاقات کے لیے آپؑ کے گھر گئے۔ حضرت امام حسینؑ کو معلوم ہوا کہ یزید بن ثبیط ان کی ملاقات کے لیے کوفہ سے مکہ آچکا ہے تو آپؑ گھر سے روانہ ہوئے اور یزید کے مکان پر تشریف لائے۔

یزید بن ثبیط نے حضرت امام حسینؑ کو ان کے گھر نہ پایا تو وہ واپس اپنے گھر آئے اور یہاں انھوں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو اپنے گھر میں تشریف فرما دیکھا تو ان کی خوشیوں کی کوئی حد نہ رہی اور حضرت امام حسینؑ کو اپنے ہاں تشریف فرما دیکھ کر انھوں نے کہا:

بفضل اللہ وبرحمتہ فلیفرحوا

السلام علیک یابن رسولَ اللہ

"خدا کے فضل اور رحمت پر انھیں خوش ہونا چاہیے۔ فرزندِ رسولؐ! آپؑ پر سلام"۔

اس کے بعد یزید نے اپنی آمد کا مقصد بیان کیا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام

Presented by Ziaraat.Com

نے انھیں دعا دی۔ پھر حضرت امام حسین علیہ السلام نے حکم دیا کہ وہ اپنا قافلہ حسینی قافلے میں شامل کریں۔

چنانچہ یزید حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ مکہ سے روانہ ہوکر کربلا آئے اور جامِ شہادت نوش کیا۔ ان کے دونوں فرزند حملہ اُولیٰ میں شہید ہوئے تھے۔

یہاں تک ''سَروی'' کے بیان کا خلاصہ پیش کیا گیا۔

حضرت یزید بن ثبیط کے ایک بیٹے نے اپنے والد اور بھائیوں کی شہادت پر یہ مرثیہ کہا تھا:

یافرو قومی فاندبی ... خیر البریة فی القبور
وابکی الشهید بعبرة ... من فیض دمع ذی درور
وارث الحسین مع التفجع ... والتاؤه والز فیر
قتلو الحرام من الایمة ... فی الحرام من الشهور
وابکی یزیداً مجدلا ... وابنیه فی حرم الهجیر
متزملین دماؤهم ... تجری علی لبب النحور
یالهف نفسی لم تفز ... معهم بجنات وحور

''اے فروہ! بلند ہو اور ان بہترین لوگوں پر آنسو بہا جو قبروں میں مدفون ہوچکے ہیں۔ شہیدانِ راہِ حق پر دل کھول کر گریہ کر اور حضرت امام حسینؑ پر گریہ و زاری کر اور ان کا مرثیہ بیان کر۔ لوگوں نے حضرت حسینؑ محترم کو حُرمت والے مہینے میں ذبح کیا۔ ان کے بعد یزید بن ثبیط اور ان کے دو فرزندوں پر گریہ کر جو چلچلاتی دھوپ میں دوپہر کے وقت خاک و خون میں غلطاں ہوئے تھے۔ مجھے اپنے آپ پر افسوس ہے کہ میں ان کے ساتھ جنت اور حوروں کو حاصل نہ کرسکا''۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت سعد بن الحرث انصاری اور ان کے بھائی ابوالحتوف بن الحرث انصاری عجلانی کی شہادت

ابصار العین، ص ۹۴ میں مرقوم ہے: ان بھائیوں کا تعلق اہلِ کوفہ سے تھا اور یہ عمر سعد کے لشکر کے ساتھ شامل ہو کر کربلا میں آئے تھے۔

ابصار العین، ص ۹۴ میں مرقوم ہے: یہ دونوں بھائی کوفہ کے رہائشی تھے اور ابن سعد کے لشکر میں شامل ہو کر حضرت امام حسین علیہ السلام سے جنگ کرنے کی غرض سے آئے تھے۔

صاحب حدائق لکھتے ہیں کہ جب عاشورا کا دن ہوا اور امام مظلومؑ کے اصحاب و انصار شہید ہو گئے اور حضرت امام حسین علیہ السلام نے ھل من ناصر ینصرنا (کوئی ہے جو ہماری مدد کرے) کا استغاثہ بلند کیا تو خیام آلِ محمدؐ سے رونے کی صدائیں بلند ہوئیں۔

جب یہی رونے کی صدائیں سعد اور ان کے بھائی نے سنیں تو نور ایمان نے ان کے دلوں میں چمک ماری۔ فوراً تلواریں لے کر حضرت امام حسین علیہ السلام کی مدد کے لیے یزیدی فوج سے جنگ کرنے لگ گئے اور ایک گروہ کو قتل کیا اور بہت سے افراد کو زخمی کیا۔ پھر دونوں بھائی اکٹھے شہید ہوئے۔

حضرت بکر بن حی بن تیم اللہ بن ثعلبہ تیمی کی شہادت

ابصار العین، ص ۱۱۳ میں مرقوم ہے: بکر کا تعلق ان لوگوں سے تھا، جو ابن سعد کے ساتھ شامل ہو کر حضرت امام حسین علیہ السلام سے جنگ کرنے آئے تھے لیکن جب جنگ شروع ہوئی تو انھوں نے حالتِ جنگ ہی میں ابن سعد کے لشکر کو چھوڑ دیا اور ان کے خلاف جنگ شروع کر دی۔ چنانچہ حملہ اُولیٰ کے بعد وہ نصرتِ امام حسین علیہ السلام میں شہید ہوئے۔

Presented by Ziaraat.Com

صاحب حدائق اور دیگر مؤرخین کا بھی یہی بیان ہے۔

حضرت رافع بن عبداللہ مولیٰ مسلم بن کثیر ازدی کی شہادت

ابصار العین، ص ۱۰۸ میں مرقوم ہے: رافع بن عبداللہ اپنے آقا مسلم بن کثیر کے ساتھ حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور اپنے آقا کی شہادت کے بعد ظہر کے بعد جامِ شہادت نوش کیا تھا۔

حضرت زیاد ابو عمرہ ہمدانی الصائدی کی شہادت

ان کا تذکرہ حضرت ابو عمرو نہشلی کے زیرِ عنوان پہلے کیا جاچکا ہے، لہٰذا تکرار مناسب نہیں ہے۔

حضرت سلمان بن مضارب بن قیس انماری البجلی کی شہادت

ابصار العین، ص ۱۰۰ میں مرقوم ہے: حضرت سلمان حضرت زہیرؓ بن القین کے چچازاد بھائی تھے اور ۶۰ ہجری میں زہیرؓ کے ساتھ حج پر گئے تھے۔ جب حضرت زہیرؓ نے حضرت امام حسینؑ کے ساتھ شمولیت اختیار کی تھی تو ان کے ساتھ حضرت سلمانؓ نے بھی حضرت زہیرؓ کا ساتھ دیا تھا اور امام حسین علیہ السلام کے قافلہ میں شامل ہو کر کربلا آئے تھے۔

صاحب حدائق لکھتے ہیں: حضرت سلمانؓ ظہر سے پہلے شہید ہوئے تھے۔ بالفاظ دیگر وہ زہیرؓ سے پہلے شہید ہوئے تھے۔

حضرت عباد بن مہاجر بن ابی المہاجر الجہنی کی شہادت

ابصار العین، ص ۱۱۵ میں مرقوم ہے: جو لوگ حضرت امام حسینؑ کے ساتھ "میاہ جُہینہ" میں ساتھ ہوئے تھے، ان میں حضرت عباد بن مہاجر بھی شامل تھے۔ روز عاشور

Presented by Ziaraat.Com

کربلا میں شہید ہوئے تھے۔

صاحب حدائق نے بھی یہی لکھا ہے۔

حضرت عقبہ بن الصلت الجہنی کی شہادت

ابصار العین، ص ۱۱۵ اور الحدائق الوردیہ میں مرقوم ہے: یہ بزرگوار منازل جہنیہ سے حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ شامل ہوئے تھے اور کربلا میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی نصرت میں شہید ہوئے۔

حضرت عمرو بن عبداللہ بن کعب ابوثمامہ ہمدانی الصائدی کی شہادت ①

ابصار العین، ص ۶۹ میں مرقوم ہے: ابوثمامہ عمرو الصائدی، عمرو بن عبداللہ ابن کعب ہیں۔ ان کے متعلق ابومخنف بیان کرتے ہیں: روزِ عاشورا جب ظہر کا وقت ہوا اور جنگ پورے زوروں پر تھی تو حضرت ابوثمامہ نے امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: مولاؑ! میری جان آپؑ پر قربان، میں دیکھ رہا ہوں کہ دشمن نزدیک تر ہو رہا ہے۔ خدا کی قسم! آپؑ کو یہ لوگ اس وقت تک شہید نہیں کرسکیں گے جب تک میں آپؑ سے پہلے قتل نہ ہو جاؤں۔ میری خواہش ہے کہ خدا کے حضور حاضر ہونے سے پہلے یہ نماز آپؑ کی اقتدا میں ادا کروں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے سر اُٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا اور فرمایا: جی ہاں، یہ نماز کا اوّل وقت ہے۔ تو نے نماز کو یاد کیا خدا تمہیں نماز گزاروں میں سے قرار دے۔

اس کے بعد آپؑ نے فرمایا: مخالفین سے کہو کہ جنگ بند کردیں تاکہ ہم نماز ادا کرسکیں۔

---

① ان کے متعلق یہ احتمال ہے کہ یہ وہی ابوثمامہ صیداوی ہیں جن کا تذکرہ اس سے قبل شدتِ جنگ اور یادِ خدا کے زیرِ عنوان پہلے کیا جاچکا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت ابوثمامہ نے جنگ بندی کے لیے کہا تو جواب میں حصین بن تمیم نے گستاخی کرتے ہوئے کہا: تمہاری نماز قابلِ قبول نہیں ہے۔

اس کے جواب میں حضرت حبیبؓ بن مظاہر کے جواب کو ہم پہلے نقل کر چکے ہیں۔ الغرض نماز پڑھی گئی۔ نماز کے بعد حضرت ابوثمامہ نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے اذنِ جہاد طلب کیا اور عرض کیا: میں اپنے ساتھیوں سے ملنے کے لیے بے چین ہوں اور میں آپؑ کو عالمِ تنہائی میں دیکھنے کی سکت نہیں رکھتا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: تم ہمارے آگے جاؤ، کچھ دیر بعد ہم بھی تم سے آ کر ملنے والے ہیں۔ اجازت حاصل کر کے میدان میں گئے اور دلیرانہ حملے کیے۔ جنگ میں انھیں شدید زخم آئے۔ لشکرِ یزید میں قیس بن عبداللہ صائدی موجود تھا جو کہ حضرت ابوثمامہ کا چچازاد تھا اور اسے حضرت ابوثمامہ سے دشمنی تھی۔ وہ آگے بڑھا اور انھیں شہید کر دیا۔ ان کی شہادت حضرت حُرؓ کی شہادت کے بعد واقع ہوئی تھی۔

زیارتِ ناحیہ میں ان پر سلام کیا گیا ہے:

السلام علی ابی ثمامه عمر بن عبدالله صائدی (بحار، جلد۴۵/۷۳)

مؤلف کتاب ہذا عرض پرداز ہے: یہی یا ان سے قریب ترین کلمات حضرت ابوثمامہ صیداوی کے زیرِ عنوان پہلے ہی بیان کیے جا چکے ہیں۔

حضرت مجمع بن زیاد بن عمرو الجہنی کی شہادت

ابصار العین، ص ۱۱۵ اور الحدائق میں مرقوم ہے: جب حضرت امام حسینؑ مدینہ سے روانہ ہوئے اور منازلِ جُہینہ سے آپؑ کا گزر ہوا تو کچھ لوگ آپؑ کے ساتھ شامل ہوئے تھے۔ ان میں سے حضرت مجمع بن زیاد بھی شامل تھے۔ یہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ رہے، یہاں تک کہ کربلا میں جامِ شہادت نوش کیا۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت موقع بن ثمامہ اسدی الصیداوی ابوموسیٰ کی شہادت

ابصارالعین، ص ۶۸ میں مرقوم ہے: حضرت موقع ابن سعد کے لشکر میں شامل تھے اور یہ ان لوگوں میں سے تھے، جنھوں نے رات کی تاریکی میں اپنے لشکر کو چھوڑا اور حضرت امام حسینؑ کے لشکر میں شامل ہوئے تھے۔

ابومخنف بیان کرتے ہیں: موقع نے نصرتِ حضرت امام حسینؑ میں جنگ کی۔ زخمی ہوکر زمین پر گرے۔ ان کے رشتہ دار فوج یزید میں شامل تھے۔ انھوں نے انھیں قتل ہونے سے بچالیا تھا اور کوفہ لے آئے اور کوفہ میں اسے چھپادیا۔

ابن زیاد کو معلوم ہوا تو اس نے ان کے قتل کا حکم جاری کیا۔ بنی اسد کے چند معززین ابن زیاد کے پاس گئے اور اس سے جان بخشی کی درخواست کی۔

ابن زیاد نے قتل کا حکم واپس لے لیا لیکن انھیں طوق ورَسن پہنا کر بحرین کے علاقے زارہ کی طرف جلاوطن کردیا۔

موقع ایک سال تک وہاں بیمار رہے، پھر ان کی وفات ہوگئی۔ کمیت اسدی نے ان کے متعلق یہ کہا تھا:

وان اباموسیٰ اسیر مکبل

''ابوموسیٰ طوق ورَسن میں جکڑا ہوا قیدی ہے''۔

حضرت واضح ترکی مولی الحرث المذحجی السلمانی کی شہادت

ابصارالعین، ص ۸۵ میں مرقوم ہے: واضح ترکی غلام تھے۔ مؤلف کہتا ہے: غلام ترکی کے زیرِعنوان ان کا تذکرہ پہلے ہی کیا جاچکا ہے۔

حضرت یزید بن مغفل بن جعف المذحجی الجعفی کی شہادت

ابصارالعین، ص ۹۱ میں مرقوم ہے: حضرت یزید معروف شیعہ، شجاع اور شاعر تھے

Presented by Ziaraat.Com

اور وہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھے۔

صاحب خزانہ نقل کرتے ہیں: یہ بزرگوار حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ مکہ سے روانہ ہوئے تھے اور تمام راستہ آپؑ کے ساتھ رہے۔

روز عاشورا انھوں نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے اذن جہاد لیا اور میدان میں تشریف لائے اور یہ اشعار پڑھے:

انا یزید وانا من مغفل وفی یمینی نصل سیف منجل

اعلو ابہ الھامات وسط القسطل عن الحسین الماجد المفضل

''میں یزید بن مغفل ہوں، میرے ہاتھ میں تیز کاٹنے والی تلوار ہے۔ میں حضرت حسین علیہ السلام کی مدد کے لیے میدانِ جنگ کے وسط میں تمہاری کھوپڑیوں پر حملے کرتا ہوں''۔

جنگ لڑے یہاں تک کہ شہادت کا جام نوش کیا۔

''مرزبانی'' معجم میں لکھتے ہیں کہ جب جنگ کے شعلے تیز ہوئے تو اس وقت انھوں نے یہ اشعار پڑھے:

ان تنکرونی فانا ابن مغفل شاك لدی الھیجاء غیر اعزل

وفی یمینی نصل سیف منصل اعلوبھا الفارس وسط القسطل

''اگر تم لوگ مجھے نہیں جانتے تو جان لو کہ میں مغفل کا فرزند ہوں۔ میدانِ جنگ میں پورے ہتھیار لے کر اُترتا ہوں۔ میں خالی ہاتھ نہیں ہوں۔ میرے دائیں ہاتھ میں تیز تلوار ہے۔ میں اس کے ذریعہ سے میدانِ جنگ میں آئے ہوئے دشمن کو اُٹھا لیتا ہوں''۔

بعدازاں انھوں نے ایسی جنگ کی کہ ان جیسی جنگ پہلے کسی نے نہیں کی تھی۔

Presented by Ziaraat.Com

انھوں نے ایک جماعت کو قتل کیا۔ پھر خود جامِ شہادت نوش کیا۔

حضرت داؤد بن طرماح

اس نام کا کوئی شخص بظاہر دکھائی نہیں دیتا۔ لیکن حضرت امام حسین علیہ السلام کے استغاثہ میں یا داود بن طرماح کے الفاظ موجود ہیں۔

فرسان الھیجاء، جلد اوّل/۱۳۵ میں مرقوم ہے: معلوم ہوتا ہے یہ شخص ان ''معاریف'' میں سے تھا جنھیں امامؑ نے نام لے کر یاد کیا تھا۔

اسد الکلبی

فرسان الھیجاء، ص ۳۲ میں انھیں شہدائے کربلا میں سے قرار دیا گیا ہے، اور اس کی دلیل میں ابومخنف کی یہ روایت بیان کی گئی ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام میدان میں تنہا رہ گئے اور دائیں بائیں نگاہ کی تو آپؑ کو اپنے اصحابؓ کے لاشے دکھائی دیے۔ اس وقت آپؑ نے اپنے ساتھیوں کا نام لے کر آواز دی اور فرمایا: اے مسلم بن عقیلؓ! اور اے اسد الکلبیؓ، کہاں ہو؟

وہب بن عبداللہ کی زوجہ

اس سے قبل وہب بن عبداللہ کے زیرِ عنوان اُن کی زوجہ کی شہادت کا واقعہ بیان کیا جاچکا ہے۔

جحیر بن جندب

ابصار العین، ص ۱۰۴ میں مرقوم ہے: صاحب حدائق لکھتے ہیں: جحیر بن جندب اپنے والد جندب بن جحیر کے ساتھ جنگ کے آغاز میں شہید ہوئے تھے۔ لیکن میری نظر میں یہ صحیح نہیں ہے اور زیارت ناحیہ میں بھی ان کا ذکر موجود نہیں ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت شریح بن عبید کی شہادت

روضۃ الشہداء، ص ۳۳۵ میں مرقوم ہے: شریح بن عبید نے میدان کا رخ کیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر دائیں بائیں حملے شروع کیے اور دشمنوں کو زین سے اٹھا کر زمین پر مارنا شروع کر دیا اور منظر کچھ یوں بن گیا تھا:

بھر جا که نیزہ برافراختی جهانی زمردم تهی ساختی
بھر سو که مرکب برانگیختی بشمشیر خون یلان ریختی

"جدھر بھی نیزے کو گھمایا تو زمین کو لوگوں سے خالی کر دیا اور
جدھر گھوڑا دوڑایا تلوار سے پہلوانوں کا خون بہا دیا"۔

اچانک ان کا گھوڑا بے قابو ہو گیا اور انھیں زمین پر پھینک دیا۔ کوفی ان کے گرداگرد جمع ہو گئے اور مسلسل وار کر کے انھیں شہید کر دیا۔

حضرت حماد بن انس

کتاب یاران پائیدار میں ص ۶۰ پر روضۃ الشہداء کے حوالے سے مرقوم ہے: عمرو بن عبداللہ مذحجی کی شہادت کے بعد حماد بن انس سوار ہو کر میدان میں آئے، اور انھوں نے لوائے نصرت کو بلند کیا اور تیغ مبارزت کے ساتھ دشمنوں کے سروں کو ان کے تن سے جدا کیا اور انھیں گیند کی طرح سے زمین پر پھینکنے لگے۔

فوج اشرار کے حوصلے پست ہونے لگے لیکن قضا نے مہلت نہ دی اور پوری خوشی کے ساتھ انھوں نے داعی اجل کو لبیک کہا اور شہیدان راہِ حق کی صف میں شامل ہو گئے۔

هرلحظه باد میبرد از بوستان گلی آشفته میکند دل مسکین بلبلی

"جب بھی ہوا کسی گلشن سے کسی گل کو اڑاتی ہے تو غریب بلبل

Presented by Ziaraat.Com

کے دل پر چوٹ لگتی ہے"۔

حضرت زہیر بن حسان الاسدی کی شہادت

روضۃ الشہداء، ص ۲۲۵ میں مرقوم ہے جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

عمر سعد نے ایک مشہور جنگجو کو میدان میں بھیجا جس کا نام "ساحہ" تھا۔ اس نے میدان میں پہنچ کر مبارز طلبی کی۔

اس وقت زہیر بن حسان حضرت امام حسین علیہ السلام کے سامنے کھڑے تھے۔ انھوں نے عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! یہ شخص میدان میں مبارز طلبی کر رہا ہے۔ یہ ایک دلیر اور بہادر شخص ہے۔ آپؑ مجھے اس سے جنگ کی اجازت عنایت فرمائیں تاکہ میں اس کی لاف گزاف سے لوگوں کو نجات دوں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے انھیں اجازت عطا کی۔ زہیر کا تعلق بنی اسد سے تھا۔ انھوں نے میدان کا رُخ کیا، جب ان کے حریف ساحہ ازدی کی ان پر نظر پڑی تو اس کا رواں رواں کانپنے لگا اور ساری دلیری چشم زدن میں کافور ہو گئی۔ اس نے مقابلہ کرنے کے بجائے زہیر کو وعظ و نصیحت شروع کر دی اور کہا:

بندۂ خدا! کیسے آدمی ہو، مال و منال اور بیوی بچوں اور رشتہ داروں کو چھوڑ کر حسینؑ کا ساتھ دیا ہے۔ تمہارے بیوی بچوں کا کیا بنے گا؟

حضرت زہیرؓ نے کہا: بے شرم! تجھے حیا نہیں آتی کہ رسولؐ خدا کے فرزند کا مقابلہ کرنے آئے ہو اور چند روزہ فانی نعمات کے حصول کے لیے ابدی عذاب خرید کر رہے ہو؟

ساحہ نے مزید کچھ کہنا چاہا، لیکن حضرت زہیرؓ کے نیزے نے اسے کچھ کہنے کا موقع ہی نہ دیا۔ حضرت زہیرؓ نے اس پر نیزے کا ایسا بھرپور وار کیا جو اس کی پشت سے نکل گیا اور وہ دوزخ میں پہنچ گیا۔

Presented by Ziaraat.Com

اس کے بعد حضرت زہیرؓ عمر سعد کے سامنے آئے اور کہا: اہلِ عراق! جو مجھے جانتا ہے سو جانتا ہے اور جو مجھے نہیں جانتا تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ میں زہیرؓ بن حسان اسدی ہوں۔ تم میں سے کوئی ہے جو قسمت آزمائی کے لیے میدان میں میرے مقابلے پر آئے؟

شامی اور عراقی ان کی دلیری کو دیکھ چکے تھے۔ کسی کو ان کے مقابلہ پر آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ عمر سعد نے چیخ کر کہا: بے غیرتو! تم میں سے کوئی نہیں ہے جو اس کے مقابلہ پر جائے۔ لیکن کوئی بھی ان کے مقابلہ پر نہ آیا۔ پھر عمر سعد کے کہنے پر تین سو سواروں نے انھیں گھیر لیا۔

راوی کا بیان ہے: حضرت زہیرؓ نے پچاس سواروں کو ہلاک کر دیا۔ اس دوران ان کے جسم پر نوے زخم لگے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے ان کا گھیراؤ ختم کرنے کے لیے حضرت امیر المومنینؑ کے غلام سعد کو بارہ مجاہدین کے ساتھ بھیجا۔ حسینی سپاہیوں نے دشمن کے لشکر پر حملہ کیا اور انھیں ان کے گھیرے سے آزاد کرا لائے۔ لشکرِ اسلام تک پہنچنے تک ان کے جسم میں دو سو تیر لگ چکے تھے۔

انھیں شدید زخمی حالت میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے قریب لایا گیا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام ان کے سرہانے پہنچے۔ انھوں نے حالتِ احتضار میں آنکھیں کھولیں اور اپنا چہرہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے قدموں پر رکھ دیا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: زہیرؓ! جو کچھ دل میں ہے اسے ظاہر کرو۔

زہیرؓ نے کہا: مولاؑ! مدت کا پیاسا تھا اب مجھے ٹھنڈا اور میٹھا پانی پیش کیا گیا ہے۔ کچھ پانی پی لوں تو عرض کروں۔

امام علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے فرمایا: انھیں جنت کا پانی پلایا گیا ہے۔

پھر زہیرؓ نے ایک سانس لی اور ان کی روح عالمِ ملکوت میں پرواز کر گئی۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت عبداللہ بن ابی دجانہ

کتاب یارانِ پائیدار، ص ۴۲ میں روضۃ الشہداء وعلمائے معاصرین کے حوالے سے لکھا ہے: عبداللہ بن ابی دجانہ نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے اذنِ جہاد لیا اور مردانہ وار جنگ کی اور بہت سے افراد کو قتل کیا۔ دشمن ہر طرف سے ان پر ٹوٹ پڑے۔ آخرکار انھوں نے جامِ شہادت نوش کیا۔

حضرت اشعث بن قیس اوران کے ساتھی

کتاب یارانِ پائیدار، ص ۴۲ میں جمہرۃ انساب العرب اور روضۃ الشہداء کے حوالے سے منقول ہے: جب حضرت امام حسینؑ کے دو جانباز محمد بن مقداد اور عبداللہ بن ابی دُجانہ سپاہِ کوفہ کے محاصرے میں آ گئے، تو اس وقت اشعث بن قیس، قیس بن ربیع، عمرو بن قرط، حنظلہ، عماد اور سعد بن حرث ان کی مدد کے لیے پہنچے۔ دشمن بہت زیادہ تھے اور ہر طرف سے ان پر تیروں، تلواروں اور نیزوں کے حملے ہوئے جس کی وجہ سے یہ پورا گروہ شہید ہو گیا۔

حضرت شبیب بن جراد کلابی وحیدی کی شہادت

کتاب یارانِ پائیدار، ص ۸۲ میں تنقیح المقال، جلد ۲/۸۰ کے حوالے سے مرقوم ہے: حضرت شبیبؓ بن جراد جماعت تابعین کے فرد تھے اور وہ حضرت امیرالمومنینؑ کے اصحاب میں سے تھے۔ انھوں نے کوفہ میں حضرت مسلم بن عقیلؑ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ پھر وہ ابن سعد کے لشکر میں شامل ہو کر کربلا آئے۔ پھر جب انھوں نے محسوس کیا کہ اب صلح صفائی کا کوئی امکان نہیں ہے، تو شبِ عاشورا اپنے لشکر سے نکلے اور لشکرِ حسینیؑ میں شامل ہو گئے اور روزِ عاشورا شہادت کا شرف حاصل کیا۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت ظہیر بن حسان اسدی کی شہادت

کتاب یارانِ پائیدار، ص ۸۶ میں کتاب علمائے معاصرین، ص ۲۶۹ کے حوالے سے مرقوم ہے: ظہیر بن حسان کا تعلق شہدائے کربلا سے ہے۔ اس کے بعد وہ یارانِ پائیدار کے مؤلف نے لکھا ہے: مجھے یہ نام اور کسی کتاب میں دکھائی نہیں دیا۔ سوال یہ ہے کہ کتاب علمائے معاصرین کے مؤلف نے یہ روایت کہاں سے نقل کی ہے۔

حضرت عبداللہ بن ابی سفیان کی شہادت

یارانِ پائیدار، ص ۱۰۰ میں اصابہ، جلد ۲/۳۲۰ اور مجالس المومنین، جلد ۱/۲۰۰ کے حوالے سے مرقوم ہے: عبداللہ بن ابی سفیان بن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم ہاشمی کی والدہ نسمہ بنت ہمام بن ارقم اسدی تھیں اور وہ صحابیات میں سے تھیں۔

وفاتِ حضرت رسولؐ کے بعد عبداللہ بن ابی سفیان حضرت علیؑ کے ساتھیوں میں سے تھے۔ حضرت علیؑ کی معیت میں انھوں نے جمل، صفین اور نہروان کی جنگوں میں حصّہ لیا تھا۔ پھر حضرت امام حسینؑ سے وابستہ رہے اور ان کی رفاقت میں جامِ شہادت نوش کیا۔

غرہ غلامِ حُر کا تذکرہ پہلے ہی ''عروہ'' کے نام سے کیا جا چکا ہے۔ یارانِ پائیدار کے مؤلف لکھتے ہیں: بعض مؤرخین نے انھیں ''قرہ'' اور بعض نے ''عروہ'' لکھا ہے اور دونوں صحیح نہیں ہیں۔

حضرت قیس بن منبہ کی شہادت

روضۃ الشہداء، ص ۲۳۸ میں مرقوم ہے: قیس بن منبہ نے کسی شکاری شیر اور کوہساری چیتے کی طرح سے میدان کا رُخ کیا اور رجز پڑھا جس کا فارسی ترجمہ کچھ اس طرح سے ہے:

من قیس بن منبہ ام کہ در جنگ کیواں نرسد بدامنِ گیرم

Presented by Ziaraat.Com

گر رستم زال زندہ گردد گردد نجم کمند اسیرم
در دوستی حسین و آلش باکی بنود اگر بمبرم
امروز شوم شہید وفردا در خلد برین سریرم

"میں قیس بن صعبہ ہوں، میری دار و گیر سے آسمان لرزتا ہے۔
اگر آج رستم بھی زندہ ہو جائے تو بھی میرے کمند سے نہ بچ پائے گا۔ اور اگر حضرت امام حسینؑ اور ان کی آلؑ کے لیے مجھے موت کو گلے لگانا پڑا تو اس میں کوئی عیب نہیں ہے۔ آج میں جامِ شہادت نوش کر رہا ہوں اور کل خلد بریں میں میرا تخت لگا ہوگا"۔

راوی کا بیان ہے: حضرت قیسؓ میدان میں آئے اور لشکرِ یزید کے ایک سالار پر حملہ کیا۔ سالار نے راہِ فرار اختیار کی اور حضرت قیسؓ نے ان کے تعاقب میں گھوڑا دوڑایا۔ آخرالامر دونوں میدانِ جنگ سے دُور نکل گئے۔

ابن سعد کے فوجیوں نے یہ منظر دیکھا، تو انھوں نے حضرت قیسؓ کا تعاقب کیا اور جب حضرت قیسؓ دشمن کے قریب پہنچ کر اس پر حملہ کرنے ہی والے تھے کہ پیچھے سے دشمن کے سپاہی آ گئے اور انھوں نے ان پر حملہ کر دیا اور انھیں بہت سے زخم لگے اور زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے شہید ہو گئے، جب کہ یزیدی فوج کا سالار بچ گیا۔

حضرت محمد انس

کتاب یارانِ پائیدار، ص ۱۵۷ میں خیابانی سے نقل کیا ہے: محمد بن انس مرادی کا تعلق شہدائے کربلا سے ہے۔

حضرت وقاص بن مالک

روضۃ الشہداء، ص ۲۴۴ میں مرقوم ہے: حماد بن انس کے بعد وقاص نے جامِ

Presented by Ziaraat.Com

شہادت نوش کیا تھا:

تیز کرد اسپ را چو بحر خفیف — کل شئ من الظریف ظریف

"اس نے گھوڑے کو "بحر خفیف" کی طرح سے تیز دوڑایا۔

پیارے کی ہر چیز ہی پیاری ہوتی ہے"۔

انھوں نے بارہ افراد کو قتل کیا۔ اس کے بعد یزیدی لشکر میں سے ایک شخص نے ان پر نیزے کا وار کیا جس سے وہ خاک پر گر گئے اور شہید ہوئے۔

جرعه ای از جامِ شهادت چشید — رخت بایوان سعادت کشید

"انھوں نے جامِ شہادت کا ایک گھونٹ پیا اور ایوانِ سعادت کی

طرف رختِ سفر باندھا"۔

حضرت ہاشم بن عتبہ کی شہادت

روضۃ الشہداء، ص ۲۳۹ کے بیان کا خلاصہ حسبِ ذیل ہے:

اس اثنا میں حضرت امام حسین علیہ السلام دائیں طرف سے اچانک ایک گھڑسوار بیابان سے نمودار ہوا اور اس نے آتے ہی یہ نعرہ بلند کیا:

اے کوفہ و شام کے خون آشام درندو! تم میں سے جو مجھے جانتا ہے وہ جانتا ہے اور جو نہیں جانتا اسے معلوم ہونا چاہیے کہ میں ہاشم بن عتبہ وقاص ہوں اور میں سعد بن ابی وقاص کا بھتیجا ہوں۔

پھر اس نے لشکرِ حسینیؑ کی طرف رُخ کیا اور اس نے امام عالی مقامؑ کو سلام کیا اور عرض کی: اگر میرا ابن عم آپؑ کے دشمنوں کا مددگار ہے، تو میں آپؑ کا خیر خواہ اور آپؑ کا فدائی ہوں۔

ہاشم نے اس سے قبل سعد بن ابی وقاص کے ساتھ جنگِ قادسیہ میں شرکت کی تھی اور جنگِ صفین میں حضرت امیر المومنینؑ کے ساتھ شجاعت کے جوہر دکھائے تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

تاریخ صحابہ میں ان کی شجاعت کے واقعات موجود ہیں۔

چنانچہ انھوں نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے اجازت حاصل کی اور میدانِ کارزار میں قدم رکھا اور انھوں نے اعلان کیا کہ میں اپنے عم زاد عمر سعد سے جنگ کرنا چاہتا ہوں۔ اگر اس میں غیرت ہے تو میرے مقابلہ پر آئے۔

جب عمر سعد لعین نے ہاشم کا یہ طعنہ سنا تو اس کا چہرہ فق ہو گیا اور پورا وجود لرزنے لگا۔ کیونکہ اسے ہاشم کے جنگی کارناموں کا بخوبی علم تھا۔ اس نے اپنے لشکر کی طرف منہ کر کے کہا:

اے دلیر مردو! یہ سوار میرا ابن عم ہے لیکن اس وقت میرا میدان میں جانا مصلحت کے خلاف ہے۔ تم میں سے کوئی ہے جو میری نیابت میں اس کے مقابلہ پر جائے اور میرے دل کو اس کی طرف سے مطمئن کرے؟

سمعان بن حلب امیر حلب میدان میں موجود تھا اور وہ حلب سے ایک ہزار سواروں کا دستہ لے کر یزید کی مدد کے لیے کربلا آیا ہوا تھا اور وہ انتہائی بہادر اور تجربہ کار جنگجو تھا۔ وہ میدان میں ہاشم کے مقابلہ پر آیا اور ان سے کہا:

اے بزرگ زادہ عرب! تیرے ابن عم کے ساتھ ابن زیاد نے کیا برائی کی ہے؟ ابن زیاد نے اس سے ملک رَے اور طبرستان کی حکومت کا وعدہ کیا ہے اور کوفہ و شام کی افواج کا اسے سپہ سالار مقرر کیا ہے۔ تیری غلطی ہے کہ تو نے حکومت کا ساتھ نہیں دیا، اس کے بجائے تو حسینؑ کا مددگار بن کر آ گیا جب کہ حضرت امام حسینؑ کے پاس نہ تو اقتدار ہے اور نہ ہی دولت کے خزانے ہیں۔ لہٰذا میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ امام حسینؑ کا ساتھ چھوڑ دے اور دولت و حکومت سے منہ نہ موڑ۔

ہاشم نے کہا: اے ذلیل انسان! دو دن کا اقتدار ہے اور دولت ڈھلتی چھاؤں ہے۔ تو جسے عزت سمجھ رہا ہے، یہ ہرگز عزت نہیں ہے۔ حکومت اور دولت کا کوئی اعتبار

Presented by Ziaraat.Com

نہیں ہے۔

اے سمعان! انصاف کی آنکھ سے دیکھ اور نسیم ابدی اور جنت الفردوس کی طرف رغبت پیدا کر، اور دیکھ دُنیا مُردار ہے اور اس کے طلب گار کتے ہیں۔ لہٰذا کتا نہ بن اور فرزندِ مصطفیٰؐ کی مدد کر اور ابدی سعادت حاصل کر۔

سمعان نے ہاشم کی باتیں سنیں تو اس کے تن بدن میں آگ سی لگ گئی اور کہنے لگا: افسوس ہے، تجھے نہ تو اپنے ابن عم کا احساس ہے اور نہ ہی ابن قاسم کا کوئی پاس ہے۔

ہاشم نے کہا: ابن زیاد پر خدا کی لعنت ہو، اس نے میرے ابن عم کو دنیا کا لالچ دے کر دھوکہ دیا ہے اور دنیا کے بدلے میں اس کی آخرت کو برباد کیا ہے۔

سمعان ان کی بات کا جواب دینا ہی چاہتا تھا کہ ہاشم نے اس سے کہا: اے بدطینت! تو مباحثہ کرنے آیا ہے یا جنگ کرنے؟

یہ کہا اور نیزہ اُٹھا کر اس پر حملے کا ارادہ کیا۔ اس کے جواب میں سمعان حلبی نے بھی نیزہ دراز کیا۔ کافی دیر تک دونوں جوان نیزے سے نیزہ ٹکراتے رہے۔ پھر اچانک ہاشم نے نیزہ پھینک دیا اور تلوار سونت لی۔ تلوار کی پشت سے اس کے نیزے پر حملہ کیا تو اس کا نیزہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر دُور جا گرا۔ وہ تلوار نکالنا چاہتا تھا لیکن ہاشم نے اسے اس کی مہلت ہی نہ دی اور اس کے سر پر تلوار کا ایسا کاری وار کیا کہ اس کی خود کٹ گئی اور اس کا کاسۂ سر دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔

ہاشم کی اس کامیابی پر لشکرِ حضرت امام حسینؑ سے زور کی تکبیر کی صدائیں بلند ہوئیں۔ ہاشم عمر سعد کے سامنے کھڑے ہوئے اور اسے للکار کر کہا:

اے چچازاد! تجھے معلوم ہوگا کہ جنگِ اُحد میں تیرا باپ رسولؐ خدا کے ساتھ تھا، اور وہ دشمنانِ اسلام پر تیر برسا رہا تھا اور رسولؐ خدا اسے دعائیں دے رہے تھے۔ جب کہ میرا باپ عتبہ بن وقاص مشرکین کے ساتھ تھا وہ رسولؐ خدا کو پتھر مار رہا تھا لیکن

Presented by Ziaraat.Com

آج حالت بالکل اُلٹ چکی ہے۔ تو اتنے بڑے مجاہد کا بیٹا ہو کر فرزندِ رسولؐ کے خلاف تلوار چلا رہا ہے اور میں اتنے بڑے دشمنِ رسول کا بیٹا ہو کر خاندانِ رسولؐ کی حفاظت میں تلوار چلا رہا ہوں۔

ابن سعد کے منہ سے ٹھنڈی سانس برآمد ہوئی اور اس کے چہرے پر ندامت کا پسینہ جاری ہوا۔

سمعان کی موت کے بعد اس کے بھائی نعمان بن مقاتل نے ایک ہزار فوج سمیت ہاشم پر یکبارگی حملہ کر دیا۔ اتنے بڑے لشکر کو مدمقابل دیکھ کر ہاشم ذرہ برابر بھی نہ گھبرائے اور پورے دل و جان سے مقابلہ کیا۔

مؤلف کتاب ہذا کہتا ہے: روضۃ الشہداء کے مؤلف نے ہاشم کا بس اتنا ہی قصہ بیان کیا ہے۔ انھوں نے یہ وضاحت نہیں کی کہ وہ کیسے شہید ہوئے تھے اور کس نے انھیں شہید کیا تھا۔

حضرت محمد بن جعفر بن ابی طالبؑ کی شہادت

کچھ مؤرخین نے انھیں کربلا کے شہداء میں سے شمار کیا ہے جب کہ یہ سراسر اشتباہ ہے۔ صحیح یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالبؑ کے فرزند کربلا میں شہید ہوئے تھے۔ مزید وضاحت کے لیے رجال مامقانی، جلد۲/۹۱، ابواب میم کی طرف رجوع کیا جائے۔

حضرت ھفہاف بن المہند راسبی البصری کی شہادت

رجال مامقانی، جلد۳/۳۰۳ میں مرقوم ہے: ھفہاف ایک دلیر انسان تھے۔ ان کا تعلق بصرہ سے تھا اور اہلِ بیتؑ طاہرین کے مخلصین میں سے تھے اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی شہادت تک وہ آپؑ سے وابستہ رہے۔ بعد ازاں حسنین کریمین

Presented by Ziaraat.Com

سے وابستہ رہے۔ انھیں معلوم ہوا کہ حضرت امام حسینؑ کربلا میں آ چکے ہیں۔ وہ یہ سن کر بصرہ سے کربلا آئے اور وہ کربلا میں اس وقت پہنچے جب امام حسین علیہ السلام شہید ہو چکے تھے اور شامِ غریباں واقع ہو چکی تھی اور خیامِ آلِ محمدؐ کو لوٹا جا رہا تھا۔

انھوں نے لشکر ابن سعد سے پوچھا: کیا خبر ہے؟ اور حضرت امام حسین علیہ السلام کہاں ہیں؟

یزیدی لشکر نے کہا: تو کون ہے؟

انھوں نے کہا: میں ہفہاف راسبی بصری ہوں، میں حضرت امام حسینؑ کی مدد کے لیے آیا ہوں۔

لشکرِ یزید نے کہا: حسینؑ مارے گئے ہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ لشکر خیام لُوٹ رہا ہے؟ جب انھوں نے یہ سنا تو تلوار کھینچی اور لشکر ابن زیاد پر حملہ کر دیا۔ آخرکار بہت سے زخم لگے اور شہید ہو گئے۔

حضرت یحییٰ بن ہانی بن عُروہ کی شہادت

مرحوم مامقانی اپنے رجال کی جلد ۳/۳۲۲ پر رقم طراز ہیں: مؤرخین لکھتے ہیں:

جب حضرت ہانیؓ، حضرت مسلمؑ کے ساتھ کوفہ میں شہید ہوئے، تو ان کے فرزند یحییٰ نے روپوشی اختیار کی اور اپنے رشتہ داروں کے ہاں مخفی ہو گئے۔ جب انھوں نے سنا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کربلا میں آ چکے ہیں تو وہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی نصرت کے لیے کربلا آئے۔ روزِ عاشورا جب جنگ شروع ہوئی تو انھوں نے بھی جہاد میں حصہ لیا اور بہت سے افراد کو قتل کیا۔ بعدازاں جامِ شہادت نوش فرمایا۔

٭...٭...٭

Presented by Ziaraat.Com

امامؑ کے وہ ساتھی جو حضرت مسلمؑ و حضرت ہانیؒ کی طرح روزِ عاشورا سے قبل شہید ہوئے تھے

حضرت مسلمؑ و حضرت ہانیؒ

ان دونوں بزرگوار شخصیات کی شہادت کی تفصیل پہلی جلد میں بیان کی جا چکی ہے، لہٰذا اسے دہرانا مناسب نہیں ہے۔

قیس بن مسہر صیداوی

ابصار العین، ص ۶۴ کے بیانات کا خلاصہ یہ ہے: اہلِ کوفہ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو اپنے پاس آنے کے لیے متعدد بار خطوط لکھے تھے۔ اہلِ کوفہ کے خطوط کی دوسری کھیپ کو کچھ افراد لے کر کوفہ سے حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس مکہ آئے تھے اور ان افراد میں حضرت قیس بن مسہر صداوی بھی شامل تھے۔

اہلِ کوفہ کے مسلسل خطوط کو دیکھ کر حضرت امام حسین علیہ السلام نے حضرت مسلم بن عقیلؑ کو اپنا نمائندہ بنا کر کوفہ روانہ کیا۔ اس سفر میں حضرت مسلمؑ کے ساتھ دو افراد اور بھی شامل تھے۔ ایک قیسؓ بن مسہر صیداوی تھے اور دوسرے عبدالرحمٰن ارحبی تھے۔

جب حضرت مسلمؑ وادی مضیق پہنچے اور راہنما راستے سے بھٹک گیا اور پیاس سے مر گیا تو حضرت مسلمؑ نے اس وقت ایک خط حضرت امام حسینؑ کو لکھا جسے حضرت قیس بن مسہر صیداوی لے کر حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

امام علیہ السلام نے حضرت مسلمؑ کے خط کا جواب لکھ کر حضرت قیسؓ کو دوبارہ حضرت مسلمؑ کے پاس روانہ کیا۔ وہ آپؑ کا خط لے کر حضرت مسلمؑ کے پاس پہنچے۔ پھر اُن کے ساتھ کوفہ گئے۔ اہلِ کوفہ نے حضرت مسلمؑ کی جوق در جوق بیعت کی۔ حضرت مسلمؑ کو اہلِ کوفہ پر مکمل اعتماد ہو گیا۔ انھوں نے حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں ایک خط روانہ کیا جس میں انھوں نے لکھا: کوفہ کے تمام لوگوں نے میری بیعت کر لی ہے۔ یہاں کے حالات سازگار ہیں۔ آپؑ بے خوف و خطر کوفہ آ جائیں۔

حضرت مسلمؑ نے یہ خط حضرت قیس بن مسہر صیداوی کو دیا۔ انھوں نے وہ خط لیا اور مکہ پہنچ کر آپؑ کی خدمت میں اس خط کو پیش کیا۔ اس کے بعد وہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس رہنے لگے۔

ابو مخنف کہتے ہیں: حضرت امام حسین علیہ السلام نے مکہ چھوڑا اور کوفہ کی طرف روانہ ہوئے اور مقام "حاجز" پر پہنچے تو آپؑ نے حضرت مسلمؑ اور دوسرے شیعوں کے نام ایک خط تحریر کیا جس میں آپؑ نے لکھا:

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ــــ من الحسین بن علی الی اخوانہ من المؤمنین والمسلمین سلام علیکم فانی احمد الیکم اللّٰہ الذی لا الٰہ الا ھو - أما بعد فان کتاب مسلم جآء نی یخبرنی فیہ بحسن رأیکم واجتماع ملتکم علی نصرنا والطلب بحقنا فسألت اللّٰہ ان یحسن لنا الصنع وأن یثبتکم علی ذٰلک احسن الاجر، وقد شخصت الیکم من مکۃ یوم الثلثاء ثمان مضین من ذی الحجۃ یوم الترویۃ فاذا قدم رسولی علیکم فانکمشوا فی أمرکم وجدوا فانی قادم علیکم

Presented by Ziaraat.Com

فی أیامی ھذہ- ان شاء اللّٰہ والسلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ

''یہ خط حضرت حسینؑ ابن علیؑ کی طرف سے اپنے مومن و مسلم بھائیوں کی طرف ہے۔ سلام کے بعد میں اس خدا کی حمد بجالاتا ہوں جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔

حمد وثنا کے بعد واضح ہو کہ مسلمؑ کا خط مجھے مل چکا ہے، جس میں تمہاری حُسنِ رائے اور تمہارے شرفاء کے اجتماع کا تذکرہ کیا گیا ہے، جو ہماری نصرت اور ہمارے حق کی طلب پر ہوا ہے۔ میں خدا سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنا فضل کرتے ہوئے مہربانی فرمائے اور تمہیں اس کے لیے اجرِ عظیم عنایت فرمائے۔ میں منگل کے دن آٹھ ذی الحجہ بروز ترویہ مکہ سے روانہ ہو چکا ہوں اور تمہاری جانب آرہا ہوں۔ جب میرا یہ قاصد تمہارے پاس پہنچے تو اپنے معاملات میں جلد بازی کرو اور خوب جدوجہد کرو۔ میں انہی ایام میں تمہارے پاس آنے ہی والا ہوں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہٗ!''

چنانچہ حضرت قیسؓ بن مسہر صیداوی آپؑ کا خط لے کر کوفہ کی جانب روانہ ہوئے۔ اس عرصہ میں حالات پلٹا کھا چکے تھے۔ کوفہ پر ابن زیاد کا تسلط ہو چکا تھا اور حضرت مسلمؑ شہید ہو چکے تھے۔ ابن زیاد نے کوفہ کے راستوں پر اپنی افواج کو کھڑا کر دیا تھا۔ چنانچہ کوفہ سے باہر ابن زیاد کے فوجی دستہ کے سالار حصین بن تمیم نے انھیں گرفتار کر لیا اور انھیں قید کر کے ابن زیاد کے پاس بھیج دیا۔

ابن زیاد نے حضرت قیسؓ سے کہا: مجھے حضرت امام حسینؑ کا خط دکھاؤ۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت قیسؓ نے جواب دیا: میں نے وہ خط پھاڑ ڈالا ہے۔

ابن زیاد نے وجہ پوچھی تو کہا: میں نہیں چاہتا تھا کہ تو اس خط سے آگاہی حاصل کرے۔

ابن زیاد نے کہا: وہ خط کس کے نام پر تھا؟

قیسؓ نے جواب دیا: مجھے ان کے نام معلوم نہیں ہیں۔

ابن زیاد نے کہا: اچھا اگر تجھے ان لوگوں کے نام نہیں آتے تو پھر منبر پر چڑھو اور (نعوذ باللہ) کذاب بن کذاب (حضرت امام حسینؑ اور حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام) پر سَب کرو۔

قیسؓ منبر پر آئے اور مجمع عام میں کہا:

لوگو! حسینؑ بن علیؑ اللہ کی مخلوق میں سے افضل ترین شخص ہیں اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے ہیں۔ انھوں نے مجھے تمھاری طرف نمائندہ بنا کر بھیجا ہے اور میں انھیں "حاجز" میں چھوڑ کر روانہ ہوا تھا۔ تمھیں چاہیے کہ دل کھول کر حضرت امام حسینؑ کی امداد کرو۔

اس کے بعد انھوں نے ابن زیاد اور اس کے باپ پر لعنت کی اور حضرت علی علیہ السلام پر درود و سلام پڑھا۔

ابن زیاد نے حکم دیا کہ اسے دارالامارہ کی چھت پر لے جاؤ اور انھیں چھت سے زمین پر دھکا دے کر ہلاک کر دو۔

چنانچہ انھیں دارالامارہ کی چھت پر لے جایا گیا اور انھیں وہاں سے زمین کی طرف گرا دیا گیا۔ زمین پر گرے تو ان کا وجود ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور شہید ہو گئے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کو راستے میں ان کی موت کی خبر ملی تو آپؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

Presented by Ziaraat.Com

فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ......

"کچھ نے اپنی منت پوری کر دی ہے اور کچھ ابھی انتظار میں ہیں"۔

پھر آپؑ نے بارگاہِ خداوندی میں یہ دعا مانگی:

اللهم اجعل لنا ولهم الجنة منزلا واجمع بيننا وبينهم في مستقر رحمتك ورغائب مذخور ثوابك

"خدایا! ہماری اور ان کی منزل جنت قرار دے اور ہمیں اپنے مقامِ رحمت اور اپنے ذخیرہ ثواب میں ان کے ساتھ جمع فرما"۔

زیارتِ ناحیہ میں ان پر سلام وارد ہوا ہے:

السلام علی قیس بن مسہر الصیداوی (بحار، جلد ۴۵/ ۷۱، جلد ۱۰۱/ ۲۷۳، سطر ۲، تاریخ، جلد ۳/ ۲۳، سطر ۶)

حضرت امام حسینؑ کے رضاعی بھائی عبداللہ بن یقطر حمیری کی شہادت

عاشورا سے پہلے راہِ حسینؑ میں شہید ہونے والوں میں عبداللہ بن یقطر حمیری بھی شامل ہیں۔

ابصار العین، ص ۵۲ پر مرقوم ہے: عبداللہ بن یقطر کی والدہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی بچپنے میں خادمہ تھیں۔ امام علیہ السلام نے اس خاتون کا دودھ نہیں پیا تھا اس کے باوجود صرف نگہبانی کی وجہ سے امام حسینؑ کو ان کا رضیع کہا جاتا ہے۔

عبداللہ کی والدہ کی مانند قیس بن ذریح کی والدہ بھی آپؑ کو بچپنے میں کھلاتی پلاتی تھیں۔

مؤرخین لکھتے ہیں: حضرت مسلمؑ کے خط کے جواب میں امام علیہ السلام نے خط لکھا تھا اور آپؑ نے وہ خط عبداللہ بن یقطر کے سپرد کیا تھا۔

حصین بن تمیم نے انھیں کوفہ کی فوجی چھاؤنی قادسیہ سے گرفتار کر کے ابن زیاد

Presented by Ziaraat.Com

کے پاس روانہ کیا تھا۔ ان کا پورا واقعہ بزرگانِ کوفہ کے نام حضرت امام حسینؑ کے زیرِ عنوان پہلے ہی بیان کیا جا چکا ہے۔ لہٰذا یہاں اسے دُہرانے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔

حضرت عبدالاعلیٰ بن یزید الکلبی العلیمی کی شہادت

ابصار العین، ص ۱۰۸ پر مرقوم ہے: عبدالاعلیٰ انتہائی دلیر انسان تھے، اور یہ ان لوگوں میں شامل تھے جنھوں نے حضرت مسلمؑ کی بیعت کی تھی۔ جب لوگوں نے حضرت مسلمؑ سے غداری کی تو کثیر بن شہاب نے انھیں پکڑ کر ابن زیاد کے پیش کیا۔ ابن زیاد نے انھیں قید خانہ میں ڈال دیا۔

حضرت مسلمؑ کی شہادت کے بعد انھیں ابن زیاد کے سامنے پیش کیا گیا تو انھوں نے کہا: میں لڑنے والوں میں شامل نہیں تھا۔ میں تو صرف نظارہ کرنے والوں میں شامل تھا۔

ابن زیاد نے کہا: اچھا اگر یہ بات ہے تو پھر قسم کھاؤ۔

عبدالاعلیٰ نے قسم کھانے سے انکار کر دیا۔ پھر ابن زیاد کے حکم سے انھیں جبانۃ السبیع کے قبرستان لے جایا گیا جہاں انھیں شہید کر دیا گیا۔

حضرت عمارہ بن صلخب الازدی کی شہادت

ایسے ہی شہداء میں عمارہ بن صلخب بھی شامل ہیں۔ ابصار العین، ص ۱۱۰ پر مرقوم ہے: عمارہ شیعہ تھے اور انھوں نے حضرت مسلمؑ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ جب حضرت مسلمؑ نے کوفہ میں خروج کیا تو یہ بھی ان کے ساتھ شامل تھے۔ حضرت مسلمؑ شہید ہو چکے تھے اور عمارہ کو ابن زیاد کی سپاہ نے گرفتار کر لیا تھا۔ چنانچہ شہادت حضرت مسلمؑ کے بعد انھیں ابن زیاد کے سامنے پیش کیا گیا تو ابن زیاد نے ان سے پوچھا: تم کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو؟

Presented by Ziaraat.Com

انھوں نے جواب دیا: میرا تعلق قبیلہ ازد سے ہے۔

ابن زیاد نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ اسے اس کے قبیلہ کے محلہ میں لے جاؤ اور وہاں جاکر قتل کر دو۔ چنانچہ سپاہیوں نے لعین کے حکم کی تعمیل کی اور عمارہ کو شہید کر دیا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کے غلام سلیمان بن رزین کی شہادت

اس بزرگوار نے بھی روزِ عاشورا سے قبل محبتِ حضرت امام حسینؑ میں شہادت کا جام پیا تھا۔ چنانچہ ابصار العین، ص ۵۳ پر مرقوم ہے: سلیمان بن رزین حضرت امام حسین علیہ السلام کے ایک غلام تھے۔ آپؑ نے اہلِ بصرہ کے نام ایک خط لکھ کر اس کے حوالے کیا تھا۔ وہ آپؑ کا خط لے کر بصرہ میں منذر بن جارود کے پاس پہنچے اور اسے حضرتؑ کا خط پہنچایا۔

منذر بن جارود نے یہ خیال کیا کہ کہیں یہ ابن زیاد کی چالاکی ہی نہ ہو۔ اس نے سلیمان اور حضرت کا خط ابن زیاد کے حوالے کیا۔ ابن زیاد نے انھیں شہید کر دیا۔

زیارتِ ناحیہ میں ان پر سلام کیا گیا ہے:

السلام علی سلیمان مولی الحسین بن امیرالمؤمنین
ولعن اللہ قاتلہ سلیمان بن عوف الحضرمی

"امام حسین بن امیرالمؤمنین علیہما السلام کے غلام سلیمان پر سلام ہو اور ان کے قاتل سلیمان بن عوف حضرمی پر خدا کی لعنت ہو"۔

مؤلف کتاب ہذا عرض کرتا ہے کہ کتاب ہذا کی جلد اوّل میں حضرت امام حسینؑ کا بصرہ کے شیعوں اور اشراف کے نام خط کے زیرِ عنوان سلیمان بن رزین کا پہلے ہی تذکرہ کیا جاچکا ہے۔ قارئین سے درخواست ہے کہ وہ اس مقام کی طرف رجوع فرمائیں۔

Presented by Ziaraat.Com

روزِ عاشورا شہید ہونے والے جوانانِ بنی ہاشم

علامہ مجلسی جلاء العیون، ص ۵٦٧ میں لکھتے ہیں: جب کربلا میں اہلِ بیت رسالتؐ کے علاوہ اور کوئی باقی نہ رہا تو امامؑ کی اولاد اور اولادِ امیر المومنینؑ، اولادِ حسنؑ، اولادِ جعفر بن ابی طالبؑ اور اولادِ عقیلؑ جمع ہوئی اور سب نے ایک دوسرے کو خدا حافظ کہا اور جنگ کے لیے تیار ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن مسلمؑ کی شہادت[1]

جلاء العیون، ص ۵٦٧، ناسخ، جلد۲/۳١٦، مقتل خوارزمی، جلد۲/۲٦، قمقام، ص ۴۳۴، ابصار العین، ص ۵۰، ابن نما، ص ٦٧، مناقب، جلد۴، ص ۱۰۵، ارشاد مفید، ص ۲۳۹، بحار، جلد۴۵/۳۲ میں مرقوم ہے: ناسخ کے الفاظ یہ ہیں:

بنی ہاشم میں سب سے پہلے حضرت عبداللہ بن مسلمؑ بن عقیلؑ بن ابی طالبؑ نے جامِ شہادت نوش کیا تھا۔

ابوالفرج لکھتے ہیں: حضرت عبداللہ بن مسلمؑ کی والدہ حضرت رقیہ دختر امیر المومنینؑ ہیں۔ حضرت عبداللہ حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؑ سے اذنِ جہاد طلب کیا۔

بحر المصائب میں مرقوم ہے: جب حضرت عبداللہ نے امام حسین علیہ السلام سے اذنِ جہاد طلب کیا تو امام علیہ السلام نے فرمایا: ابھی مسلمؑ کی شہادت کو زیادہ عرصہ نہیں گزرا اور اس کی شہادت کا غم ذہن سے کم نہیں ہوا۔ اس حالت میں تمہیں کیسے میدان

Presented by Ziaraat.Com

میں بھیجا جائے۔ البتہ میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ اپنی بوڑھی ماں کا ہاتھ پکڑ کر اس صحرا سے باہر چلے جاؤ۔

حضرت عبداللہ نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپؑ پر قربان، میں دنیا کی زندگی کو ابدی زندگی پر ترجیح دینے والا نہیں ہوں۔ میری بس یہی آرزو ہے کہ آپؑ میری جان کو قربانی کے لیے قبول فرمائیں۔

چنانچہ جب امام حسین علیہ السلام نے انھیں میدان میں جانے کی اجازت عطا کر دی تو حضرت عبداللہ غضب ناک شیر کی طرح سے میدان میں آئے اور یہ رجز پڑھا:

الیوم القی مسلما وھو ابی   وفتیة بادوا علی دین النبی

لیسوا بقول عرفوا بالکذب   لکن خیار وکرام النسب

من ھاشم السادات اھل الحسب

"آج میں جنت میں اپنے والد حضرت مسلم اور بنی ہاشم کے شریف اور سچے لوگوں کے ساتھ ملاقات کروں گا جو کہ دین نبیؐ کے لیے شہید ہوئے تھے"۔

جلاء العیون میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے:

حضرت عبداللہ نے تین دشمنوں کو قتل کیا۔ ابصار العین، بحار اور منتقام کی روایات کے مطابق انھوں نے تین حملے کیے تھے اور مجموعی طور پر اٹھانوے افراد کو قتل کیا تھا۔ ناسخ کے مطابق انھوں نے نوے ملاعین کو قتل کیا اور عمرو بن صبیح صیداوی اور اسد بنی مالک کے ہاتھوں جام شہادت نوش کیا۔

جلاء العیون کے بیان کے مطابق اسد بنی صبیح اور عمر بن مالک نے انھیں شہید کیا۔①

---

① یہ اشتباہ ہے کیونکہ یہ بیان تمام مصادر کے بیانات کے خلاف ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

ایک اور روایت میں بیان کیا گیا ہے: حضرت عبداللہ بن مسلمؑ نے ایک ہاتھ پیشانی پر رکھا کہ اس اثنا میں ابن زیاد کے لشکر میں سے کسی نے تیر مارا جو ہاتھ اور پیشانی پر آ کر لگا اور آپؑ کا ہاتھ پیشانی سے پیوستہ ہوگیا اور اس زخم کی وجہ سے آپ گھوڑے سے زمین پر گرے۔

ناسخ کا بیان ہے کہ تیرانداز وہی عمر بن صبیح صیداوی تھا۔[1]

قمقام میں مرقوم ہے: ایک اور روایت میں اس ملعون کا نام زید بن رقاد حبانی بیان کیا گیا ہے۔

روایت میں وارد ہے: جب حضرت عبداللہ کو تیر لگا تو انھوں نے یہ کہا:

اللھم انھم استقلونا واستذلونا فاقتلھم کما قتلونا

"خدایا! انھوں نے ہمیں قلیل سمجھا ہے اور ہماری توہین کی ہے جس طرح سے انھوں نے ہمیں قتل کیا ہے تو بھی انھیں اسی طرح سے قتل کر۔"

جب حضرت عبداللہ شہید ہوگئے تو ایک ظالم آگے بڑھا اور پیشانی میں لگے ہوئے تیر کو کھینچنا چاہا۔ تیر کا پھل پیشانی میں ہی لگا رہ گیا۔ البتہ اس کا پَر جدا ہوگیا۔ البتہ اس نے سینہ میں پیوست تیر کو نکال لیا۔

---

① مؤلف کتاب ہذا کہتا ہے: یہ اشتباہ ہے کیونکہ زیارت ناحیہ میں یہ جملے وارد ہیں: السلام علی القتیل ابن القتیل عبداللہ بن مسلم بن عقیل عبداللہ بن مسلم بن عقیل لعن اللہ قاتلہ وامیہ عامر بن صعصعة وقیل اسد بن مالک۔ ناسخ، جلد ۳/۲۱، سطر ۲۔ بحار، جلد ۴۵/۶۸، سطر ۱۴۔

شاید اس اشتباہ کی وجہ یہ ہو کہ زیارت ناحیہ میں عبداللہ بن مسلم بن عقیلؑ کے بعد (ابی عبداللہ) (عبیداللہ) بن مسلم بن عقیلؑ) کا ذکر کیا گیا ہے اور وہاں یہ جملے لکھے گئے ہیں: لعن اللہ قاتلہ وراميه (عمرو بن صبیح الصیداوی) اور یہی جملے اشتباہ کا سبب ثابت ہوئے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

ایک روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ جب آپؑ نے عزمِ جہاد کیا تو یہ رجز پڑھا:

اقسمت لہ اقتل الا حراً فقد وجدت الموت شیئاً مرا

اکرہ ان ادعی جبانا فرا ان الجبان من عصی وفراً

"میں قسم کھا چکا ہوں کہ میں آزاد افراد کے علاوہ کسی اور کو قتل نہیں کروں گا۔ میں نے موت کو کڑوی چیز پایا ہے۔ مجھے بزدل اور میدان سے بھاگنے والا کہے جانے سے نفرت ہے۔ وہ شخص بزدل ہے جو نافرمانی کرے اور میدان سے بھاگ جائے"۔

زیارت ناحیہ میں ان پر سلام وارد ہے:

السلام علی القتیل بن القتیل عبداللّٰہ بن مسلم بن عقیل لعن اللّٰہ قاتلہ ورامیہ عامر بن صعصعۃ وقیل اسد بن مالک

"شہید بن شہید عبداللہ بن مسلمؑ بن عقیلؑ پر سلام ہو۔ خدا اس کے قاتل اور اس پر تیر چلانے والے عامر بن صعصعہ پر لعنت کرے"۔

ایک قول یہ ہے کہ اس کا نام اسد بن مالک تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ قاتل کے نام میں ابہام کا تعلق غالباً سید ابن طاؤس یا بعض رُواۃ سے ہے۔

حضرت محمد بن مسلمؑ بن عقیلؑ کی شہادت

ناسخ، جلد ۲/۳۱۸، قمقام، ص ۴۳۵، ابصار العین، ص ۵۰، جلاء العیون، ص ۵۶۸، تذکرہ سبط ابن جوزی، ص ۲۶۶ پر مرقوم ہے:

ناسخ کے الفاظ یہ ہیں: حضرت عبداللہ بن مسلمؑ جب شہید ہوئے اور ان کے بھائی محمد بن مسلمؑ نے انھیں خاک وخون میں غلطان دیکھا تو وہ زخم خوردہ شیر کی مانند اُٹھے، اور امام علیہ السلام سے اذنِ جہاد طلب کیا اور میدان میں آئے۔ کچھ اہلِ کوفہ کو

Presented by Ziaraat.Com

دوزخ روانہ کیا۔ بعدازاں ابوجرہم ازدی اور لقیط بن ایاس بن جہنی (لقیط بن ریاس جہنی) نے انھیں شہید کیا۔

اولادِ عقیلؑ کے شہداء

اولادِ عقیلؑ میں سے سات افراد کربلا میں شہید ہوئے جن کے نام یہ ہیں:

① جعفر بن عقیل ② عبدالرحمٰن بن عقیل ③ عبداللہ اصغر بن عقیل ④ عبداللہ اکبر بن عقیل ⑤ موسیٰ بن عقیل ⑥ عون بن عقیل ⑦ علی بن عقیل۔

حضرت جعفر بن عقیلؑ کی شہادت

ناسخ، جلد۲/۳۱۸، مناقب، جلد۴/۱۰۵، مقتل خوارزمی، جلد۲/۲۶، تمقام، ص ۳۳۵ اور بحار، جلد۴۵/۳۳ پر مرقوم ہے: محمد بن مسلمؑ کے بعد جعفر بن عقیلؑ نے امام حسینؑ سے اذنِ جہاد طلب کیا اور قومِ اشقیاء کے مدمقابل آئے اور یہ رجز پڑھا:

انا غلام الا بطحی الطالبی   من معشر فی هاشم وغالب

ونحن حقا سادة الذوائب   هذا حسین اطیب الا طائب

من عترة النبی العاقب

"میں ابطحی اور طالبی جوان ہوں۔ میرا تعلق حضرت ہاشم اور طالبؑ کے گھرانے سے ہے۔ ہم سرداروں کے بھی سردار ہیں۔ یہ حسینؑ تمام پاکیزہ افراد میں سے زیادہ پاکیزہ ہے اور یہ رسولؐ آخر کی عترت سے ہے"۔

قرة العین عقیلم من ومولایم حسین   جان و دل بر آلائش هر تهمت و شین

پسر عم منست این شه و شهزاده که هست   قرة العین بنی چشم و چراغ ثقلین

این حسین بن علی ست که جبرئیل امین   پرورش داد درا در حلل اجنحتین

Presented by Ziaraat.Com

انھوں نے جنگ کی اور چدرہ نامور سواروں کو قتل کیا۔ مناقب کی روایت کے مطابق دو سواروں کو قتل کیا۔ بشر بن سوط ہمدانی نے انھیں شہید کر دیا۔

ناسخ میں مرقوم ہے کہ انھیں بشر بن حوط ہمدانی اور ابصار العین کے مطابق بشر بن حوط ہمدانی نے انھیں شہید کیا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حمید بن مسلم کی روایت کے مطابق ان کا نام عروہ بن عبداللہ خثعمی تھا۔ چنانچہ ناسخ و مقتل مقام میں بھی مرقوم ہے۔

ناسخ میں ابوالفرج سے منقول ہے: جعفر کی والدہ ام ثغر عامر عامری کی دختر تھیں۔ مقتل مقام میں ان کی والدہ کا نام اُم الشغر (الشغرخ) عامر بن حسان (الصعاب) کی بیٹی تھیں۔

ایک روایت کے مطابق ان کا نام حوصا یا خوصا تھا۔ بحار میں ابوالفرج کے حوالے سے مرقوم ہے: ان کا نام اُم الثغر تھا۔

زیارت ناحیہ میں ان پر سلام کیا گیا ہے:

السلام علی جعفر بن عقیل لعن اللہ قاتلہ و رامیہ بشر بن حوط الھمدانی (بحار، جلد ۴۵/ ۶۸)

"جعفر بن عقیلؑ پر سلام ہو اور ان کے قاتل اور ان پر تیر چلانے والے بشر بن حوط ہمدانی پر خدا کی لعنت ہو"۔

بحار، جلد ۱۰۱/ ۲۷۱ اور ناسخ، جلد ۳/ ۲۰ میں مرقوم ہے: ان کے قاتل کا نام بشر بن خوط ہمدانی تھا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عقیلؑ کی شہادت

ناسخ، جلد ۲/ ۳۱۹، مقتل مقام، ص ۲۳۵، بحار، جلد ۴۵/ ۳۳، مناقب، جلد ۴/ ۱۰۵، تذکرہ سبط بن جوزی، ص ۲۶۶، ابصار العین، ص ۵۱، ارشاد مفید، ص ۲۳۹ اور مقتل

Presented by Ziaraat.Com

خوارزمی، جلد۲/۲۶ میں ان کی شہادت کے واقعات بیان ہوئے ہیں۔

ناسخ کا بیان ہے: حضرت جعفر بن عقیلؑ کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عقیلؑ میدان میں آئے اور انھوں نے یہ رجز پڑھا:

ابی عقیل فاعرفوا مکانی . من هاشم وهاشم اخوانی
کهول صدق سادة الا قران هذا حسین شامخ البنیان
و سید الشیب مع الشبان

"میں فرزند ہاشمؑ ہوں، میں عقیلؑ کا نور نظر ہوں۔ میرا مقام پہچانو۔ میرے بزرگ۔ سچ بولنے والے اور اپنے زمانے کے سردار تھے۔ یہ بلند مرتبہ حسینؑ ہر پیر و جوان کا سردار ہے"۔

اس کے بعد انھوں نے دشمنوں پر حملہ کیا اور ابن زیاد کے سترہ سواروں کو دوزخ روانہ کیا۔ پھر عثمان بن خالد جہنی نے انھیں شہید کر دیا۔

ابصارالعینؔ میں مرقوم ہے: عثمان بن خالد بن اشیم جہنی اور بشر بن حوط ہمدانی نے مل کر انھیں شہید کیا تھا۔

صاحبِ تمتقام لکھتے ہیں: ابوالفرج نے مقاتل الطالبین میں ان کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔ جب کہ زیارتِ ناحیہ، ارشاد مفید اور کامل ابن اثیر میں ان کا تذکرہ موجود ہے۔

زیارتِ ناحیہ میں یہ الفاظ وارد ہیں:

السلام علی عبدالرحمٰن بن عقیل لعن الله قاتله و رامیه عثمان بن خالد بن اشیم الجهنی (بحار، جلد۴۵/ ۶۸)

"حضرت عبدالرحمٰنؑ بن عقیل پر سلام ہو اور خدا عثمان بن خالد بن اشیم جہنی پر لعنت کرے جس نے انھیں تیر مارا اور انھیں قتل کیا"۔

Presented by Ziaraat.Com

ابصارالعین میں مرقوم ہے: عثمان بن خالد بن اشیم جہنی اور بشر بن حوط ہمدانی نے مل کر انھیں شہید کیا تھا۔

صاحب قمقام لکھتے ہیں: ابوالفرج نے مقاتل الطالبین میں ان کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔ جب کہ زیارت ناحیہ، ارشاد مفید اور کامل ابن اثیر میں ان کا تذکرہ موجود ہے۔

زیارتِ ناحیہ میں یہ الفاظ وارد ہیں:

السلام علی عبدالرحمٰن بن عقیل لعن اللّٰہ قاتلہ
و رامیہ عثمان بن خالد بن اثیم الجهنی

"عبدالرحمٰن بن عقیلؑ پر سلام ہو اور خدا عثمان بن خالد بن اشیم جہنی پر لعنت کرے جس نے انھیں تیر مارا اور انھیں قتل کیا"۔
(بحار، جلد ۴۵/۶۸)

عبدالرحمٰن بن عقیلؑ پر سلام ہو اور خدا عثمان بن خالد بن اشیم جہنی پر لعنت کرے جس نے انھیں تیر مارا اور انھیں قتل کیا۔

ناسخ، جلد ۳/۲۰، بحار، جلد ۱۰۱/۲۷۱ میں قاتل کا نام عمر بن خالد بن اسد الجہنی بیان ہوا ہے۔

حاشیہ بحار میں اس کا نام عمر بن خالد بن اسد لکھنے کے بعد لکھا ہوا ہے کہ یہ "تصحیف" ہے۔

حضرت عبداللہ بن عقیل بن ابی طالبؑ کی شہادت

ناسخ، جلد ۲/۳۱۹، قمقام، ص ۴۳۵ اور مناقب، جلد ۴/۱۰۶ پر مرقوم ہے: ہم یہ اقتباس ناسخ سے نقل کرتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عقیل بن ابی طالبؑ میدان میں آئے اور انھوں نے سخت جنگ کی اور کافی افراد کو خاک و خون میں نہلایا۔ آخر کار عثمان بن خالد بن اشیم جہنی اور

Presented by Ziaraat.Com

بشر بن خوط القانضی نے مل کر انھیں شہید کیا۔

سلیمان بن راشد نے حمید بن مسلم سے روایت کی ہے کہ یہ حضرت عبداللہ اصغر تھے اوران کی والدہ اُم ولد تھیں۔

حضرت عبداللہ بن اکبر بن عقیلؑ کی شہادت

تقام، ص ۴۳۵، مناقب، جلد۴/۱۰۶ اور ناسخ، جلد۲/۳۱۹ میں مرقوم ہے:
حضرت عبداللہ اصغر کے بعد ان کے بھائی عبداللہ اکبر میدان میں آئے۔ ان کی والدہ اُم ولد تھیں اور انھوں نے بہترین جنگ کی۔ مدائنی کی روایت کے مطابق عثمان بن خالد جہنی اور قبیلہ ہمدان کے ایک شخص نے مل کر انھیں شہید کیا۔

حضرت موسیٰؑ بن عقیلؑ کی شہادت

ناسخ، جلد۲/۳۱۹ پر مرقوم ہے کہ ابومخنف بیان کرتے ہیں: حضرت موسیٰ بن عقیلؑ حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں آئے اور آپؑ سے اذنِ جہاد حاصل کیا۔ سلام کر کے میدانِ جنگ میں آئے اور انھوں نے یہ اشعار پڑھے:

یامعشر الکھول والشبان أضربکم بالسیف والسنان
أحمی عن الفتیة والنسوان وعن امام الانس ثم الجان
ارضی بذاك خالق الانسان ثم رسول الملك المنان

"اے گروہ پیر و جوان! میں تلوار اور نیزہ سے تمھیں ماروں گا اور میں امام انس و جانؑ اور خواتین حرم اور جوانوں کا دفاع کروں گا۔ اس طرح سے خدا اور اس کے رسولؐ کو خوش کروں گا"۔

پھر اُنھوں نے سخت حملہ کیا اور ابن زیاد کے ستر فوجیوں کو قتل کر دیا اور پھر جامِ شہادت نوش کیا۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت عون بن عقیلؑ کی شہادت

ناسخ میں مرقوم ہے: جزری نے کتاب "تذکرہ" میں لکھا ہے کہ "عون" عقیل کے فرزند تھے اور وہ بھی شہدائے کربلا میں شامل تھے۔

حضرت علی بن عقیلؑ کی شہادت

بحار، جلد ۴۵/۳۳، قمقام، ص ۴۳۶ اور ناسخ، جلد ۲/۳۲۰ میں مرقوم ہے کہ علامہ مجلسی نے بحار، جلد ۴۵/۳۳ اور جلاء العیون، ص ۵۶۸ میں حضرت علی بن عقیلؑ کو کربلا کا شہید لکھا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

وہ شہیدانِ کربلا جو حضرت عقیلؑ کے پوتے تھے

حضرت محمد بن ابی سعید بن عقیلؑ کی شہادت

تاریخ، جلد ۲/ ۳۲۱ اور قمقام، ص ۴۳۶ میں مرقوم ہے: حضرت محمد بن ابی سعید بن عقیل جنہیں ”احول“ کہا جاتا تھا اور ان کی والدہ اُم ولد تھیں، وہ میدان میں آئے اور لقیط بن یاسر جہنی نے انھیں تلوار کے وار سے شہید کیا۔

مقتل مقرم، ص ۳۵۳ میں ان کی شہادت کی کیفیت یوں مرقوم ہے: طبری نے اپنی تاریخ کی جلد ۶/ ۲۵۸ اور ابن کثیر نے البدایہ، جلد ۸/ ۱۸۶ میں لکھا ہے: ہانی بن ثبیت حضرمی کا بیان ہے: میں اپنے دس دوستوں کے ساتھ کھڑا تھا۔ اس وقت حسینؑ بن علیؑ زمین پر گر چکے تھے۔ اتنے میں خیام سے اولادِ حسینؑ میں سے ایک بچہ جس نے شلوار قمیص پہنی ہوئی تھی، اور اس کے کان میں دو بندے تھے۔ اس نے ایک چوب خیمہ اُٹھا رکھی تھی اور پریشان اور خوف کے مارے کبھی دائیں دیکھتا اور کبھی بائیں دیکھتا تھا۔ اتنے میں ایک سوار آیا۔ اس نے تیزی سے اس پر تلوار کا وار کیا۔ بچے کا جسم دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا۔ جب لوگوں نے اس شخص کو لعنت ملامت کی تو اس نے اپنا نام کسی کو نہ بتایا۔ یہ بچہ حضرت محمد بن ابی سعید بن عقیل بن ابی طالبؑ تھا۔ جب اس کی ماں نے یہ حال دیکھا تو بے ہوش ہو گئی۔

زیارت ناحیہ میں ان پر سلام کیا گیا ہے:

السلام علی محمد بن أبی سعید بن عقیل لعن الله قاتله لقیط بن ناشر الجهنی

""محمد بن ابی سعید بن عقیل پر سلام ہو اور اُس کے قاتل لقیط بن ناشر جہنی پر خدا کی لعنت ہو"۔ (بحار، جلد ۴۵/ ۶۹، جلد ۱۰۱/ ۲۷۱، ناسخ، جلد ۳/ ۲۰)

حضرت جعفر بن محمد بن عقیل کی شہادت

تنقام، ص ۳۳۶، بحار، جلد ۴۵/ ۳۳ اور ناسخ، جلد ۲/ ۳۲۱ میں مرقوم ہے: کچھ علماء نے جعفر بن محمد بن عقیل کو شہدائے کربلا میں شمار کیا ہے۔

ایک اور روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ واقعہ حرہ کے اندر مدینہ میں شہید ہوئے تھے۔

بحار میں ابوالفرج کے حوالے سے مرقوم ہے: ہمیں کتاب انساب میں حضرت محمد بن عقیلؑ کے کسی بیٹے کا نام جعفر دکھائی نہیں دیا۔

شہادت احمد بن محمد بن عقیلؑ

ناسخ، جلد ۲/ ۳۲۱، مناقب، جلد ۴/ ۱۰۵ اور کتاب یارانِ پائیدار، ص ۲۸ میں مرقوم ہے: احمد بن محمد بن عقیل ببر شیر کی طرح سے میدان میں آئے اور انھوں نے یہ رجز پڑھا:

الیوم اتلو حسبی ودینی　　　بصارم تحمله یمینی
احمی به عن سیدی ودینی　　　ابن علی طاهر امین

""آج میں اپنے دین وحسب کا دفاع اپنی تلوار سے کروں گا، جو کہ میرے دائیں ہاتھ میں موجود ہے۔ اس کے ساتھ میں اپنے سردار حضرت علیؑ مرتضیٰ کے فرزند اور اپنے دین کا دفاع کروں گا"۔

آپؑ نے دلیرانہ جنگ کی اور اسّی کوفیوں کو موت کے گھاٹ اُتارا، پھر جام شہادت نوش کیا۔

حضرت ابی عبید اللہ بن مسلم بن عقیلؑ کی شہادت

بحار، جلد۴۵/۶۸ میں مرقوم ہے: زیارت ناحیہ میں ان پر ان الفاظ سے سلام کیا گیا:

السلام علی أبی عبید الله ابن مسلم بن عقیل لعن الله قاتله و رامیه عمرو بن الصبیح الصیداوی

"حضرت ابوعبید اللہ بن مسلم بن عقیلؑ پر سلام ہو۔ عمرو بن صبیح صیداوی پر خدا کی لعنت ہو جس نے انھیں تیر مار کر شہید کیا"۔

بحار، جلد۱۰۱/۲۷۱، ناسخ، جلد۳/۲۱ میں ابی عبید اللہ کی بجائے ابی عبد اللہ مذکور ہے۔

............*

Presented by Ziaraat.Com

جعفر طیارؑ کی نسل کے شہداء

محمد بن عبداللہ بن جعفر طیارؑ کی شہادت

ناسخ، جلد۲/۳۲۱، بحار، جلد ۴۵/۳۴، قمقام، ص ۴۳۶، مقتل خوارزمی، جلد۲/۲۶ اور ابصار العین، ص ۴۰ پر مرقوم ہے: محمد بن عبداللہ بن جعفر طیار کی والدہ کا نام خوصاء تھا جو کہ حفصہ بن ثقیف کی صاحبزادی تھیں۔

ناسخ میں مرقوم ہے: جب محمد بن عبداللہ میدان میں گئے تو انہوں نے یہ رجز پڑھا:

نشکو الی اللہ من العدوان　　　　قتال قوم فی الردی عمیان
قد ترکوا معالم القرآن　　　　ومحکم التنزیل والتبیان
واظهروا الکفر مع الطغیان

"ہم خدا کے حضور ان لوگوں کے ستم کی فریاد کرتے ہیں جنہوں نے قرآن کی ہدایت کو چھوڑ دیا، اور بے دین اور سرکشی کا راستہ اپنایا اور اندھے بن کر ہلاکت کی طرف جا رہے ہیں"۔

یہ کہا اور دشمنوں پر حملہ کر دیا اور دس افراد کو تیر و شمشیر سے قتل کیا۔ پھر عامر بن نهشل تمیمی کے ہاتھوں جامِ شہادت نوش کیا۔

ابصار العین اور قمقام میں مرقوم ہے: سلیمان بن قتہ نے ان کے مرثیہ میں لکھا تھا:

وسمی النبی غودر فیهم　　　　قد علوه بصارم مصقول
واذا ما بکیت عینی جودی　　　　بدموع تسیل کل مسیل

Presented by Ziaraat.Com

"ہائے نبی کے ہم نام کو تیز اور چمکدار تلواروں کا نشانہ بنایا گیا۔
اے میری آنکھ، تو دل کھول کر ان پر گریہ کرتی رہ"۔

زیارت ناحیہ میں مرقوم ہے:

السلام علی محمد بن عبداللّٰہ بن جعفر الشاھد مکان ابیہ والتالی لاخیہ وواقیہ ببدنہ لعن اللّٰہ قاتلہ عامر بن نھشل التمیمی

"محمد بن عبداللہ بن جعفر طیارؑ پر سلام ہو، جو اپنے والد کی نیابت میں کربلا آیا تھا اور جو اپنے بھائی کے پیچھے چلنے والا تھا اور اپنے جسم سے بھائی کی حفاظت کرنے والا تھا۔ اللہ اس کے قاتل عامر بن نہشل تمیمی پر لعنت کرے"۔ (بحار، جلد ۴۵/۶۹، جلد ۱۰۱/۲۷۱۔ ناسخ، جلد ۳/۲۰)

حضرت عون بن عبداللہ بن جعفر طیارؑ کی شہادت

ناسخ، جلد ۲/۳۲۲، تمقام، ص ۴۳۶، مناقب، جلد ۴/۱۰۶، بحار، جلد ۴۵/۳۴، مقتل خوارزمی، جلد ۲/۲۷ اور ابصار العین، ص ۳۹ میں مرقوم ہے: حضرت عونؑ کی والدہ ماجدہ عقیلہ کبریٰ حضرت زینب سلام اللہ علیہا دختر حضرت امیر المومنین علیہ السلام تھیں۔

بیان کیا جاتا ہے: جب حضرت عبداللہ کو اپنے دونوں فرزندوں کی شہادت کی خبر مدینہ میں ملی، تو آپؑ اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھ گئے، لوگ آپؑ کے پاس آتے اور تعزیت کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ کا ایک غلام تھا جس کا نام ابو اللساس تھا۔ ایک دن اس نے حضرت عبداللہ سے کہا: یہ مصیبت ہم پر حضرت حسینؑ بن علیؑ کی وجہ سے نازل ہوئی۔
حضرت عبداللہ نے جوتے سے اسے خوب پیٹا اور فرمایا: اے بدکار عورت کے

Presented by Ziaraat.Com

بیٹے! تیری یہ مجال کہ تو حسینؑ کے متعلق یہ گستاخی کرے۔ خدا کی قسم! اگر میں خود موجود ہوتا تو میں حسینؑ سے کبھی جدا نہ ہوتا یہاں تک کہ میں ان کے ساتھ مارا جاتا اور حسینؑ کے لیے مجھ پر مصائب کا برداشت کرنا آسان ہوتا۔ مجھے فخر ہے کہ میرے بیٹے میرے ابن عم کے ساتھ رہے اور ان کے ساتھ شہید ہوئے۔ انھوں نے امام حسینؑ کی ہمدردی کی اور صبر کا مظاہرہ کیا۔

پھر انھوں نے حاضرین کی طرف منہ کر کے کہا: الحمدللہ! اگرچہ میں خود حسینؑ کی مدد نہ کرسکا، لیکن میں سرخرو ہوں کہ میرے دو بیٹوں نے حسینؑ کی مدد کی ہے۔ اس طرح سے میں سمجھتا ہوں کہ میں نے ان کی مدد کی ہے۔

الغرض حضرت عونؑ میدان کارزار میں آئے اور انھوں نے یہ رجز پڑھا، جسے صاحب ناسخ نے ان الفاظ سے نقل کیا ہے۔

ان تنکرونی فانا ابن جعفر   شهید صدق فی الجنان ازهر

یطیر فیها بجناح اخضر   کفی بهذا شرفاً فی المحشر

"اگر تم مجھے نہیں جانتے تو جان لو کہ میں جعفر کا فرزند ہوں، جو کہ حقیقی شہید تھا، جو خدا کی طرف سے سبز پر لے کر جنت میں پرواز کر رہا ہے اور قیامت میں میرے لیے یہی شرف کافی ہے کہ میں ایسے باپ کا فرزند ہوں"۔

پھر آپؑ نے جنگ کی اور تین سواروں اور آٹھ پیادوں کو قتل کیا۔

ابصار العین، تمقام اور مناقب میں مذکور ہے کہ آپؑ نے تین سواروں اور اٹھارہ پیادوں کو قتل کیا۔

تمقام میں مرقوم ہے: ابن اثیر نے تاریخ کامل میں لکھا ہے: حضرت عونؑ کی والدہ جمانہ دختر مسیب بن نجبہ فزاری تھیں۔ عبداللہ بن قطبہ طائی نے انھیں شہید کیا تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

واضح رہے کہ یہ روایات تمام روایات کے خلاف ہے، ممکن ہے کہ کاتبوں کی غلطی سے ایسا لکھا گیا ہو۔

آپؑ کے قاتل کے نام میں تھوڑا سا اختلاف ہے۔ ناسخ میں مرقوم ہے: آپؑ کے قاتل کا نام عبداللہ بن بسطہ طائی ہے۔ کچھ مورخین کا بیان ہے کہ اس کا نام عبداللہ بن قطنہ تیہانی ہے۔

ابصارالعین اور مناقب میں اس کا نام عبداللہ بن قطنہ طائی نبہانی لکھا ہوا ہے۔

- تمقام اور ابصارالعین میں لکھا ہے کہ آپؑ کے قاتل کا نام عبداللہ بن قطبہ طائی (نبہانی خ) تھا۔

تمقام اور ابصارالعین میں مرقوم ہے: سلمان بن قتہ نے اپنے مرثیہ میں لکھا:

واندبی ان بکیت عون اخاہ   لیس فیما ینوبھم بخذول

فلعمری لقد اصیب ذو والقربٰی   فبکی علی المصاب الطویل

''اے میری آنکھ! اگر تجھے رونا ہے تو محمدؐ کے بھائی عونؑ پر رو،
وہ مصائب کے وقت ساتھ چھوڑنے والے نہیں تھے۔ اہلِ بیتؑ
پر بڑے مصائب آئے، طویل مصائب کو یاد کرکے ان پر گریہ کر''۔

زیارت ناحیہ میں وارد ہے:

السلام علی عون بن عبداللہ بن جعفر الطیار فی الجنان حلیف الایمان ومنازل الاقرآن الناصح للرحمٰن التالی للمثانی والقرآن لعن اللہ قاتلہ عبداللہ بن قطبۃ النبہانی

واضح رہے کہ ناسخ، جلد ۳/۲۰ میں ''نبہانی'' کی جگہ ''تیہانی'' مرقوم ہے۔

(اقبال، ص ۵۷۵، بحار، جلد ۴۵/ ۶۸، جلد ۱۰۱/۲۷۱)

Presented by Ziaraat.Com

''عونؑ بن عبداللہ بن جعفرؑ پر سلام ہو جو کہ جنت میں پرواز کرنے والے ہیں جو کہ ایمان سے وابستہ تھا اور مدمقابل سے ٹکرانے والا تھا جو دین خداوندی کا خیرخواہ اور سورہ مثانی اور قرآن کی تلاوت کرنے والا تھا۔ اللہ اس کے قاتل عبداللہ بن قطبہ نبہانی پر لعنت کرے''۔

حضرت عبیداللہ بن عبداللہ بن جعفر کی شہادت

ناسخ، جلد ۲/۳۲۲، مناقب، جلد ۴/۱۰۶، بحار، جلد ۴۵/۳۴، جلاء العیون، ص ۵۶۸ میں ''عبیداللہ'' کے بجائے ''عبداللہ'' مرقوم ہے۔ جب کہ مقام میں یہ الفاظ وارد ہیں کہ عبیداللہ بن عبداللہ بن جعفر طیارؑ نے میدانِ کارزار میں قدم رکھا۔ ان کی والدہ خوصا دختر حفصہ تھیں۔

مقاتل الطالبین میں مرقوم ہے کہ حضرت عبیداللہ نے کربلا میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ شہادت پائی تھی۔

مناقب میں مذکور ہے کہ ان کے قاتل کا نام بشر بن حویطر قانصی تھا۔

✱......✱......✱

Presented by Ziaraat.Com

حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی اولاد کی شہادت

صاحب ناسخ اپنی کتاب کی جلد دوم/۳۲۲ میں لکھتے ہیں: میں نے کتب معتبرہ سے اولادِ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی تحقیق کی تو مجھے معلوم ہوا کہ حضرت امام حسن علیہ السلام کو خدا نے بیس بیٹے عطا کیے تھے جن میں سے سات بیٹے حضرت امام حسین علیہ السلام کی نصرت کے لیے میدانِ کربلا میں موجود تھے اور ان کے نام یہ ہیں:

① حسن مثنیٰؑ ② عبداللہ اکبر بن حسنؑ ③ عبداللہ اصغر بن حسنؑ ④ قاسم بن حسنؑ ⑤ عمر بن حسنؑ ⑥ ابوبکر بن حسنؑ ⑦ احمد بن حسنؑ۔

ایک اور روایت کے مطابق: حضرت زید بن حسنؑ بھی حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ تھے۔ حضرت حسن بن حسنؑ کو حسن مثنیٰ کہا جاتا ہے۔ ان کی خواہش تھی کہ انھیں امام حسین علیہ السلام کی دامادی کا شرف ملے۔ امام حسین علیہ السلام کو ان کی اس خواہش کا علم ہوا، تو آپؑ نے انھیں اپنے پاس بلایا اور فرمایا: فاطمہؑ اور سکینہؑ میری دو بیٹیاں موجود ہیں۔ تم جس سے نکاح کرنا چاہو میں اس سے تمہارا عقد کر دوں گا۔

حسن نے شرمندگی سے سر جھکا لیا اور کوئی جواب نہ دیا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: میری بیٹی فاطمہ کی میری والدہ سے شکل وصورت ملتی ہے میں اس سے تیرا عقد کرتا ہوں۔

ابونصر بخاری لکھتے ہیں: حضرت فاطمہؑ بنت حسینؑ سے حضرت حسن مثنیٰ کو خدا نے تین بیٹے عطا کیے:

① حضرت عبداللہ: انھیں عبداللہ محض کہا جاتا ہے۔

② حضرت ابراہیم: انھیں ابراہیم غمر کہا جاتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۳) حضرت حسن: انھیں حسن مثلث کہا جاتا ہے۔

حسن مثنیٰ کا واقعہ

حسن مثنیٰ بن امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے کربلا میں ابن سعد کے لشکر سے جنگ کی تھی اور انھیں سخت زخم لگے تھے اور وہ گھوڑے سے گرے اور مقتولین میں جا پڑے۔ جب کربلا کی جنگ ختم ہوئی اور مقتولین کے سر جدا کیے جانے لگے، تو یزیدی لشکر نے دیکھا کہ حسن مثنیٰ میں ابھی کچھ رمق جان باقی تھی۔

لشکرِ کوفہ میں سے ایک شخص اُٹھا جس کا نام اسماء بن خارجہ فزاری تھا، اور اس کی کنیت ابوحسان تھی۔ اس نے سفارش کی اور کہا کہ اس کا سر جدا نہ کرو، یہ خود بخود مر جائے گا۔

اس نے سفارش اس لیے کی تھی کہ حضرت حسن مثنیٰ کی والدہ "خولہ" کا تعلق بنی فزارہ سے تھا۔ چنانچہ اس کی سفارش پر حسن مثنیٰ قتل ہونے سے بچ گئے اور ابوحسان انھیں علاج معالجہ کے لیے اپنے پاس لے آیا۔ ابن زیاد کو اطلاع ملی تو اس نے کہا کوئی بات نہیں ابھی حسان کا بھانجا اس کے پاس رہنا چاہیے۔

الغرض ابوحسان زخمی حسن مثنیٰ کو کوفہ لے گیا اور ان کا علاج کرایا اور حضرت حسن مثنیٰ روبصحت ہوئے اور بچ گئے۔ تندرست ہونے کے بعد وہ کوفہ سے مدینہ چلے گئے۔

اس گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت قاسم بن حسنؑ کی دامادی کا قصہ اور فاطمہ بنت حسینؑ سے ان کے نکاح کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور یہ راویوں کا جھوٹ ہے۔

مؤلف کتاب ہذا کہتا ہے: حضرت قاسمؑ کی دامادی ایک موضوع ہے اور اس کا جھوٹ ہونا دوسرا موضوع ہے۔ جب کہ ہم بطور یقین اس واقعہ کی تکذیب نہیں کر سکتے کیونکہ مرحوم نراقی نے اپنی کتاب محرق القلوب کی پندرہویں مجلس میں اور فاضل دربندی نے اسرار الشہادۃ، ص ۳۱۰ میں حضرت قاسمؑ کے نکاح کا اثبات کیا ہے اور اس

Presented by Ziaraat.Com

کی تاکید کی ہے۔ اگرچہ ان کے پاس اس کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔
ہم اگلے صفحات میں مرحوم نراقی کی گفتگو کو نقل کریں گے۔
(مترجم حقیر عرض کرتا ہے: حضرت قاسمؑ کے نکاح کی روایات روضۃ الشہداء کاشفی، مثیر الاحزان ابن نما، معالی السبطین اور سید محمد ہاشم بحرانی کی شہرۂ آفاق کتاب مدینۃ المعاجز میں بھی موجود ہیں۔ برصغیر پاک و ہند کے عظیم محقق و مجتہد علامہ علی نقی اعلی اللہ مقامہ نے اس موضوع کے اثبات کے لیے پورا رسالہ لکھا تھا۔ لہٰذا اسے بیک جنبش قلم جھوٹ کا پلندہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔
ویسے بھی کربلائے معلٰی میں حضرت قاسمؑ کا خیمۂ عروس آج بھی موجود ہے، اگر یہ روایت جھوٹ کا پلندہ تھی تو علمائے عراق نے اسے منہدم کیوں نہ کرایا؟! (اضافۃ من المترجم عفی عنہ)

حضرت عمر بن حسن کے احوال

ناسخ، جلد ۲/ ۳۴۴ پر مرقوم ہے: حضرت عمر بن حسن، امام حسن مجتبٰی علیہ السلام کے فرزند تھے اور یہ اپنے چچا کے ساتھ کربلا میں موجود تھے لیکن یہ قتل ہونے سے محفوظ رہے تھے۔ کربلا میں آپؑ چھوٹے بچے تھے اور اہلِ حرم میں زندگی بسر کرتے تھے۔
جب اہلِ حرم قیدی بن کر شام گئے تو یہ بھی اپنی پھوپھیوں کے ہمراہ قید تھے۔
ایک دن یزید بن معاویہ نے اُس سے کہا: کیا تم میرے بیٹے عبداللہ سے کشتی لڑو گے؟
حضرت عمر بن حسنؑ نے جواب دیا: مجھ میں کشتی لڑنے کی طاقت نہیں ہے۔ اگر تو چاہتا ہے تو اپنے بیٹے کو ایک چھری دے دے اور ایک چھری مجھے پکڑا دے، ہم دونوں ایک دوسرے سے جنگ کریں گے اگر میں مارا گیا تو میں اپنے جدامجد رسولؐ خدا سے اور دادا حضرت علی مرتضٰیؑ اور اپنے والد حضرت حسن مجتبٰیؑ اور اپنے چچا حضرت حسین

Presented by Ziaraat.Com

علیہم السلام کے پاس پہنچ جاؤں گا اور اگر تیرا بیٹا مارا گیا تو وہ اپنے پردادا ابوسفیان اور اپنے دادا معاویہ کے پاس چلا جائے گا۔

جب یزید نے بچے کا یہ جواب سنا تو خشمگین نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا اور کہا:

شنشنة أعرفها من اخزم[1] ما تلد الحية الا الحية

"یہ سخت مزاجی اور درشت طبیعت انھیں "اخزم" سے ورثہ میں ملی ہے۔ سانپ کے ہاں سنپولیا ہی جنم لیتا ہے"۔

یزید نے اپنے سپاہیوں سے کہا: دیکھو یہ بچہ بالغ ہے یا نابالغ ہے؟

سپاہیوں نے کہا: یہ ابھی نابالغ ہے۔ مجبوراً یزید نے انھیں چھوڑ دیا اور یوں وہ قتل ہونے سے بچ گئے تھے۔

ناسخ، جلد۲/۳۲۶ میں مرقوم ہے کہ اولادِ حسنؑ میں سے پانچ افراد نے کربلا میں جامِ شہادت نوش کیا تھا۔

حضرت قاسم بن حسن علیہ السلام کی شہادت

حضرت قاسم اور ابوبکر بن حسن کی والدہ ایک ہی تھی۔ کچھ مؤرخین کہتے ہیں:

---

① یہ شعر حاتم طائی کے دادا ابی اخزم کا ہے۔ اس کے ایک بیٹے کا نام "اخزم" تھا، جو کہ انتہائی بدمزاج اور بداخلاق تھا اور شادی کے کچھ عرصہ بعد جوانی ہی میں فوت ہو گیا تھا۔ اس کے ہاں کچھ بیٹے بھی پیدا ہوئے تھے۔ جب وہ جوان ہوئے تو انھوں نے اپنے دادا کو زدوکوب کیا اور اس کی بے عزتی کی۔ "ابی اخزم" نے پوتوں کے اس سلوک کو دیکھ کر یہ کہا تھا:

ان بنی رملونی بالدم شنشنة اعرفها من اخزم

"میری اولاد نے مجھے خون میں لت پت کیا ہے، اس عادتِ بد کو میں اخزم سے ہی جانتا ہوں"۔

(ناسخ، جلد۲/۳۲۵)

Presented by Ziaraat.Com

ان کا نام نفیلہ تھا جب کہ کچھ دیگر مورخین بیان کرتے ہیں کہ ان کا نام رملہ تھا۔(ابصار العین، ص ۳۶)

مرحوم نراقی نے اپنی کتاب محرق القلوب میں حضرت قاسمؑ کے متعلق مفصل گفتگو کی ہے، جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

واضح رہے کہ شہادت حضرت قاسمؑ کا واقعہ انتہائی درد بھرا واقعہ ہے اور ہمارے علماء رضوان اللہ علیہم نے اس کی کیفیت کو مختلف طریقوں سے نقل کیا ہے۔ کچھ علماء نے ان کی دامادی کا تذکرہ کیا ہے اور کچھ علماء نے اس کا ذکر نہیں کیا اور انھیں دامادی کی صحت میں تامل ہے۔ فقیر نے اس واقعہ کو کچھ کتابوں میں پڑھا ہے اور میری نظر میں یہ واقعہ معتبر اور مستند ہے۔ اسی لیے میں قاسمؑ کے قصہ کو واضح اور ظاہر شکل میں بیان کر رہا ہوں۔

حضرت قاسمؑ ابھی کمسن تھے اور سنِ بلوغت کو نہیں پہنچے تھے۔ ان کا چہرہ سورج کی طرح سے چمکتا تھا اور انھوں نے شجاعت اپنے بزرگوں سے میراث میں پائی تھی۔ جب اس نورِ چشم نے دیکھا کہ ان کے دوست اور ان کے بھائی جامِ شہادت نوش کر چکے ہیں تو ان کے دل میں درد کی لہر اُٹھی اور انھوں نے سرد آہ کھینچی اور اپنے چچا حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے عرض کیا:

چچا جان! میں اپنے بھائیوں اور دوستوں کی جدائی کو مزید برداشت نہیں کر سکتا۔ آپؑ اجازت دیں میں میدان میں جانا چاہتا ہوں۔

سید الشہداءؑ نے جب یہ حالت دیکھی تو حضرت قاسمؑ کو گلے لگایا اور رونے لگے۔ قاسم بھی چچا سے لپٹ کر رونے لگے اور دونوں نے ایک دوسرے کے گلے میں بانہیں حمائل کر دیں اور ابرِ بہار کی طرح سے اتنا گریہ کیا کہ دونوں بے ہوش ہو گئے۔

جب افاقہ ہوا تو امام حسینؑ نے فرمایا: چچا کی جان! میں آپ کو جنگ میں کیسے

Presented by Ziaraat.Com

بھیج سکتا ہوں۔ تم تو میرے بھائی کی نشانی ہو۔

حضرت قاسمؑ نے چچا کے ہاتھ پاؤں کا بوسہ لیا اور بار بار جنگ میں جانے کی اجازت طلب کی۔ لیکن حضرت امام حسین علیہ السلام نے انھیں میدان میں جانے کی اجازت نہ دی۔ حضرت قاسمؑ مایوس ہو کر اپنے خیمہ میں آئے اور زاروقطار رونے لگے۔

اچانک ان کے ذہن میں یہ بات آئی کہ ان کے والد ماجد نے ان کے لیے ایک خط لکھا تھا اور وہ خط ان کے بازو پر بندھا ہوا تھا۔

حضرت امام حسنؑ نے جناب قاسمؑ کو وصیت کی تھی کہ جب تجھ پر کوئی مشکل وقت آئے تو اس تعویذ کو کھول لینا اور اس کی تحریر پر عمل کرنا۔

حضرت قاسمؑ نے دل میں سوچا کہ آج کی گھڑی سے زیادہ مشکل گھڑی اور کیا ہوگی؟ یہ سوچ کر انھوں نے تعویذ کھولا اور اسے پڑھا تو اس میں یہ لکھا ہوا تھا:

> ''قاسم! میں تجھے وصیت کرتا ہوں۔ جب میرے بھائی حسینؑ کو کربلا میں بے کس اور بے یارومددگار دیکھو تو اپنی جان اُن پر قربان کر دینا''۔

اپنے والدؑ کا یہ خط پڑھا تو حضرت قاسمؑ اپنے چچا کی خدمت میں آئے اور اپنے والدؑ کا خط اُن کے ہاتھوں پر رکھا۔ جب امام حسین علیہ السلام نے اپنے بھائی کی اس وصیت کو پڑھا تو آپؑ بے ساختہ روئے۔ پھر آپؑ نے حضرت قاسمؑ سے فرمایا:

جانِ عم! میرے بھائی نے ایک وصیت تو تمھیں کی ہے اور انھوں نے ایک وصیت مجھے بھی تمہارے متعلق کی تھی۔ میں چاہتا ہوں کہ اس وصیت کو بجا لاؤں۔ میرے بھائی نے مجھے یہ وصیت کی تھی کہ میری بیٹی حضرت فاطمہؑ، جسے انھوں نے تیرے لیے نامزد کیا تھا، اسے تیرے عقد میں لے آؤں۔

پھر آپؑ نے قاسمؑ کے ہاتھ کو پکڑا اور انھیں خیمہ میں لے گئے اور آپؑ نے

Presented by Ziaraat.Com

اپنے بھائیوں حضرت عباسؑ اور حضرت عونؑ کو طلب کیا اور حضرت فاطمہؑ کا عقد مہر شہادت کے عوض قاسمؑ سے کیا اور آپؑ نے عقیلہ کبریٰ حضرت زینبؑ سے فرمایا:

حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کا لباس لایا جائے اور قاسمؑ کو حسین ترین لباس پہنایا جائے۔ پھر آپؑ نے اپنے ہاتھوں سے انھیں حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی خود اور زرہ پہنائی اور ان کے سر پر دستار باندھی۔

بعدازاں اپنی صاحبزادی کا ہاتھ پکڑ کر حضرت قاسمؑ کے ہاتھ میں دیا اور فرمایا:

یہ وہ امانت ہے، جو تمھارے والد نے مجھے سونپی تھی۔ الی آخرہ۔

ناسخ، جلد۲/۳۲۶، جلاء العیون، ص ۵۶۸، بحار، جلد ۴۵/۳۴، مناقب، جلد ۴/۱۰۶، مقتل خوارزمی، جلد۲/۲۷، مثیر الاحزان، ص ۶۹ اور ابصار العین، ص ۳۶ اور تمقام، ص ۳۳۷ کے بیانات کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی اولاد میں سے سب سے پہلے حضرت قاسم بن الحسنؑ نے میدانِ کارزار میں قدم رکھا۔ ان کا چہرہ چاند کی طرح سے چمک رہا تھا اور وہ ابھی سنِ بلوغت کو نہیں پہنچے تھے۔ وہ حضرت امام حسینؑ سے اذنِ جہاد لینے کے لیے آئے تو آپؑ نے انھیں اپنے سینے سے لگایا اور اتنا گریہ کیا کہ قریب تھا کہ بے ہوش ہو جائیں۔

مقتل خوارزمی میں یہ الفاظ مرقوم ہیں: حضرت امام حسینؑ نے حضرت قاسمؑ کو سینے سے لگایا، اور چچا بھتیجا اتنا روئے کہ دونوں بے ہوش ہو گئے۔

ناسخ میں مرقوم ہے: جب دونوں ہوش میں آئے تو حضرت قاسمؑ نے گفتگو کا آغاز کیا اور میدان جانے کی اجازت طلب کی لیکن آپؑ نے اجازت نہ دی۔ حضرت قاسمؑ نے چچا کے ہاتھ پاؤں کا بوسہ دیا اور رو رو کر اجازت طلب کی لیکن آپؑ خاموش رہے۔ پھر کچھ دیر بعد آپؑ نے انھیں میدان میں جانے کی اجازت عطا کی۔

اجازت حاصل کر کے حضرت قاسمؑ میدان میں آئے اور آپؑ نے میدان میں

Presented by Ziaraat.Com

یہ رجز پڑھا:

ان تنکرونی فانا ابن الحسن سبط النبی المصطفٰی والمؤتمن
ھذا حسین کالاسیر المرتھن بین اناس لا سقوا صوب المزن

"اگر تم مجھے نہیں جانتے تو تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ میں حضرت رسولؐ امین کے نواسے حضرت حسن مجتبیٰؑ کا فرزند ہوں۔ یہ حضرت حسینؑ ہیں جو آج تمھارے درمیان ایک قیدی کی طرح سے محصور ہیں۔ خدا تم لوگوں پر باران رحمت نازل نہ کرے"۔

نفس المھموم میں کمرہ ای نے اس رجز کا فارسی ترجمہ یوں کیا ہے:

گر نشاسیدم منم نژاد حسن سبط بنی مصطفای مؤتمن
عمو حسینم چو اسیر مرتھن مردمی باران میاشاں در وطن

مناقب، جلد ۳/۱۰۶ میں مرقوم ہے کہ حضرت قاسمؑ نے یہ رجز پڑھا تھا:

انی انا القاسم من نسل علی نحن وبیت اللہ اولٰی بالنبی
من شمر ذی الجوشن او ابن الدعی

"میں قاسمؑ ہوں اور میرا تعلق نسلِ علیؑ سے ہے۔ خدا کی قسم! ہم شمر ذی الجوشن اور حرام زادے کے بیٹے (ابن زیاد) کی بہ نسبت رسولؐ خدا کے زیادہ قریب ہیں"۔

نفس المھموم میں اس رجز کا فارسی ترجمہ ان الفاظ سے کیا گیا ہے:

منم هماں قاسم و از نسل علی ما بخدا هسیتم اولٰی به نبی
از شمر ذی الجوشن واز ابن دعی

شرح شافیہ میں مرقوم ہے: لشکر ابن سعد میں ایک پہلوان ایسا بھی تھا جسے ایک ہزار افراد کے برابر سمجھا جاتا تھا۔ وہ حضرت قاسمؑ کے مقابلہ پر آیا۔ حضرت قاسمؑ نے

Presented by Ziaraat.Com

بجلی کی سی تیزی کے ساتھ اس پر حملہ کیا اور تلوار کے ایک ہی وار سے اس کا کام تمام کر دیا۔ پھر آپؑ خورشید درخشاں کی مانند لشکر میں آ کر چمکے اور کمسنی کے باوجود آپؑ نے پینتیس اور ایک روایت کے مطابق ستر دشمنانِ دین کو ہلاک کیا۔

حمید بن مسلم کا بیان ہے: میں ابن سعد کے لشکر میں تھا کہ اچانک میری نگاہ ایک جوان پر پڑی جس نے ازار و پیراہن پہنا ہوا تھا اور اس کے بائیں پاؤں کی جوتی کا تسمہ ٹوٹا ہوا تھا۔

ابصار العین، ص ۳۷ میں حمید بن مسلم سے منقول ہے کہ اس جوان کے ایک جوتے کا تسمہ پھٹا ہوا تھا اور میں یہ کبھی نہ بھولوں گا کہ وہ اس کا بایاں پاؤں تھا۔ نوجوان تسمہ باندھنے کے لیے رُکا تو عمر بن سعد بن عروہ بن نفیل ازدی نے کہا: خدا کی قسم! میں اس نوجوان پر حملہ کر کے اسے قتل کروں گا۔

میں نے کہا کہ ایسا کہتے ہوئے شرم نہیں آتی؟ یہ جوان اتنا پیارا ہے کہ اگر یہ مجھ پر بھی تلوار کا وار کرے تو بھی میں جواب میں اپنا ہاتھ اس کی طرف نہیں بڑھاؤں گا۔ آخر تجھے کیا پڑی ہے تو اس کے خون سے اپنے ہاتھ کیوں رنگنا چاہتا ہے؟

اس نے کہا: قسم بخدا! میں اپنے ارادے سے باز نہ آؤں گا۔

الغرض، اس نے گھوڑا دوڑایا اور جیسے ہی اسے موقع ملا اس نے تلوار سے حضرت قاسمؑ کے سر پر حملہ کیا جس سے جوان کا سر پھٹ گیا اور جوان گھوڑے سے زمین پر آ گرا اور آواز دے کر "یا عماہ" چچا جان مدد کو آیئے۔

جب حضرت قاسمؑ کی آواز استغاثہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے کانوں میں پڑی تو آپؑ کسی شکاری باز کی طرح سے دشمنوں پر جھپٹے اور لشکر کو حضرت قاسمؑ کے اطراف سے ہٹایا۔ آپؑ نے حضرت قاسمؑ کے قاتل پر حملہ کے لیے تلوار بلند کی اور اس پر وار کیا۔ اس لعین کا نجس ہاتھ کہنیوں سے کٹ گیا۔ اس ملعون نے زوردار چیخ ماری۔

Presented by Ziaraat.Com

لشکرِ کوفہ اسے امام حسینؑ کے ہاتھوں سے چھڑانے کے لیے آگے بڑھا۔ جس کی وجہ سے جنگ مغلوبہ شروع ہوگئی اور حضرت قاسمؑ کا جسم گھوڑوں کے سُموں سے پامال ہوگیا۔

قمقام، ص ۴۲۸ اور اسرار الشہادۃ، ص ۳۰۵ پر مرقوم ہے: جنگِ مغلوبہ شروع ہوگئی۔ اس کی وجہ سے حضرت قاسمؑ کے قاتل کے جسم پر گھوڑے دوڑ گئے اور اس کا جسم پامال ہوگیا۔

جب حضرت امام حسینؑ دشمنوں کو ہٹا چکے تو اپنے فرزند کے سرہانے تشریف لائے۔ آپؑ نے دیکھا کہ حضرت قاسمؑ پر نزع کا وقت طاری تھا اور وہ زمین پر ایڑیاں رگڑ رہے تھے، اور آپؑ کی روح اعلیٰ علیین کی طرف پرواز کرنے کے لیے بے تاب تھی۔

آپؑ نے قاسم کی یہ حالت دیکھی تو آپؑ کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے اور فرمایا: خدا کی قسم! تیرے چچا پر انتہائی گراں ہے کہ تو اسے اپنی مدد کے لیے پکارے اور وہ تجھے جواب نہ دے، اگر جواب دے بھی تو بھی تیری مدد نہ کر سکے اور اگر مدد بھی کرے تو اس سے تجھے فائدہ نہ پہنچ سکے۔ خدا ان لوگوں کو اپنی رحمت سے دُور کرے جنہوں نے تجھے قتل کیا ہے، اور اس گروہ کے لیے ہلاکت ہے، تیرے آباء و اجداد جن کے دشمن ہوں"۔

اس کے بعد آپؑ نے حضرت قاسمؑ کا لاشہ اٹھایا۔ اپنے سینہ کے ساتھ ان کا سینہ چسپاں کیا۔ ان کے پاؤں زمین پر خط کھینچ رہے تھے۔ انھیں اُٹھا کر شہدائے اہلِ بیتؑ کے لاشوں کے درمیان لٹا دیا اور کہا: خدایا! ہمارے قاتلوں کو قتل کر اور ان کی جماعت کو پراگندہ کر اور ان میں سے کسی کو بھی مت چھوڑ اور کبھی بھی ان کی مغفرت نہ کرنا"۔

(۱) ابصار العین، ص ۳۷ میں مرقوم ہے کہ راوی کا بیان ہے کہ امام حسینؑ نے حضرت قاسمؑ کا لاشہ اٹھایا اور انھیں اپنے فرزند علی اکبرؑ کے پہلو میں لٹا دیا۔ میں (راوی) نے پوچھا کہ یہ کس نوجوان کا لاشہ ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ حضرت قاسم بن حسنؑ بن علی بن ابی طالبؑ کا ہے۔ انتہی

Presented by Ziaraat.Com

بعدازاں آپؑ نے اپنے خاندان سے فرمایا:

اے میرے چچازاد بھائیو اور میرے اہلِ بیتؑ! صبر کرو، آج کے بعد تم کبھی بھی ذلت وخواری نہ دیکھو گے اور ابدی عزت وسعادت حاصل کرو گے۔

جلاء العیون، ص ۵۶۹ پر مرقوم ہے: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: حضرت قاسمؑ نے تین کافروں کو قتل کیا تھا۔ بعض روایات میں مقتولین کی زیادہ تعداد بھی بیان کی گئی ہے۔

ناسخ، جلد۲/ ۳۲۷ پر مرقوم ہے: حضرت قاسمؑ نے اپنی کمسنی کے باوجود پینتیس اور ایک روایت کے مطابق ستر ظالموں کو قتل کیا تھا۔

اسرار الشہادۃ، ص ۳۰۴ پر مرقوم ہے کہ حضرت قاسمؑ نے ساٹھ ملاعین کو قتل کیا تھا۔ حضرت قاسمؑ کی دامادی کا قصہ کتب معتبرہ میں فقیر کی نگاہوں سے نہیں گزرا۔

ناسخ، جلد۲/ ۳۲۲ پر مرقوم ہے: دامادی قاسم کی روایت خودساختہ ہے اور یہ روایت کے اکاذیب میں سے ایک کِذب ہے۔

مؤلف کہتا ہے: حسن مثنّیٰ کے حالات میں ہم لکھ چکے ہیں کہ مرحوم دربندی نے اسرار الشہادۃ، ص ۳۱۰ میں اور مرحوم نراقی نے محرق القلوب کی گیارھویں مجلس میں اس کی تائید کی ہے۔

اسرار الشہادۃ، ص ۳۰۴ میں مرقوم ہے: جب حضرت قاسمؑ عازمِ میدان ہونے لگے تو حضرت امام حسین علیہ السلام نے ان کے عمامہ کے دو حصّے کیے، ایک حصّہ ان کے چہرے پر آویزاں کیا اور انھیں کفن کی مانند لباس پہنایا اور ان کی کمر سے تلوار لٹکائی اور انھیں لشکرِ کفار کی طرف روانہ کیا۔

حضرت قاسمؑ نے حملہ کیا اور ابن زیاد کے ساٹھ فوجیوں کو ہلاک کیا، اور بعدازاں چچا کے پاس واپس آ گئے اور عرض کیا:

Presented by Ziaraat.Com

یاعماہ العطش العطش ادرکنی بشربۃ من الماء

"چچا جان، ہائے پیاس، ہائے پیاس، آپ پانی کے ایک گھونٹ سے میری مدد کریں"۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے انھیں صبر کا حکم دیا اور انھیں ایک انگوٹھی دی اور فرمایا: اسے منہ میں رکھو۔

حضرت قاسمؑ کہتے ہیں: جب میں نے انگوٹھی منہ میں لی تو یوں لگا جیسا کہ میرے وجود میں پانی کا پورا چشمہ اُبلنے لگا ہو، اور میں سیراب ہو گیا۔

کتاب مذکور کے ص ۳۰۵ پر مرقوم ہے: ایک روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت قاسمؑ نے دو سو دشمنانِ دین کو ہلاک کیا۔

مسلم خولان کا بیان ہے کہ میرے پاس ایک شامی کھڑا تھا۔ اس نے کہا: خدا کی قسم! یہ جوان میرے ہاتھوں سے چھوٹ کر کہیں نہ جائے گا کیونکہ یہ اپنی حدود سے تجاوز کر رہا ہے۔

میں نے کہا: خدا تجھے ہلاک کرے، کیا تجھے قرابتِ رسولؐ کا بھی خیال نہیں ہے؟ لیکن اس نے میری بات پر کوئی دھیان نہ دیا۔ اس نے قاسمؑ پر حملہ کیا۔ قاسمؑ کے سر پر چوٹ آئی، سنبھل نہ سکے۔ زمین پر گرے اور آواز دی:

یاعماہ ادرکنی

"چچا جان! میری مدد کو آیئے"۔

حضرت امام حسینؑ تیزی سے میدان میں آئے اور اس کے قاتل پر حملہ کیا۔ اس کے سر پر سخت چوٹ آئی۔ اس نے اپنے لشکر کو آواز دی۔ لشکر اس کی مدد کے لیے آگے بڑھا اور حضرت قاسمؑ کی لاش گھوڑوں کے سُموں سے پامال ہو گئی۔

ایک روایت میں مرقوم ہے: حضرتؑ کے اس ارادے کو بھانپ کر لشکر نے

Presented by Ziaraat.Com

آپ پر تیروں کی بوچھاڑ کردی۔ آپؑ زین سے زمین پر آئے۔ اس وقت شیبہ بن سعد شامی نے آپؑ کی پشت پر نیزے کا وار کیا، جو کہ سینہ سے باہر نکلا۔ حضرت امام حسینؑ آئے اور آپؑ کے قاتل کو قتل کر دیا۔

زیارت ناحیہ میں یہ جملے وارد ہیں:

السلام علی القاسم بن الحسن بن علی المضروب علی هامته المصلوب لامته حین نادی الحسین عمه فجلا علیه عمه کالصقر وهو یفحص برجلیه التراب والحسین یقول بُعداً لقوم قتلوك ومن خصمهم یوم القیامة جدك وابوك، ثم قال عزوا الله علی عمك ان تدعوه فلا یجیبك أو ان یجیبك وانت قتیل جدیل فلا ینفعك هذا والله یوم کثر واتره وقل ناصره جعلنی الله معکما یوم جمعکما وبوأنی صبواً کما ولعن الله قاتلك عمر بن سعد بن عروة بن نفیل الازدی واصلاه جحیماً واعد له عذاباً الیماً (بحار، جلد۴۵/۶۷)

"حضرت قاسمؑ بن حسن بن علیؑ پر سلام ہو جس کی کھوپڑی پر ضرب لگائی گئی، جس کی زرہ پھٹ چکی تھی۔ جب اس نے اپنے چچا سیدالشہداءؑ کو آواز دی تو وہ باز کی طرح سے اس پر جھپٹے۔ اس وقت وہ زمین پر ایڑیاں رگڑ رہا تھا اور سیدالشہداءؑ یہ کہہ رہے تھے: خدا! ان لوگوں کو اپنی رحمت سے دُور رکھ جنھوں نے تجھے قتل کیا۔ وہ اللہ کی رحمت سے دُور ہوں کہ قیامت کے دن جن سے تیرا نانا اور باپ جھگڑا کریں گے۔ پھر امام حسینؑ

Presented by Ziaraat.Com

نے کہا تھا: اللہ کی قسم! تیرے چچا کے لیے بہت ہی گراں ہے کہ تو اسے بلائے اور وہ جواب نہ دے اور اگر جواب بھی دے تو تو خاک وخون میں مل چکا ہو اور اس کا تیرے پاس آنا تجھے فائدہ نہ دے سکے۔ خدا کی قسم! یہ وہ دن ہے جب تیرے چچا کے دشمن زیادہ ہیں اور اس کے مددگار کم ہیں۔

خدا جس دن تم دونوں کو جمع کرے تو مجھے بھی تمہارے ساتھ محشور کرے اور مجھے وہی ٹھکانا عطا کرے جو تم دونوں کو عطا کرے۔

تیرے قاتل عمر بن سعد بن عروہ بن نفیل ازدی پر خدا کی لعنت ہو اور خدا اسے دوزخ نصیب کرے اور اس کے لیے دردناک عذاب مہیا کرے"۔

حضرت عبداللہ بن امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی شہادت

ناسخ، جلد۲/ ۳۲۹، جلاء العیون، ص ۵۶۹، مقتل، ص ۴۳۹، مقتل خوارزمی، جلد ۲/ ۲۸، بحار، جلد ۴۵/ ۳۶ کے بیانات کا خلاصہ یہ ہے: حضرت قاسمؑ بن حسنؑ کے بعد حضرت عبداللہ بن اکبر بن حسن علیہ السلام میدانِ جنگ میں آئے۔ ان کی کنیت حضرت ابوبکر تھی اور انھوں نے یہ رجز پڑھا:

ان تنکرونی فانا ابن حیدرۃ ضرغام اجام ولیث قسورۃ

علی الاعادی مثل ریح صرصرۃ اکیلکم بالسیف کیل السندرۃ

"اگر تم مجھے نہیں جانتے تو جان لو میں حیدر کرارؑ کا فرزند ہوں اور میں شیر بیشۂ شجاعت ہوں۔ میں دشمنوں کے لیے تیز وتند آندھی ہوں۔ میں تمہیں بڑے پیمانے کی طرح سے تلوار سے ماپوں گا"۔

Presented by Ziaraat.Com

یہ کہہ کر انھوں نے لشکر پر حملہ کر دیا اور دلیرانہ جنگ کی۔ دشمن کی فوج کے چودہ سواروں کو دوزخ روانہ کیا۔ اچانک ہانی بن ثبیت حضرمی نے آپؑ پر چھپ کر حملہ کیا اور آپؑ کو شہید کر دیا۔ اس پر اسی وقت خدا کا غضب نازل ہوا اور اس کا تمام چہرہ سیاہ ہو گیا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے: انھیں حرملہ بن کاہل نے شہید کیا تھا۔ حضرت امام حسنؑ کے اس شہزادے کی حضرت قاسمؑ سے چند سال عمر زیادہ تھی۔ مورخین متفق ہیں کہ حضرت قاسمؑ اس وقت حدِ بلوغت کو نہیں پہنچے تھے۔ اس کے باوجود حضرت قاسمؑ میدانِ جنگ میں بھائی سے پہلے گئے تھے اور بھائی کی شہادت سے قبل شہادت پائی تھی۔

زیارت ناحیہ میں ان پر سلام کیا گیا ہے:

السلام علی عبداللّٰہ بن الحسن الزکی لعن اللّٰہ قاتلہ و رامیہ حرملۃ بن کاھل الاسدی (بحار، جلد ۴۵/ ۶۷)

''حضرت حسن مجتبیٰؑ کے فرزند امام عبداللّٰہ پر سلام ہو اور ان کے قاتل اور ان پر تیر چلانے والے حرملہ بن کاہل اسدی پر خدا کی لعنت ہو''۔

حضرت ابوبکر بن حسن علیہ السلام کی شہادت

ناسخ، جلد ۲/ ۳۳۰، جلاء العیون، ص ۵۶۹، منتہی الآمال، ص ۴۳۹، بحار، جلد ۴۵/ ۳۶، ابصار العین، ص ۳۶ کے بیانات کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ حضرت ابوبکر امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے فرزند حضرت عبداللّٰہ اکبر کے علاوہ ہیں جن کی کنیت ابوبکر تھی کیونکہ کتاب زیارت میں حضرت عبداللّٰہ اکبر کے قاتل کا نام حرملہ بن کاہل اسدی بیان کیا گیا ہے اور حضرت ابوبکر کے متعلق یہ مرقوم ہے: ان کی شہادت عبداللّٰہ بن عقبہ غنوی کے تیر سے واقع ہوئی تھی۔

حضرت ابوبکر کی والدہ اُم ولد تھیں (واضح رہے کہ ''اُم ولد'' اس کنیز کو کہا جاتا

Presented by Ziaraat.Com

ہے جو صاحب اولاد ہو)۔ کچھ مورخین نے ان کا نام "نفیلہ" بیان کیا ہے۔

علامہ مجلسی نے بحار، جلد ۴۵/۳۶ میں لکھا ہے کہ ابومخنف لکھتے ہیں: حضرت ابوبکر بن حسنؑ کو عبداللہ عقبہ غنوی نے قتل کیا تھا۔

ابصار العین میں بھی عبداللہ بن عقبہ غنوی کو ہی قاتل لکھا گیا ہے۔

زیارت ناحیہ میں ان پر سلام وارد ہے:

السلام علی ابی بکر بن الحسن بن علی الزکی الولی المرمی بالسهم الردی لعن الله قاتله عبدالله بن عقبة الغنوی

"حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے فرزند حضرت ابوبکر بن حسنؑ پر سلام ہو، جن کو تیروں کا نشانہ بنایا گیا۔ ان کے قاتل عبداللہ بن عقبہ غنوی پر اللہ کی لعنت ہو"۔

حضرت عبداللہ اصغر بن امام حسن علیہ السلام کی شہادت

تاریخ، جلد ۲/۳۳۰، ۳۸۵، مقتل، ص ۴۵۴ اور ابصار العین میں مرقوم ہے: ان کی والدہ شلیل بن عبداللہ بجلی کی صاحبزادی تھیں۔

شیخ مفید ارشاد میں لکھتے ہیں: مالک بن نسر لعین نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے گستاخی کی اور آپؑ کے سر پر تلوار کی نوک سے حملہ کیا جس سے حضرتؑ کی ٹوپی پھٹ گئی۔ آپؑ نے اپنی ٹوپی اُتاری اور اس کی جگہ دوسری ٹوپی طلب کی اور ایک کپڑے سے زخم پر پٹی باندھی۔ اس پر ٹوپی رکھی اور اس پر اپنا عمامہ باندھا۔ اس وقت شمر حضرتؑ کو چھوڑ کر دُور چلا گیا۔

پھر کچھ دیر بعد شمر اپنے ساتھیوں کو لے کر حضرت امام حسینؑ کے پاس آیا اور آپؑ کا گھیراؤ کیا۔ اس وقت خیامِ اہلِ بیتؑ سے حضرت امام حسن مجتبیٰؑ کا چھوٹا بیٹا

Presented by Ziaraat.Com

برآمد ہوا، جس کا نام عبداللہ تھا۔ ابھی وہ سنِ بلوغت کو نہیں پہنچا تھا۔ چنانچہ وہ معصومؑ تیزی سے دوڑتا ہوا اپنے چچا امام مظلومؑ کے پاس پہنچا۔

حضرت زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا بچے کو پکڑنے کے لیے اس کے پیچھے آئیں لیکن بچے نے واپس جانے سے انکار کر دیا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے بہن سے فرمایا: بہن! اس بچے کا خیال رکھو لیکن حضرت عبداللہ نے واپس جانے سے انکار کر دیا اور کہا: خدا کی قسم! میں اپنے چچا سے جدا نہ ہوں گا۔

اِس اثناء میں بحر بن کعب نے امام مظلومؑ پر تلوار کھینچی۔ عبداللہ نے اس سے کہا: اے پلید عورت کے فرزند! تو میرے چچا کو قتل کرنا چاہتا ہے؟

اس ملعون نے معصومؑ پر تلوار کا وار کیا۔ بچے نے دفاع کے لیے ہاتھ بڑھایا تو معصومؑ کا ہاتھ کٹ گیا، صرف کھال لٹکتی رہی۔

بچے نے واعماہ (چچا جان) کا نعرہ بلند کیا۔ آپؑ نے بچے کو پکڑ کر سینے سے لگایا اور فرمایا: پیارے بھتیجے! صبر کرو۔ اس مصیبت کا اجر تمہیں خدا کی طرف سے ملے گا اور خدا تمہیں تمہارے بزرگوں کے ساتھ ملحق کرے گا۔ پھر آپؑ نے آسمان کی طرف ہاتھ بلند کیے اور عرض کیا:

خدایا! ان کو بارانِ رحمت سے محروم فرما۔ انہیں زمین کی برکتوں سے محروم کر دے اور ان کے اتحاد کو تفرقہ میں تبدیل فرما اور طبقہ حکام کو ان سے راضی نہ رکھنا۔ انہوں نے ہمیں دعوت دی تھی اور کہا تھا: ہم تمہاری مدد کریں گے، لیکن انہوں نے ہمارے خلاف جنگ برپا کی ہے۔

ابوالفرج اصفہانی لکھتے ہیں: حُرملہ بن کاہل اسدی نے حضرت عبداللہ بن حسنؑ کو شہید کیا۔ ابو مخنف اور دیگر مؤرخین نے لکھا: بحر بن کعب کے دونوں ہاتھ موسم گرما

Presented by Ziaraat.Com

میں لکڑی کی مانند خشک ہو جاتے تھے اور موسم سرما میں ان سے پیپ اور کچا خون بہنے لگ جاتا تھا۔ (تمقام، ص ۴۵۶، ابصار العین)

حضرت احمد بن حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی شہادت

ناسخ، جلد ۲/۳۳۰ میں ابومخنف کے حوالے سے مرقوم ہے: حضرت احمد بن حسنؑ نے میدانِ کربلا میں قدم رکھا۔ آپؑ حُسن و جمال اور شجاعت میں بے مثال تھے۔ اس وقت آپؑ کی عمر سولہ برس سے زیادہ نہیں تھی۔ آپؑ کسی زخمی شیر کی طرح سے اعداء کے لشکر پر حملہ آور ہوئے۔ آپؑ نے یہ رجز پڑھا:

انی انا نجل الامام بن علی　　　اضربکم بالسیف حتی یفلل
نحن وبیت اللّٰہ اولٰی بالنبی　　　اطعنکم بالرمح وسط القسطل

"میں فرزندِ حیدر کرار کا فرزند ہوں۔ میں تلوار سے تم پر حملے کروں گا یہاں تک وہ کند ہو جائے گی۔ بیت اللہ کی قسم! ہم رسولؐ خدا کے وارث ہیں۔ میں لشکر کے درمیان تم پر نیزوں کے وار کرتا رہوں گا"۔

یہ کہا اور آپؑ نے دائیں بائیں کھڑے ہوئے دشمنوں پر حملہ کر دیا اور آپؑ نے پہلے حملے میں اسّی افراد کو قتل کیا۔

پھر آپؑ حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں آئے اور پیاس کی وجہ سے آپؑ کی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی تھیں۔ آپؑ نے امام علیہ السلام سے عرض کیا:

یاعماہ هل شربة من الماء ابرد بها کبدی واتقوی
بها علی اعداء اللّٰه ورسوله

"چچا جان! کیا آپؑ پانی کا ایک گھونٹ مجھے پلا سکتے ہیں، تاکہ میرے جگر کو ٹھنڈک ہو اور دشمنانِ خدا کے خلاف مجھے قوت

Presented by Ziaraat.Com

حاصل ہو"۔

حضرت سید الشہداءؑ نے فرمایا: بھتیجے! چند لمحات کے لیے صبر کرو یہاں تک کہ اپنے ناناؐ سے ملاقات کرو اور وہی تمہیں ایسا جام پلائیں گے جس کے بعد تمہیں پیاس نہ لگے گی۔

حضرت احمد بن حسنؑ نے یہ سنا تو ایک نئے عزم و ولولہ سے میدان میں آئے اور آپؑ نے یہ رجز پڑھا:

اصبر قلیلا فالمنی بعد العطش فان روحی فی الجهاد تنکمش
لا أرهب الموت اذا الموت وحش ولم اکن عند اللقآء ذات رعش

اے جانِ عزیز! صبر کر تشنگی کے بعد تجھے تیری آرزو نصیب ہوگی۔ میری روح جہاد میں مصروف ہے۔ میں خطرناک موت سے نہیں ڈرتا اور نہ ہی میں جنگ سے گھبرانے والا ہوں"۔

یہ کہہ کر سخت ترین حملہ کیا اور پچاس سواروں کو دوزخ بھیجا۔ پھر آپؑ نے یہ اشعار پڑھے:

الیکم من بنی المختار ضرباً لبثیب لهو له رأس الرضیع
یبید معاشر الکفار جمعاً بکل مهند عضب قطیع

"اولادِ رسولؐ کی طرف سے تم ضربتوں کے لیے تیار رہو جن کے خوف کی وجہ سے دودھ پینے والے بچے کا سر سفید ہو جاتا ہے۔ کاٹ دار تلوار کی ضربت تم تمام کفار کو ختم کر دے گی"۔

اس حملے میں انہوں نے مزید ساٹھ سواروں کو دوزخ روانہ کیا۔ بعد ازاں انہوں نے جامِ شہادت نوش کیا۔

❋.....❋.....❋

Presented by Ziaraat.Com

اولادِ امیر المومنین علیہ السلام

حضرت عبداللہ بن علی علیہ السلام کی شہادت

ابصار العین، ص ۳۶، مقتل ، ص ۳۳۰، تاریخ ، جلد ۲/۳۳۲، بحار ، جلد ۴۵/۳۶ اور عوالم، جلد ۱۷/۲۸۰ کے بیانات کا ماحصل یہ ہے کہ جب اولادِ عقیلؑ اور اولادِ حسن مجتبیٰ شہادت حاصل کر چکی تو اس وقت شیرِ خدا حیدرِ کرارؑ کی اولاد کی باری شروع ہوئی۔

مؤلف عرض کرتا ہے: شہدائے کربلا کی تعداد کے ذکر میں اسے مزید بیان کیا جائے گا۔ اولادِ امیر المومنینؑ میں سب سے پہلے حضرت عبداللہ اصغر میدان میں گئے۔ ان کی کنیت ابوبکر تھی اور ان کی والدہ لیلیٰ بنت مسعود بن خالد بن ربعی بن مسلم بن جندل بن نہشل بن دارم بن تمیمہ تھیں۔

انہوں نے حضرت سید الشہدا سے اجازت حاصل کی اور میدان میں آئے اور انہوں نے یہ رجز پڑھا:

شیخی علی ذوالفخار الاطول — من ہاشم الصدق الکریم المفضل

ھذا الحسین بن النبی المرسل — عنہ نحامی بالحسام المصقل

تفدیہ نفسی من اخ مبجل

"حضرت علیؑ میرے بزرگ ہیں جو کہ عظیم افتخارات کے مالک ہیں اور ان کا تعلق بنی ہاشم کے کریم خاندان سے ہے۔ حضرت امام حسینؑ نبی اکرمؐ کے فرزند ہیں۔ ہم تیز تلواروں سے ان کا دفاع کرتے ہیں اور اس عظیم بھائی پر ہماری جانیں قربان ہوں"۔

Presented by Ziaraat.Com

پھر انہوں نے شاندار جنگ لڑی۔ روضۃ الاحباب پر مرقوم ہے: انھوں نے اکیس کوفیوں کو فی النار کیا۔ آخر میں جام شہادت نوش کیا۔

ان کے قاتل کے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے۔ ناسخ میں مرقوم ہے کہ کتاب زیارت میں لکھا ہوا ہے: ہانی بن ثبیت حضرمی نے انھیں شہید کیا تھا جب کہ عوالم اور ابصار العین میں مرقوم ہے کہ انھیں زجر بن بدر نخعی نے شہید کیا تھا۔ کچھ مورخین لکھتے ہیں: انھیں عبداللہ بن عقبۃ الغنوی نے شہید کیا تھا۔ (کمافی ابصار العین)

ابوالفرج لکھتے ہیں: ان کا قاتل معروف نہیں ہے۔

مدائنی کہتے ہیں: ان کی لاش شہداء کی لاشوں میں ملی تھی لیکن قاتل کا پتہ نہیں چل سکا تھا۔

ابوجعفر سے منقول ہے: انھیں بنی ہمدان کے ایک شخص نے شہید کیا تھا۔

ابصار العین میں مرقوم ہے: چند افراد نے مل کر انھیں شہید کیا تھا۔ ان میں عقبہ غنوی بھی شامل تھا۔

مقام میں مرقوم ہے: مدائنی کا بیان ہے کہ ان کی لاش ایک پانی کی چھوٹی سی نہر میں ملی تھی۔ ان کے قاتل کا پتہ نہیں چل سکا تھا۔ ذاتی طور پر اس فرزندِ علیؑ کے نام کے متعلق بھی مورخین میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

صاحب مقام لکھتے ہیں: ان کا نام عبیداللہ تھا۔

ابوالفرج لکھتے ہیں: ان کا نام معلوم نہیں ہے۔

صاحب ناسخ لکھتے ہیں: ان کا نام عبداللہ تھا۔

مؤلف کہتا ہے: اس عبداللہ بن علیؑ کی والدہ لیلیٰ دختر مسعود تھیں۔ ان کے علاوہ حضرت علیؑ کے ایک اور فرزند کا نام بھی عبداللہ ہے اور وہ حضرت عباسؑ علمدار کے بھائی تھے اور ان کی والدہ حضرت اُم البنینؑ تھیں۔

Presented by Ziaraat.Com

زیارت ناحیہ میں ان پر ان کلمات سے سلام کیا گیا ہے:

السلام علی عبداللہ بن امیرالمؤمنین مبلی البلاء والمنادی بالولآء فی عرصۃ کربلاء المضروب مقبلا ومدبرا لعن اللہ قاتلہ هانی بن ثبیت الحضرمی

"امیر المومنین حضرت علیؑ کے فرزند عبداللہ پر سلام ہو جو کہ آزمائشوں میں مبتلا ہوئے اور جنہوں نے ولایت کی آواز بلند کی جن پر آتے اور جاتے ہوئے حملے ہوئے تھے۔ ان کے قاتل ہانی بن ثبیت الحضرمی پر خدا کی لعنت ہو"۔ (بحار الانوار، جلد ۴۵/۶۶، جلد ۱۰۱/۲۷۰، ناسخ، جلد ۲/۱۸)

مؤلف عرض کرتا ہے: اس زیارت میں حضرت عبداللہ بن امیر المومنینؑ پر سلام کیا گیا ہے جب کہ عبداللہ نام کے حضرتؑ کے دو فرزند تھے۔ اب ان میں سے کون سے فرزند مراد ہیں، یہ واضح نہیں ہے کیونکہ دونوں کا قاتل ہانی بن ثبیت حضرمی بیان کیا گیا ہے۔ لہذا قاتل کی وجہ سے بھی ان کی تشخیص نہیں کی جا سکتی اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے دونوں ہی مراد ہوں۔ واللہ اعلم!

حضرت عمر بن علی علیہ السلام کی شہادت

بحار، جلد ۴۵/۳۷، عوالم، جلد ۱۷/۲۸۰، قمقام، ص ۳۳۰، مقتل خوارزمی، جلد ۲/۲۸ اور ناسخ کے بیانات کا خلاصہ یہ ہے:

حضرت عبداللہ بن علیؑ کے بعد حضرت عمر بن علیؑ نے اجازت مانگی اور آپؑ میدان میں آئے۔ آپ نے یہ رجز پڑھا:

اضربکم ولا اری فیکم زجر ذاک الشقی بالنبی قد کفر
یا زجر یا زجر تدان من عمر لعلک الیوم تبوء من سقر

Presented by Ziaraat.Com

لانك الجاحد ياشر البشر   شر مكان في حريق وسعر

"میں تم پر حملے کر رہا ہوں، لیکن مجھے نبی اکرمؐ کا منکر زجر کہیں
دکھائی نہیں دیتا۔ اے زجر! عمرؑ کے قریب آ، آج تو نارِ سقر میں
ٹھکانا حاصل کرنے والا ہے۔ تیرا ٹھکانا بھڑکتی آگ میں ہے۔
اے بدترین انسان! تو منکرِ حق ہے"۔

حضرت عمر بن علیؑ نے اپنے بھائی حضرت عبداللہ اصغرؑ کے قاتل کو مبارزہ کے لیے للکارا۔ زجر مقابلہ پر آیا تو حضرت عمرؑ نے اس پر حملہ کر کے اسے فی النار والسقر کیا۔ بعدازاں اُنھوں نے ابن زیاد کے لشکر پر پے در پے حملے کیے اور بہت سے مخالفین کو خاک وخون میں غلطان کر دیا اور اس دوران وہ یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

خلوا عن الليث العبوس المكفهر   خلوا عداة الله خلوا عن عمر

وليس فيها كالجبان المنجحر   يضربكم بسيفه ولا يفر

"عمر ایسا شیر ہے جو اپنی تلوار سے تم پر حملے کر رہا ہے اور وہ جنگ
میں فرار کرنے والا نہیں ہے اور وہ بزدلوں کی طرح سے
سوراخوں میں داخل ہونے والا نہیں ہے۔ اے دشمنانِ خدا!
ہٹ جا اور عمرؑ کو راستہ دے۔ ترش رُو اور غضب ناک شیر کے
سامنے سے ہٹ جا"۔

کتبِ مقاتل میں جس بھی مؤرخ نے عمر بن علیؑ کی کربلا میں جنگ کرنے کا تذکرہ کیا ہے اس نے انھیں شہدائے کربلا میں ضرور شمار کیا ہے جیسا کہ بحار، جلد ۴۵/۳۷، عوالم، جلد ۱۷/۲۸۰، مقتل خوارزمی، جلد ۲/۲۸ پر مذکور ہے۔

مؤلف عرض کرتا ہے: جہاں تک میری تحقیق کا تعلق ہے تو میرے لیے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ عمر بن علیؑ کربلا میں ضرور موجود تھے، لیکن وہ شہید نہیں ہوئے تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

مقتام، ص ۴۴۱ پر مرقوم ہے: عمدۃ الطالب فی نسب آل ابی طالبؑ میں لکھا ہوا ہے کہ حضرت عمر کربلا میں سرے سے موجود ہی نہیں تھے، اُنھوں نے مدینہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی خبر سنی تھی۔

مؤرخین و محدثین فریقین نے لکھا ہے: حضرت عمر بن امیر المومنین عبدالملک بن مروان کے عہدِ حکومت تک زندہ تھا اور اس نے صدقاتِ امیر المومنینؑ کے متعلق کئی بار حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے فرزند حضرت حسن مثنّٰی سے اختلافات بھی کیے تھے۔

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کے اٹھارہ فرزند تھے۔ ان میں سے دو کا نام حضرت عمرؑ تھا۔ ایک حضرت عمر اکبرؑ تھے جن کی والدہ صہبا تھیں اور دوسرے حضرت عمر اصغرؑ تھے جن کی والدہ اُم حبیبہ بنت ربیعہ تھیں۔ سیرت نگاروں نے عمر اصغرؑ کا کہیں کوئی تذکرہ نہیں کیا۔ مزید تفصیل کے لیے ناسخ، جلد۲/۳۳۳ کا مطالعہ فرمائیں۔

حضرت ابراہیم بن امیر المومنین علیہ السلام کی شہادت

ناسخ، جلد۲/۳۳۶ پر مرقوم ہے: شہدائے کربلا میں حضرت ابراہیم بن علیؑ بھی شامل ہیں۔ چنانچہ محمد بن علی بن حمزہؒ روایت کرتے ہیں: ایک اُم ولد سے امیر المومنینؑ کا ایک فرزند متولد ہوا تھا جس کا نام حضرت ابراہیمؑ تھا۔ انھوں نے امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کربلا تک سفر کیا تھا اور روزِ عاشورا شہید ہوئے تھے۔

واضح رہے کہ وہ اس خبر میں منفرد ہے۔ اس کے علاوہ یہ روایت کسی نے بیان نہیں کی ہے۔

مقتام، ص ۴۴۱ میں اس واقعہ کو ابن قتیبہ دینوری کی کتاب الامامۃ والسیاسۃ اور ابن عبدربہ کی کتاب العقد الفرید کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے۔

جب کہ ابو الفرج نے مقاتل الطالبین، ص ۵۷ میں اس کی نفی کی ہے اور کہا ہے کہ محمد بن علی بن حمزہ کے علاوہ اس روایت کو اور کسی نے بیان نہیں کیا اور میں نے

Presented by Ziaraat.Com

کسی بھی انساب کی کتاب میں ان کے متعلق کچھ نہیں پڑھا۔

حضرت عباسؑ اور ان کے بھائی

ناسخ، جلد۲/۳۳۷ پر مرقوم ہے کہ حضرت اُم البنینؑ کو خدا نے چار فرزند عطا کیے تھے: (۱) عباس الاکبر (۲) عبداللہ اکبر (۳) جعفر اکبر (۴) عثمان اکبر

مذکورہ بالا چاروں بھائی کربلا میں شہید ہوئے تھے۔

شہادت حضرت عبداللہ بن علی علیہ السلام

ناسخ، جلد۲/۳۳۷، تمقام، ص ۴۴۱، بحار، جلد ۴۵/۳۸، عوالم، جلد ۱۷/۲۸۱، مقتل خوارزمی، جلد۲/۲۹ اور ابصار العین، ص ۳۴ کے بیانات کا ماحصل یہ ہے کہ دس محرم الحرام کے دن حضرت ابوالفضل العباس علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو بلایا۔ جب وہ آ گئے تو آپؑ نے سب سے پہلے اپنے بھائی حضرت عبداللہ بن علیؑ سے فرمایا:

آپؑ میدان میں جائیں، میں چاہتا ہوں کہ آپؑ راہِ خدا میں شہادت پائیں اور میں تمہاری شہادت پر صبر کر کے اجرِ عظیم کا حق دار بن سکوں۔

ابوالفرج لکھتے ہیں: اس وقت حضرت عبداللہ کی عمر پچیس برس تھی۔ جب کہ ناسخ میں آپؑ کی عمر کے متعلق دو اقوال مرقوم ہیں: پہلا قول یہ ہے کہ آپؑ کی عمر انیس برس کی تھی اور دوسرا قول یہ ہے کہ آپؑ پچیس برس کے تھے۔

مؤلف کہتا ہے: امیر المومنینؑ کی شہادت ۴۰ھ میں ہوئی تھی اور واقعہ کربلا ۶۱ھ میں ہوا تھا لہٰذا انیس برس کی عمر بالکل غلط ہے۔

الغرض عبداللہ بن امیر المومنینؑ میدان میں آئے اور اُنھوں نے یہ رجز پڑھا:

انا ابن ذی النجدة والافضال ذاك علی الخیر ذو الفعال

سیف رسول الله ذوالنكال فی كل قوم ظاهر الاهوال

Presented by Ziaraat.Com

"میں دلاور اور سخی نیکوکار انسان علی مرتضیٰ کا فرزند ہوں۔ میرے والد رسولؐ خدا کے لیے بجولہ شمشیر کے تھے جن کی ہیبت سے تمام اقوام کفار لرزتی تھیں"۔

الغرض انھوں نے جنگ کی، بالآخر ہانی بن ثبیت حضرمی نے انھیں شہید کیا۔ ابصار العین کے بیان کے مطابق حضرتؑ کا قاتل ہانی بن شبیث تھا۔

شہادت حضرت جعفر بن علی علیہ السلام

تاریخ، جلد ۲/ ۳۳۷، تمقام، ص ۳۳۲، بحار، جلد ۴۵/ ۳۸، مقتل خوارزمی، جلد ۲/ ۲۹، عوالم، جلد ۱۷/ ۲۸۱، جلاء العیون، ص ۵۷۰، مناقب، جلد ۴/ ۱۰۷ اور ابصار العین، ص ۳۵ کے بیانات کا خلاصہ یہ ہے: اس کے بعد حضرت جعفر بن علیؑ نے میدان کا رُخ کیا۔

ابصار العین کے مؤلف کا بیان ہے کہ حضرت جعفرؑ نے دو برس اپنے والد حضرت علیؑ کے ساتھ بسر کیے تھے اور تقریباً بارہ سال امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے ساتھ گزارے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ تقریباً اکیس برس بسر کیے تھے۔ ان کی مجموعی طور پر عمر پینتیس سال تھی۔

صاحب تمقام نے ابوالفرج سے نقل کیا ہے: شہادت کے وقت ان کی عمر انیس برس تھی۔

ابصار العین کی تحقیق کے مطابق انیس برس کا مفروضہ غلط ثابت ہوتا ہے۔

(عرض مترجم: اس مقام پر مؤلف کتاب ہذا کو بھی مغالطہ ہوا ہے، کیونکہ حضرت علی علیہ السلام کی شہادت ۴۰ھ میں ہوئی تھی اور امیر المومنینؑ کی شہادت کے وقت حضرت جعفرؑ دو برس کے تھے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ ان کی ولادت ۳۸ھ میں واقع ہوئی تھی اور واقعۂ کربلا ۶۱ھ میں پیش آیا تھا اور اگر اکسٹھ میں سے اڑتیس کو نفی کیا جائے تو جواب تیئیس آتا ہے (۶۱-۳۸=۲۳)۔ اس لحاظ سے حضرت جعفرؑ کی شہادت کے

Presented by Ziaraat.Com

وقت کل عمر تیس برس تھی ہے۔ من المترجم)

حضرت جعفرؑ کی کنیت ابوعبداللہ تھی اور وہ حضرت عباسؑ علم دار کے سگے بھائی تھے۔ حضرت عبداللہؑ کی شہادت کے بعد حضرت عباسؑ نے انھیں میدان میں روانہ کیا۔ انھوں نے یہ رجز پڑھا:

انی انا جعفر ذو المعالی ابن علی الخیر ذی النوال
حسبی لعمی شرفاً وخالی احمی حسینا ذا الندی المفضال

"میں جعفرؑ ہوں اور میں اسباب عظمت رکھتا ہوں، میں نیکوکار اور سخی علیؑ کا فرزند ہوں۔ میرے چچا اور ماموں کا فخر میرے لیے کافی ہے اور میں صاحب فضیلت وسخاوت حسینؑ کی مدد کرتا ہوں"۔

مناقب میں یہ رجز ان الفاظ سے مرقوم ہے:

انی انا جعفر ذو المعالی ابن علی الخیر ذی النوال
ذاك الوصی ذو السنا والوالی حسبی بعمی جعفر والخال
احمی حسیناً ذی الندی المفضال

الغرض، آپؑ نے شدید جنگ کی اور انھیں بھی ہانی بن ثبیت نے شہید کیا۔ عوالم، بحار اور ابصار العین میں مرقوم ہے: انھیں خولی بن یزید اصبحی نے شہید کیا تھا۔

ناسخ، جلد۲/ ۳۳۸ اور مناقب، جلد۴/ ۱۰۷ میں مرقوم ہے: خولی لعین نے انھیں تیر مارا جو انھیں سر یا آنکھ پہ لگا، جس سے آپؑ گھوڑے پر سنبھل نہ سکے اور زمین پر گرے۔

زیارت ناحیہ میں ان پر سلام کیا گیا ہے:

Presented by Ziaraat.Com

السلام علی جعفر بن امیرالمؤمنین الصابر بنفسه محتسبا والنائی عن الاوطان مغترباً المتسلم للقتال المستقدم للنزال المکثور بالرجال لعن اللّٰه قاتله هانی بن ثبیت الحضرمی (بحار، جلد ۴۵/۶۶)

"جعفر بن امیرالمومنینؑ پر سلام ہو، جس نے رضائے الٰہی کے لیے صبر کیا تھا، جو وطن سے بہت دُور تھا جس نے قتال وشہادت کے لیے اپنے آپ کو پیش کیا۔ اس کے قاتل ہانی ثبیت الحضرمی پر خدا کی لعنت ہو"۔

شہادت حضرت عثمان بن امیرالمومنین علیہ السلام

بحارالانوار، جلد ۴۵/ ۳۷، عوالم، جلد ۱۷/ ۲۸۰، ناسخ، جلد ۲/ ۳۳۸، مقتل مقرم، ص ۳۳۲، مناقب، جلد ۴/ ۱۰۷ میں حضرتؑ کی شہادت کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ابصارالعین، ص ۳۲ پر مرقوم ہے: آپؑ کی والدہ حضرت اُم البنینؑ تھیں۔ آپؑ نے چار سال اپنے والد علیہ السلام اور چودہ سال امام حسن علیہ السلام کے ساتھ بسر کیے اور تیئیس برس امام حسین علیہ السلام کے ساتھ گزارے تھے۔ آپؑ کی مجموعی عمر اکتالیس برس تھی۔

(عرض مترجم: یہاں بھی صاحبِ ابصار اور مؤلف کتاب ہذا کو آپؑ کی عمر کے متعلق مغالطہ ہوا ہے کیونکہ حضرت علیؑ کی شہادت چالیس ہجری میں اور واقعۂ کربلا اکسٹھ ہجری میں واقع ہوا ہے اور حضرت جعفر والد علیہ السلام کی عمر کے وقت چار برس کے تھے تو اس کا مقصد یہ ہے کہ ان کی پیدائش ۳۶ھ میں ہوئی تھی اور اگر اکسٹھ میں سے چھتیس نفی کر دیے جائیں تو باقی پچیس بچتے ہیں۔ (اضافہ من المترجم عفی عنہ)

امیرالمومنین علی علیہ السلام نے اپنے اس فرزند کا نام عثمان رکھا تھا۔ آپؑ نے اس کی یہ وجہ بیان کی تھی کہ میں نے اپنے (دینی) بھائی عثمان بن مظعونؓ کے نام پر

Presented by Ziaraat.Com

ان کا نام رکھا ہے۔①

مؤرخین کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن علیؑ کی شہادت کے بعد حضرت عباس علیہ السلام نے حضرت عثمان کو بلا کر فرمایا: اے بھائی! اب آپؑ میدانِ کارزار میں جائیں۔ چنانچہ حضرت عثمانؑ میدانِ جہاد میں تشریف لائے اور آپؑ نے یہ رجز پڑھا:

انی أنا عثمان ذو المفاخر   شیخی علی ذو الفعال الظاهر

ناسخ میں حسب ذیل مصرعوں کا اضافہ بھی موجود ہے:

و ابن عم للنبي الطاهر   أخي حسين خيرة الاخاير

وسيد الكبار والاصاغر   بعد النبي والوصي الناصر

"میں اسبابِ عظمت رکھنے والا عثمانؑ ہوں۔ میرے بزرگوار علیؑ ہیں جن کے کارنامے نمایاں ہیں۔ وہ طیب و طاہر نبی کے ابن عم ہیں۔ میرے بھائی حسینؑ تمام نیکوکار افراد سے زیادہ نیک ہیں اور وہ رسولؐ اکرم اور علی مرتضیٰؑ کے بعد تمام بڑوں اور چھوٹوں کے سردار ہیں"۔

مناقب، جلد چہارم، ص ۱۰۷ میں یہ رجز ان الفاظ سے منقول ہے:

① حضرت عثمان بن مظعون حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل القدر صحابی تھے۔ ان کا نام و نسب کچھ یوں ہے: عثمان بن مظعون بن حبیب بن وہیب بن حذافہ بن جمح القرشی الجمحی۔ تیرہ افراد کے بعد انھوں نے اسلام قبول کیا تھا اور وہ دو ہجرتوں کے مہاجر تھے اور جنگِ بدر میں بھی شریک ہوئے تھے۔ اُنھوں نے ہجرت کے دو سال بعد مدینہ میں وفات پائی تھی۔ اُنھوں نے دورِ جاہلیت ہی میں اپنے اُوپر شراب کو حرام قرار دیا تھا۔ جب ان کی وفات ہوئی تو رسولؐ خدا اُن کے گھر میں آئے اور آپؐ نے فرمایا: خدا تجھ پر رحمت نازل فرمائے، پھر آپؐ جھکے اور ان کا بوسہ لیا۔ جب آپؐ نے سر اُٹھایا تو آپؐ کی آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے تھے۔ چنانچہ آنحضرتؐ نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھی اور جنت البقیع میں دفن کیا اور علامت کے طور پر ان کی قبر کے سرہانے ایک پتھر رکھا۔ آپؐ ہمیشہ ان کی قبر پر تشریف لے جاتے تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

انی انا عثمان ذو المفاخر شیخی علی ذو الفعال الطاہر
ہذا حسین سید الاخیار وسید الصغار والاکابر
بعد النبی والوصی الناصر

الغرض، آپؑ نے خوب جنگ کی۔ خولی بن یزید اصحی نے آپؑ کو تیر مارا جو کہ آپؑ کی جبین پر لگا اور آپؑ گھوڑے سے زمین پر گرے۔ بنی ابان بن دارم سے تعلق رکھنے والا ایک شخص دوڑ کر آیا اور اس نے آپ کا سر بدن سے جدا کیا۔

زیارت ناحیہ میں آپؑ پر سلام کیا گیا ہے:

السلام علی عثمان بن امیر المؤمنین مسمی عثمان بن مظعون لعن اللّٰہ رامیه بالسهم خولی بن یزید الاصبحی الایادی والابانی الدارمی (بحار، جلد ۴۵/۶۷)

"حضرت عثمان بن امیر المومنینؑ پر سلام ہوں جو کہ عثمان بن مظعون کے ہم نام تھے۔ اللہ کی لعنت ہو خولی بن یزید اصحی ایادی پر جس نے انھیں تیر مارا تھا اور خدا کی لعنت ہو ابانی دارمی پر"۔

شہادت حضرت ابوبکر بن علی بن ابی طالب علیہ السلام

ابصار العین، ص ۳۶ پر مرقوم ہے: ان کا نام حضرت محمد اصغرؑ یا عبداللہؑ تھا۔[1] مؤلف کتاب ہذا عرض کرتا ہے کہ اگر ان کا نام محمد اصغرؑ تھا تو ذیل میں ہم ان کی شہادت کا تذکرہ کر رہے ہیں اور اگر ان کا نام حضرت عبداللہ تھا تو حضرت عبداللہ بن علیؑ کی شہادت ہم پہلے ہی لکھ چکے ہیں، لہٰذا اُسے دوبارہ دہرانا پسند نہیں کرتے۔

---

① ابصار العین، ص ۳۶ میں مرقوم ہے: ان (ابوبکر بن علی) کا نام محمد اصغرؑ یا عبداللہ تھا۔ مؤلف کتاب ہذا کہتا ہے: ابصار العین میں ان کے جو حالات لکھے گئے ہیں وہ حالات عبداللہ بن علی پر منطبق ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب!

Presented by Ziaraat.Com

شہادت حضرت محمد اصغر بن علی علیہ السلام

بحار، جلد ۴۵/ ۳۹، عوالم، جلد ۱۷/ ۲۸۷، مقاتل الطالبین، ص ۵۶ اور ناسخ، جلد ۲/ ۳۳۸ کے بیانات کا خلاصہ یہ ہے: حضرت امیرالمومنینؑ کے فرزندوں میں حضرت محمد اصغر بھی ایک فرزند ہیں۔

چنانچہ وہ میدانِ جنگ میں گئے اور انھوں نے بہت سے دشمنان دین کو قتل کیا۔ پھر بنی تمیم کی ایک ذیلی شاخ ابان بن دارم سے تعلق رکھنے والے ایک شخص نے انھیں شہید کیا۔ حضرت محمد اصغرؑ کی والدہ اُم ولد تھیں۔

زیارت ناحیہ میں ان پر سلام وارد ہے:

السلام علی محمد بن امیر المؤمنین قتیل الابانی الدارمی لعنه الله وضاعف علیه العذاب الالیم وصلی الله علیك یامحمد وعلی اهل بیتك الصابرین (بحار، جلد ۴۵/ ۶۷)

''حضرت محمد بن امیرالمومنینؑ پر سلام ہو جنھیں ابانی دارمی نے شہید کیا تھا۔ اللہ اس پر لعنت کرے اور اس پر دردناک عذاب کو دگنا کرے۔ حضرت محمد مصطفیؐ آپؐ پر اور آپؐ کی صابر اہلِ بیتؑ پر اللہ کی طرف سے درود ہو''۔

شہادت حضرت عون بن علی علیہما السلام

ناسخ، جلد ۲/ ۳۳۹ پر مرقوم ہے: جس کا ماحصل یہ ہے: حضرت عون بن علیؑ نے بھی عزتِ شہادت حاصل کی تھی۔

واضح رہے کہ اسماء بنت عمیس کا نکاح حضرت جعفر بن ابی طالبؑ سے ہوا تھا،

Presented by Ziaraat.Com

جس سے حضرت عبداللہؑ پیدا ہوئے تھے۔ حضرت جعفرؑ کی شہادت کے بعد اسماء کا نکاح ابوبکر بن ابی قحافہ کے ساتھ ہوا، اس سے محمد پیدا ہوا۔

جب ابوبکر کی وفات ہوئی تو حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے ان کا نکاح ہوا۔ اس سے عونؑ پیدا ہوئے، لہذا حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؑ، محمد بن ابی بکر اور عون بن علیؑ ایک دوسرے کے مادری بھائی تھے۔

کتب مقاتل میں حضرت عون بن علیؑ کی روزِ عاشورا شہادت کا واقعہ مجھے عربی اور فارسی کتابوں میں کہیں دکھائی نہیں دیا۔

البتہ صاحب روضۃ الاحباب نے اسے نقل کیا ہے۔ موصوف مذہبی طور پر اہلِ سنت والجماعت میں سے تھے اور ابلاغِ روایات میں موثق تھے۔ میں نے یہ واقعات ان کی کتاب سے نقل کیے ہیں۔ چنانچہ روضۃ الاحباب پر مرقوم ہے:

حضرت عون بن علیؑ حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے آپؑ سے اِذنِ جہاد طلب کیا۔ امام حسین علیہ السلام کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور آپؑ نے فرمایا: تم اکیلے اتنے بڑے لشکر سے جنگ نہیں کر سکتے۔ بہتر یہی ہے کہ اپنے حریف کو میدان میں آنے کی دعوت دو۔

انہوں نے عرض کیا: جس کا مقصد جان قربان کرنا ہو وہ لشکر کی کمی زیادتی کو نہیں دیکھتا۔ یہ کہا اور گھوڑے پر سوار ہوئے اور قلبِ لشکر میں جا گھسے اور دائیں بائیں دونوں طرف سے دشمنانِ دین کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ دو ہزار افراد نے ان کا گھیراؤ کیا لیکن وہ خدا کی مہربانی سے گھیرا توڑ کر باہر آئے اور امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے ان کے چہرے اور سر کا بوسہ لیا اور انھیں خراجِ تحسین پیش کیا۔

آپؑ نے فرمایا: تم نے بڑی جنگ کی ہے اور تمھیں بہت سے زخم آئے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

کچھ لمحات آرام کرلو۔

انھوں نے عرض کیا: میں صرف آپؑ کی زیارت کرنے کے لیے دوبارہ حاضر ہوا ہوں۔ پیاس کی شدت مجھے زحمت دے رہی ہے، اب اجازت دیں تاکہ اپنی جان آپؑ پر نثار کروں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: حضرت عون کا گھوڑا تھک چکا ہے اس کے لیے تازہ دم گھوڑا لایا جائے۔

امامؑ کے حکم پر اُن کے لیے تازہ دم گھوڑا لایا گیا۔ حضرت عونؑ گھوڑے پر سوار ہوئے اور لشکرِ اعدا پر سخت ترین حملہ کردیا۔

ابن سعد کے لشکر میں ایک بدبخت شخص موجود تھا جس کا نام صالح بن سیار تھا۔ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے عہدِ خلافت میں اس نے شراب نوشی کی تھی۔ امیرالمومنینؑ نے اپنے فرزند عون سے فرمایا تھا: اس پر حدِ شرعی جاری کرو۔

حضرت عونؑ نے اس پر حدِ شرعی جاری کی تھی۔ وہ اس دن سے اپنے دل میں عون بن علیؑ کے لیے کینہ رکھتا تھا۔ جب میدانِ کربلا میں اس نے دیکھا کہ عونؑ زخمی ہیں اور پیاسے ہیں تو وہ تلوار لے کر حملے کے لیے آگے بڑھا اور اس نے حضرت عونؑ کو بُرا بھلا کہا۔ حضرت عونؑ نے اس پر نیزے کا وار کیا اور اسے دوزخ روانہ کیا۔

اتنے میں اس کا بھائی بدر بن سیار آگے بڑھا اور اس نے حضرت عونؑ پر حملہ کیا۔ آپؑ گھوڑے پر سنبھل نہ سکے اور زمین پر گر گئے۔ اتنے میں خالد بن طلحہ جو کہ کمین گاہ میں چھپا بیٹھا تھا، آگے بڑھا، اس نے آپؑ پر تلوار کا وار کیا۔ جب قاتل کی تلوار چلی تو حضرت عونؑ کے منہ سے یہ کلمات نکلے: بسم اللّٰہ وباللّٰہ وعلی ملۃ رسول اللّٰہ۔

یہ کہا اور ان کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کرگئی۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت عباس علم دار کی شخصیت اور ان کی شہادت

بحار، جلد ۴۵/ ۳۹، عوالم، جلد ۱۷/۲۸۲، مقاتل الطالبین، ص ۵۵، تمقام، ص ۴۴۲، مقتل خوارزمی، جلد ۲/ ۲۹، مناقب، جلد ۴/ ۱۰۸، ابصار العین، ص ۲۵، مثیر الاحزان ابن نما، ص ۷۱، جلاء العیون، مجلسی، ص ۵۷۰ اور ناسخ، جلد ۲/ ۳۳۰ کے بیانات کا خلاصہ یہ ہے: امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے فرزندوں میں سے حضرت عباسؑ نے شرف شہادت حاصل کیا تھا۔

بعض علماء نے لکھا ہے کہ عباس بن علیؑ شب عاشورا شہید ہو گئے تھے جب کہ اہلِ تاریخ کی بڑی تعداد نے یہ لکھا ہے کہ آپ روزِ عاشورا شہید ہوئے تھے۔

تمقام، ص ۴۴۵ پر مرقوم ہے: جن لوگوں نے یہ لکھا ہے: حضرت عباسؑ شب عاشورا شہید ہو گئے تھے۔ انھوں نے سخت غلطی کی ہے، کیونکہ تمام ارباب سیر و تاریخ کا اس امر پر اجماع ہے کہ حضرت عباسؑ امام حسین علیہ السلام کی فوج کے علمدار تھے۔

ہماری نظر میں اس اشتباہ کی وجہ یہ ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے دو فرزندوں کا نام حضرت عباسؑ تھا۔ بڑے کو "عباسِ اکبرؑ" اور چھوٹے کو "عباس اصغرؑ" کہا جاتا تھا۔ ممکن ہے کہ شب عاشورا عباس اصغرؑ شہید ہوئے ہوں کیونکہ شب عاشورا حضرت امام حسین علیہ السلام کے کچھ اصحاب گھاٹ سے پانی لینے گئے تھے۔ ان میں عباس اصغرؑ شامل ہوں اور وہ اس جھڑپ میں شہید ہوئے ہوں۔

حضرت عباس علمدارؑ کو عباس الاکبر کہا جاتا ہے۔ آپؑ کی کنیت ابوالفضل تھی اور آپؑ کا لقب سقّاء (پانی پلانے والا) تھا۔ آپؑ کو ابوالقربہ (صاحب مشک) کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

روزِ عاشوراء آپؑ لشکر امام حسینؑ کے علم دار تھے اور آپؑ حضرت اُم البنینؑ کے بڑے فرزند تھے اور آپؑ بلحاظ ولادت امیر المومنینؑ کے چوتھے فرزند تھے۔ کیونکہ

Presented by Ziaraat.Com

پہلے فرزند حضرت امام حسن مجتبیٰؑ اور دوسرے فرزند حضرت امام حسینؑ اور تیسرے فرزند حضرت محمد بن حنفیہ تھے اور چوتھے فرزند حضرت ابوالفضل العباسؑ تھے۔

اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو وہ حُسن و جمال عطا کیا تھا کہ تمام عرب آپؑ کو قمر بنی ہاشم کے نام سے یاد کرتے تھے۔

آپؑ تنومند اور بلند قامت کے مالک تھے۔ جب آپؑ گھوڑے پر سوار ہوتے تو اپنے قدم رکابوں سے نکال لیتے تھے۔ آپؑ کے قدم مبارک زمین پر خط کھینچتے تھے۔ آپؑ کی شادی حضرت عبیداللہ بن عباس بن عبدالمطلبؑ کی صاحبزادی حضرت لُبابہ سے ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو دو فرزند عطا کیے تھے۔ بڑے بیٹے کا نام حضرت فضل اور چھوٹے بیٹے کا نام حضرت عبیداللہ تھا۔ آپؑ کے تین سگے بھائی تھے، جو کہ عمر میں آپؑ سے چھوٹے تھے۔ ان میں سے کسی کے ہاں بھی اولاد نہ تھی۔

عاشورا کے دن حضرت عباسؑ نے اپنے بھائیوں کو اپنے سے پہلے میدانِ جنگ میں بھیجا، تاکہ آپؑ کی شہادت کے بعد بھائیوں کی شہادت میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہونے پائے۔

علاوہ ازیں آپؑ یہ چاہتے تھے کہ بھائیوں کی جدائی کا داغ برداشت کریں اور خدا سے اس کا اجر پاسکیں۔

حضرت عباسؑ کے تینوں بھائی بے اولاد تھے لہٰذا ان کی میراث کے وارث حضرت عباسؑ ہوئے تھے اور کچھ دیر بعد آپؑ خود شہید ہوئے تھے۔ وہ تمام میراث آپؑ کے فرزندوں حضرت فضل اور حضرت عبیداللہ کو پہنچی۔ فضل نے حضرت عبیداللہ سے پہلے وفات پائی تھی اسی لیے تمام میراث حضرت عبیداللہ کو منتقل ہوگئی تھی۔

جہاں تک اس روایت کا تعلق ہے: میراث کے متعلق حضرت عمر بن علیؑ اور عبیداللہ کے درمیان جھگڑا ہوا تھا تو یہ روایت ناقابلِ قبول ہے۔ کیونکہ حضرت عمر بن علیؑ

Presented by Ziaraat.Com

کو حضرت عباسؑ کی میراث منتقل نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ وہ آپؑ کے سگے بھائی نہیں تھے۔ حضرت عمر بن علی، حضرت عباس اصغرؑ کے سگے بھائی تھے جب کہ وہ حضرت عباسؑ کے صرف پدری بھائی تھے۔ اسی لیے وہ عبیداللہ سے میراث کے متعلق جھگڑا نہیں کر سکتے تھے۔

علامہ مجلسی رحمۃ اللہ علیہ کی لغزش

فاضل مجلسی سے عجیب لغزش سرزد ہوئی ہے۔ انھوں نے بحار، جلد ۴۵/ ۳۷ میں عمر بن علی کے متعلق یہ لکھا کہ وہ کربلا میں شہید ہوئے تھے لیکن دو صفحات بعد یعنی صفحہ ۳۹ میں لکھا کہ عمر بن علی نے میراث کے متعلق عبیداللہ سے تنازعہ کیا تھا۔

علامہ مجلسی کی اسی روایت کو دیگر مؤرخین نے بھی اپنے ہاں جگہ دی ہے جیسا کہ صاحب عوالم نے اپنی کتاب کی جلد ۱۷/ ۲۸۲ سطر دوم میں اسے لکھا ہے: اس لغزش کے متعلق ہم بصد احترام یہی کہہ سکتے ہیں:

السیف قد ینبو والجواد قد یکبو (کبھی تلوار کا وار خالی رہ جاتا ہے اور کبھی اعلیٰ نسل کا گھوڑا بھی ٹھوکر کھا جاتا ہے)۔

علامہ مجلسی کی تمام تالیفات کے اوراق شمار کیے جائیں تو وہ لاکھوں سے بھی متجاوز ہیں۔ اتنے زیادہ صفحات میں اس طرح کی غلطی کا پایا جانا چنداں قابلِ تعجب نہیں ہے۔ صرف معصومینؑ ہی سہو ونسیان سے پاک ہیں۔ دنیا کا کوئی بھی عالم سہو ونسیان سے پاک نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے درخواست ہے کہ وہ علامہ مجلسی کی اس لغزش سے درگزر فرمائے۔

حضرت عباس علمدار کی جنگ

کس شیر کی آمد ہے کہ رَن کانپ رہا ہے
رَن ایک طرف چرخ کہن کانپ رہا ہے

Presented by Ziaraat.Com

ہر قصر سلاطین زمن کانپ رہا ہے
رستم کا بدن زیرِ کفن کانپ رہا ہے
شمشیر بکف دیکھ کے حیدر کے پسر کو
جبریل لرزتے تھے سمیٹے ہوئے پَر کو

(حضرت دبیر، اضافہ من المترجم)

جلاء العیون، ص ۲۷۵ پر مرقوم ہے: جب حضرت عباس علیہ السلام نے دیکھا کہ اب امام مظلومؑ اور ان کی اولاد کے علاوہ اور کوئی باقی نہیں بچا تو آپؑ حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

بھائی جان! مجھے اجازت عطا کریں کہ میں اپنی جان آپؑ پر قربان کروں اور شہادت کا رُتبہ حاصل کروں۔

جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے بھائی حضرت عباسؑ کی یہ کلام سنی تو آپؑ کی آنکھوں سے سیلابِ اشک جاری ہوا اور فرمایا:

بھائی! آپ تو میری فوج کے سپہ سالار اور علم دار ہیں، آپؑ کے جانے کے بعد کوئی بھی میرے ساتھ نہ رہے گا اور میرا لشکر بکھر جائے گا۔

حضرت عباسؑ نے کہا: برادر! بھائیوں، دوستوں اور مددگاروں کی شہادت کی وجہ سے میرا سینہ تنگ ہو گیا ہے اور اب میں زندگی سے تھک گیا ہوں۔

امام مظلومؑ نے فرمایا: اگر آپؑ نے سفرِ آخرت کا مصمم ارادہ کر ہی لیا ہے تو ان بچوں کے لیے پانی لاؤ وہ پیاس کی وجہ سے بے تاب ہیں۔

حضرت عباسؑ بے حیا دشمنوں کے پاس گئے اور فرمایا: لوگو! اگر تمہاری نظر میں گناہ گار ہیں تو ہم ہیں لیکن بیٹیوں اور بچوں کا تو کوئی گناہ نہیں ہے ان پر ترس کھاؤ اور پانی دو۔

Presented by Ziaraat.Com

لشکرِ کفار پر آپؑ کی تقریر کا کوئی اثر مرتب نہ ہوا۔ آپؑ لوٹ کر بھائی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اچانک خیام سے العطش کی صدائیں آپؑ کے کانوں میں پڑیں۔ آپؑ بے تاب ہو گئے اور گھوڑے پر سوار ہوئے۔ آپؑ نے مشک اور نیزہ اُٹھایا اور پانی لینے کے لیے روانہ ہوئے۔ آپؑ نے یہ رجز پڑھا:

لا أرهب الموت اذ الموت رقا — حتی اواری فی المصالیت اللقا
نفسی لنفسی المصطفیٰ الطهر وقا — ولا أخاف طارقاً ان طرقا
بل اضرب الهام وافری المفرقا — انی انا العباس أغدو بالسبقا
ولا أخاف الشر عند الملتقیٰ

"یعنی جب موت بلند ہو کر میری جانب آئے تو میں موت سے خوف زدہ ہونے والا نہیں ہوں یہاں تک کہ میں آزمودہ کار بہادروں میں اپنے آپ کو نہ چھپا لوں۔ یا یہ کہ میں انھیں ذلت وخواری سے آشنا نہ کرلوں۔ میری جان، پیغمبرؐ کی جان کی سپر ہے اور میں حادثاتِ زمانہ سے ڈرنے والا نہیں ہوں۔ میں کھوپڑی پر وار کرنے والا ہوں۔ میں عباسؑ ہوں، میں پانی لانے والا ہوں میں جنگ میں موت سے ڈرنے والا نہیں ہوں"۔

مقتل خوارزمی، جلد۲/۳۰ میں مرقوم ہے کہ حضرت ابوالفضل العباسؑ نے یہ رجز پڑھا اور حملہ کیا:

اقسمت باللّٰہ الاعز الاعظم — وبالحجون صادقاً نهزم
وبالحطیم والفناء المحرم — لیخضبن الیوم جسمی بدمی
دون الحسین ذی الفخار الاقدم — امام اهل الفضل والتکرم

Presented by Ziaraat.Com

''میں خداوند ذی عزت وعظمت اور حجون و زمزم اور حطیم اور
کعبہ کے مقدس صحن کی قسم کھا چکا ہوں۔ آج میرا جسم میرے
خون سے خضاب کیا جائے گا۔ میرا جسم اہلِ فضل وعزت کے
امامؑ اور بلند ترین صاحبِ فخر حضرت امام حسینؑ کے لیے خون
سے خضاب کیا جائے گا''۔

آپؑ فرات کے گھاٹ پر پہنچے۔ گھاٹ پر چار ہزار سپاہی مقرر تھے۔ انھوں نے آپؑ کو پانی سے دُور رکھنے کے لیے تیر برسائے۔ ادھر حیدر کرارؑ کے وارثِ شجاعت نے ان پر جوابی حملہ کیا۔ آپؑ نے اسّی ملاعین کو جہنم پہنچایا اور اس دوران آپؑ نے یہ رجز پڑھا:

اقاتل القوم بقلب مهتد — أذب عن سبط النبي أحمد
أضربكم بالصارم المهند — حتى تحيدوا عن قاتل سيدي
انى انا العباس ذو التودد — نجل على المرتضى المؤيد

''میں عباسؑ مہربان ہوں اور علی مرتضیٰؑ کا فرزند ہوں۔ میں
ہدایت یافتہ دل اور تیر تلوار کے ساتھ فرزند پیغمبر کا دفاع کرتا
ہوں تاکہ تم میرے آقا کے ساتھ جنگ کرنے سے باز رہو''۔

جب اہلِ لشکر نے حضرتؑ کی شجاعت کو دیکھا تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ آپؑ نے گھاٹ پر قبضہ کیا اور گھوڑے کو دریا میں ڈالا۔ آپؑ جنگ کے تھکے ہوئے تھے اور سخت پیاسے تھے چاہا کہ پانی پئیں، لیکن اہلِ حرم کی پیاس کو یاد کیا تو پانی نہ پیا۔ مشک بھری اور گھاٹ سے باہر آگئے اور خیام آلِ محمدؐ کی طرف رُخ کیا۔ آپؑ کی پوری کوشش تھی کہ کسی نہ کسی طرح سے اہلِ حرم تک پانی پہنچائیں اور بچوں کو سیراب کریں۔ آپؑ نے یہ رجز پڑھا:

Presented by Ziaraat.Com

یانفس من بعد الحسین هونی　　　فبعده لا کنت ان تکونی
هذا حسین شارب المنون　　　وتشربین بارد المعین
هیهات ما هذا فعال دینی　　　ولا فعال صادق الیقین

"اے جانِ عزیز! خدا کرے کہ حسینؑ کے بعد تو زندہ نہ رہے،
حسینؑ موت کے گھونٹ پئیں اور تو ٹھنڈا پانی پیئے۔ نہیں، ایسا نہیں
ہوسکتا، یہ بات میرے دین اور صدقِ یقین کے خلاف ہے"۔

حضرت عباسؑ واپس ہوئے تو لشکر نے آپ کو روکنا چاہا۔ عمر سعد کی فوج بھی قریب آ گئی اور انھوں نے آپؑ کے گرد دائرہ سا بنا لیا۔ آپؑ نے شیروں کی طرح سے ان پر حملہ کیا۔ آپؑ جنگ میں مصروف تھے کہ اچانک کمین گاہ میں چھپا ہوا نوفل ازرق باہر آیا۔

ایک اور روایت کے مطابق زید بن ورقا کمین گاہ میں چھپا ہوا تھا۔ وہ اچانک ایک کھجور کے درخت کے پیچھے سے نمودار ہوا اور حکیم بن طفیل سنبسی طائی نے اس کی مدد کی اور اسے جرأت دلائی۔ چنانچہ زید نے تلوار کا وار کیا جس سے حضرت عباس علمدارؑ کا دایاں ہاتھ کٹ گیا۔

آپؑ نے دلیری کا ثبوت دیتے ہوئے مشک کو بائیں کندھے سے لٹکایا اور بائیں ہاتھ میں تلوار لے کر جنگ کرنے لگے اور آپؑ نے اس وقت یہ اشعار پڑھے:

واللّٰه ان قطعتم یمینی　　　انی احامی ابداً عن دینی
وعن امام صادق الیقین　　　نجل النبی الطاهر الامین
نبی صدق جاءنا بالدین　　　مصدقاً بالواحد الامین

"خدا کی قسم! اگر تم نے میرا دایاں ہاتھ کاٹ دیا تو اس کے
باوجود میں ہمیشہ اپنے دین کا دفاع کرتا رہوں گا اور طاہر و امین

Presented by Ziaraat.Com

پیغمبرؐ کے فرزند صادق الیقین امام حسینؑ کی نصرت کرتا رہوں گا۔ رسولؐ خدا ہمارے پاس دین لائے تھے اور آپؐ نے خدائے واحد کی تصدیق کی تھی"۔

الغرض حکیم بن طفیل یا نوفل ازرق نے دوبارہ کھجور کے پیچھے سے آپؑ پر حملہ کیا اور آپؑ کے بائیں بازو کو شہید کر دیا۔ جب آپ کا بایاں بازو شہید ہوا، تو آپؑ نے مشک کا تسمہ دانتوں میں لیا اور یہ کہا:

یانفس لا تخشی من الکفار وابشری برحمۃ الجبار
مع النبی السید المختار مع جملۃ السادات والاطہار
قد قطعوا ببغیہم یساری فاصلہم یارب حر النار

"اے جانِ عزیز! اگرچہ بازو ساتھ نہیں رہے پھر بھی کافروں سے نہ ڈرنا۔ تجھے رحمتِ خداوندی کی بشارت ہو تو دوسرے پاک و پاکیزہ افراد کے ساتھ حضرت رسولؐ کریم سے ملحق ہونے والا ہے۔ ان لوگوں نے اپنی سرکشی کی وجہ سے میرا بایاں ہاتھ قطع کیا ہے۔ خدایا! انھیں دوزخ کے عذاب میں مبتلا فرما"۔

بازو کٹنے کے بعد آپؑ کی پوری کوشش تھی کہ کسی نہ کسی طرح سے خیام تک پانی پہنچائیں، اتنے میں ایک تیر مشک پر لگا اور سارا پانی بہہ گیا۔

- ایک اور نیزہ آپؑ کے سینہ پر لگا۔ حکیم بن طفیل نے لوہے کا گرز آپؑ کے سر پر مارا۔ آپؑ گھوڑے سے گرے اور کہا: مولاؑ! ہمارا سلام قبول ہو۔

حضرت امام حسینؑ شہباز کی طرح سے آپؑ کے سرہانے پہنچے تو دیکھا بھائی فرات کے کنارے شدید زخمی حالت میں پڑا تڑپ رہا ہے۔ آپؑ نے بھائی کے کٹے ہوئے بازو دیکھے تو بے تحاشا گریہ کیا۔

Presented by Ziaraat.Com

اس وقت آپؑ نے فرمایا:

الان انکسر ظهری و قلت حیلتی

"اب میری کمر ٹوٹ گئی اور میری تمام تدبیریں ختم ہو گئیں"۔

پھر امام مظلومؑ کربلا نے یہ اشعار پڑھے:

تعدیتم یاشر قوم ببغیکم	وخالفتم دین النبی محمد
أما کان خیر الرسل أوصاکم بنا	أما نحن من نجل النبی المسدد
أما کانت الزهرآء امی دونکم	أما کان من خیر البریة أحمد
لعنتم وأخزیتم بما قد جنیتم	فسوف تلاقوا حر نار توقد

"اے بدترین گروہ! تم نے سرکشی کی ہے اور دین محمدؐ کی مخالفت کی ہے۔ کیا سید الانبیاءؐ نے تمہیں ہمارے متعلق وصیت نہیں کی تھی اور کیا ہم رسولؐ خدا کی ذریت میں سے نہیں ہیں؟ کیا فاطمہ زہراؑ میری والدہ نہیں ہیں اور کیا رسولؐ اکرم تمام مخلوق سے افضل نہیں تھے؟ تم پر خدا کی طرف سے ذلت و لعنت ہو، تم لوگ عنقریب بھڑکتی ہوئی آگ میں دھکیلے جاؤ گے"۔

عبداللہ بن محمد رضا حسینی اپنی کتاب "جلاء" میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے حضرت ابوالفضلؑ کی موت پر ان کا یہ مرثیہ پڑھا تھا:

أحق الناس أن یبکی علیه	فتی أبکی الحسین بکربلاء
أخوه وابن والده علی	أبوالفضل المضرج بالدماء
ومن واساه لایثنیه خوف	وجادله علی عطش بماء

"سب سے زیادہ گریہ کا حق دار وہ جوان ہے جس نے حسینؑ کو کربلا میں رُلایا ہے۔ وہ شخص ابوالفضل ہے جو کہ حسینؑ کا بھائی

Presented by Ziaraat.Com

اور اس کا والد حیدر کرارؑ کا فرزند ہے جو کہ خون میں غلطاں ہے۔ حضرت عباسؑ بے خوف ہو کر حضرت امام حسینؑ کی مدد کرتے تھے اور اس نے تشنگی کے باوجود پانی لانے کے لیے جانبازی کا مظاہرہ کیا''۔

امام زین العابدین علیہ السلام نے حضرت عباسؑ کے متعلق فرمایا:

رحم اللّٰہ العباس فلقد أثرو ابلی وفدا أخاہ بنفسہ حتی قطعت یداہ فابدلہ اللّٰہ بھما جناحین یطیر بھما مع الملائکۃ فی الجنۃ کالجعفر بن ابی طالب وان للعباس عند اللّٰہ عزوجل منزلۃ یغبطہ بھا جمیع الشھداء یوم القیامۃ (تاریخ، جلد۲/ ۳۴۷ وتمقام، ص ۳۴۷)

''اللہ حضرت عباسؑ پر رحم کرے۔ انھوں نے ایثار کیا اور بھائی کو اپنے اُوپر مقدم رکھا اور مصائب برداشت کیے، اپنی جان کو اپنے بھائی پر قربان کیا یہاں تک کہ ان کے دونوں ہاتھ قطع ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں حضرت جعفر بن ابی طالبؑ کی طرح سے انھیں دو پر عطا کیے، وہ جنت میں ملائکہ کے ساتھ پرواز کرتا ہے۔ حضرت عباسؑ کو خدا کے ہاں وہ مقام حاصل ہے جس پر قیامت کے دن تمام شہداء رشک کریں گے''۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی اختلاف الفاظ کے ساتھ یہ حدیث منقول ہے: ابصار العین، ص ۲۶ میں مرقوم ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

کان عمنا العباس بن علی نافذ البصیرۃ صلب الایمان جاھد مع أبی عبداللّٰہ علیہ السلام وابلی بلاءً

Presented by Ziaraat.Com

حسناً ومعنیٰ شهیداً (ناسخ، جلد۲/ ۲۳۸، ابصار العین، ص ۲۶)

"ہمارے چچا حضرت عباس صاحب بصیرت اور مستحکم ایمان والے تھے۔ امام حسین علیہ السلام کے ہم رکاب ہو کر انھوں نے جہاد کیا اور اچھی طرح سے امتحان دیا اور شہادت کا درجہ حاصل کیا۔ شہادت کے وقت آپؑ کی عمر چونتیس برس کی تھی"۔

قمقام، ص ۳۲۲ پر مرقوم ہے: حضرت عباسؑ نے اسّی یزیدیوں کو قتل کیا تھا۔[1] یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت عباس علم دار کا ارادہ جنگ کرنے کا نہیں تھا۔ آپؑ کا اوّل و آخر مقصد پانی کا خیام تک پہنچانا تھا۔

کچھ محدثین ومؤرخین نے آپؑ کی شہادت کو یوں بیان کیا:

جب امام مظلوم کربلاؑ کے تمام یار وانصار شہید ہو گئے اور آپ کو سخت پیاس محسوس ہوئی۔ لشکرِ کوفہ نے ہر طرف سے آپؑ پر حملہ کیا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرات کا قصد کیا۔ حضرت ابوالفضل آپؑ کے آگے چلے۔ اس وقت کوفہ کے فوجی اکٹھے ہو گئے اور حصین بن نمیر لعین اور ایک قول کے مطابق بنی دارم کے ایک شخص نے چیخ کر کہا: انھیں فرات تک مت جانے دو اور انھیں پانی نہ پینے دو۔

امام مظلومؑ کربلا نے اسے بددعا دی اور بارگاہِ احدیت میں عرض کیا: خدایا! اسے تشنہ رکھ اور اس پر پیاس کو غلبہ عطا کر۔

اس ملعون نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی یہ بددعا سنی، تو اسے غصہ آیا، اس نے آپؑ کو تیر مارا۔ روایت میں یہ الفاظ وارد ہیں: فاشبته فی حنکه وہ تیر آپؑ کے دہن مبارک یا ٹھوڑی پر لگا۔

---

① مرحوم دربندی اسرار الشہادۃ میں لکھتے ہیں: حضرت عباسؑ نے پچیس ہزار یزیدیوں کو قتل کیا تھا۔ ہم اس پر صرف یہی کہہ سکتے ہیں: والعهدة علی الراوی۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت امام حسین علیہ السلام نے تیر کھینچا۔ آپؑ کے ہاتھ خون سے لبریز ہوگئے اور آپؑ نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا:

اللھم انی اشکو الیک ما یفعل بابن بنت نبیک

''خدایا! تیرے نبیؐ کے نواسے سے جو سلوک کیا جا رہا ہے، میں اس کی تیرے حضور شکایت کرتا ہوں''۔

پھر آپؑ اسی پیاس کے عالم میں واپس آئے اور اپنے مرکز پر آ کر ٹھہر گئے۔ اس دوران کوفیوں نے ہر طرف سے حملہ کیا اور حضرت امام حسینؑ اور حضرت ابوالفضلؑ کے درمیان حائل ہوگئے۔ حضرت ابوالفضلؑ لشکر کی کثرت سے ذرہ برابر بھی مرعوب نہ ہوئے اور لشکر کے ساتھ جنگ میں مصروف ہوگئے اور آپؑ نے مسلسل لڑائی کی یہاں تک کہ آپؑ کے بدن پر بہت سے زخم آئے یہاں تک کہ آپؑ کی قوتِ بدن جواب دے گئی۔

زید بن ورقا اور حکیم بن طفیل لعنھما اللہ نے مل کر آپؑ کو شہید کیا۔ چند دن بعد اللہ تعالیٰ نے تیر چلانے والے دارمی پر پیاس اور سردی و گرمی کو مسلط کر دیا اور اس لعین کی حالت یہ ہوئی کہ اس کی پشت کے پیچھے آگ جلائی جاتی تھی۔ اس کے سینہ پر برف رکھی جاتی تھی اور رشتہ دار اسے ہر وقت پنکھا جھلتے تھے۔ وہ ہر وقت پانی طلب کرتا تھا۔ وہ جتنا بھی پانی پیتا، اسے کسی طور تسکین نہ ہوتی تھی اور اس کی پیاس بجھنے میں نہیں آتی تھی۔ اس کے لیے شیر و شکر کا شربت تیار کر کے پلایا جاتا تھا۔ مگر وہ اس کے باوجود ہر وقت پیاس پیاس کی آوازیں لگاتا رہتا تھا اور کہتا تھا کہ مجھے پیاس نے ہلاک کر دیا ہے اور اسی حالت میں وہ جہنم واصل ہوا۔

ابوالفرج اصفہانی مقاتل الطالبین، ص ۵۶ میں لکھتے ہیں: واقعۂ کربلا کے بعد حضرت اُم البنینؑ قبرستان بقیع میں جا کر اپنے بیٹوں کا مرثیہ پڑھتی تھیں۔ آپؑ کے

Presented by Ziaraat.Com

دردناک نوحے سن کر اہل مدینہ روتے تھے۔ مروان بن الحکم بھی آ کر آپؑ کے دردناک مرثیے سنا کرتا تھا اور آل محمدؐ کا دشمن ہونے کے باوجود رونے لگ جاتا تھا۔

یہاں تک ہم نے مقتام کے بیان کا خلاصہ بیان کیا۔

مقاتل الطالبیین، ص ۸۷ پر مرقوم ہے: مدائنی نے ہارون بن سعد سے اور اس نے قاسم بن اصبغ بن نباتہ سے روایت کی ہے کہ میں نے بنی ابان بن دارم کے ایک شخص کو دیکھا جس کا چہرہ تارکول کی طرح سے سیاہ ہو چکا تھا جب کہ میں نے اسے پہلے بھی دیکھا ہوا تھا۔ وہ انتہائی حسین وجمیل اور خوبصورت شخص تھا۔

میں نے اُس سے کہا: تیری یہ حالت کیسے ہوگئی۔ اب تو تو پہچان کے قابل بھی نہیں رہا؟ اس نے کہا: میں نے ایک جوان کو قتل کیا تھا جو کہ حضرت امام حسینؑ کے ساتھ تھا۔ اس کی پیشانی پر سجدوں کے نشان تھے۔ جب سے میں نے اس جوان کو قتل کیا ہے، وہ ہر رات خواب میں میرے پاس آتا ہے اور میرا گریبان پکڑ کر دوزخ میں ڈال دیتا ہے۔ میں اس وقت اتنا چیختا ہوں کہ پورا قبیلہ میری چیخیں سنتا ہے۔

راوی کا بیان ہے: وہ بدبخت حضرت عباس علمدارؑ کا قاتل تھا۔

مقتام، ص ۳۳۶ پر مرقوم ہے: سبط بن جوزی نے تذکرۃ الخواص میں قاسم بن اصبغ مجاشعی سے روایت کی ہے کہ جب شہدائے کربلا کے سر کوفہ لائے گئے تو میں نے ایک سوار کو دیکھا جو کہ انتہائی خوبصورت تھا۔ وہ گھوڑے پر سوار تھا اور اس کے گھوڑے کی گردن میں ایک جوان کا سر بندھا ہوا تھا جس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح سے منور تھا اور اس کی پیشانی پر سجدوں کے نشان تھے۔ جب گھوڑا اپنا سر جھکاتا تو جوان کا سر گھوڑے کے زانو سے ٹکراتا تھا اور جب گھوڑا اپنی گردن زیادہ جھکاتا تو اس جوان کا سر زمین سے ٹکراتا تھا۔

میں نے گھوڑسوار سے پوچھا کہ تو کون ہے اور یہ سر کس کا ہے؟

Presented by Ziaraat.Com

اس نے جواب دیا: یہ سر حضرت عباسؑ بن علی بن ابی طالبؑ کا ہے اور میرا نام حرملہ بن کاہل اسدی ہے۔

راوی کا بیان ہے: ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ میں نے اس بدبخت کو دوبارہ دیکھا۔ اس کا چہرہ خوف ناک حد تک سیاہ ہو چکا تھا۔

میں نے اسے کہا کہ تیرا یہ حال کیوں ہو گیا ہے؟

یہ سن کر ملعون رونے لگا اور اس نے کہا: جس دن سے میں نے اس جوان کا سر اُٹھایا تھا، تو ہر رات میرے پاس نیند کی حالت میں دو اشخاص آتے ہیں۔ وہ میرے بازو اور گریبان سے پکڑ کر اُٹھا لیتے ہیں اور مجھے دوزخ میں پھینک دیتے ہیں۔ صبح ہونے تک میں آگ میں جلتا رہتا ہوں۔ میری چیخیں پورے قبیلہ کے لوگ سنتے ہیں اور مجھے ایک رات بھی سکون نہیں ملتا۔

راوی کا بیان ہے: وہ ہمیشہ عذابِ الٰہی میں مبتلا رہا یہاں تک کہ واصلِ جہنم ہو گیا۔ معالی السبطین، جلد اوّل/۴۲۷ میں یہ اشعار منقول ہیں:

عباس یاحامی الظعینة والحرم   بحماك قد نامت سکینة بالحرم

صرخت ونامت یوم قد سقط العلم   الیوم نامت اعین بك لم تنم

وتسهدت اُخریٰ وعزمنامها

"اے عباسؑ! اے خواتین اور حرم اہلِ بیتؑ کے محافظ! تیرے پہرے میں سکینہؑ حرم میں سویا کرتی تھی۔ جس دن تیرا علم گرا تو سکینہؑ گریہ و نالہ کے ساتھ سوئی۔ آج دشمنوں کی آنکھیں سو گئی ہیں جو تیرے خوف سے نہیں سوتی تھی اور اہلِ حرم کی نیند اُڑ گئی ہے اور ان کے لیے سونا محال ہو چکا ہے"۔

ایک اور شاعر نے امام حسین علیہ السلام کی زبان حال سے یہ شعر کہے ہیں:

Presented by Ziaraat.Com

لمن اللواء أعطي ومن هو جامع شملي وفي ضنك الزحام يعتيني
عباس كبش كستيبتي وكنانتي وسري قومي بل أعز حصوني
عباس تسمع ما تقول سكينة عماه يوم الاسر من يحميني

"تیرے بعد میں اپنا پرچم کسے دوں اور کون ہے جو میرے خاندان کو جمع رکھے اور مصائب کے وقت نگہبانی کرے۔ اے عباسؑ! اے میری فوج کے سالار! اور اے میرا ترکش اور میری جماعت کا سردار بلکہ تو میرا بہترین قلعہ تھا۔ عباسؑ! سنتے ہو کہ سکینہ کیا کہہ رہی ہے؟ وہ کہتی ہے: چچا جان! جب ظالم مجھے قید کریں گے تو میری نگہبانی کون کرے گا؟ عباسؑ! سنتے ہو کہ سکینہؑ کیا کہہ رہی ہے؟ وہ کہتی ہے چچا جان! جب ظالم مجھے قید کریں گے تو میری نگہبانی کون کرے گا؟"

شہادت حضرت عباسؑ کے وقت کے متعلق ارباب مقاتل کا اختلاف

حضرت عباس علم دار علیہ السلام کربلا میں کب اور کس وقت شہید ہوئے۔ اس کے متعلق ارباب مقاتل میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

ناسخ، جلد۲/۳۳۹ اور مقتل خوارزمی، جلد۲/۳۰ کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے: حضرت عباسؑ کی شہادت کے بعد حضرت علی اکبرؑ شہید ہوئے تھے اور علی اکبرؑ مبارزہ کرنے والے آخری شہید تھے۔

صاحب مقتل لکھتے ہیں: حضرت عباسؑ فوج حسینیؑ کے آخری شہید ہیں۔

ارشاد مفید، ص ۲۴۱ اور لہوف سید ابن طاؤس کے بیان سے بھی یہی چیز واضح ہوتی ہے۔

ابومخنف لکھتے ہیں: خاندان رسالتؐ میں سے حضرت عباسؑ پہلے شہید تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

تاریخ، جلد ۲/۲۲۱ پر مرقوم ہے: حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کے دو فرزندوں کا نام حضرت عباسؑ تھا۔ حضرت عباس علم دار کو عباس اکبر اور دوسرے کو عباسِ اصغر کہا جاتا ہے اور یہ ممکن ہے کہ حضرت عباس اصغر شب عاشور شہید ہوئے ہوں اور حضرت عباسؑ اکبر روز عاشورا شہید ہوئے ہوں۔ حضرت عباسؑ اصغر شب عاشورا پانی بھرنے گئے تھے اور یزیدیوں کے ساتھ ایک جھڑپ میں شہادت کا جام پیا تھا۔

لہذا مؤرخین کے اس بیان میں کوئی تضاد نہیں ہے کہ عباس پہلے شہید ہیں۔ اس سے حضرت عباسؑ اصغر مراد ہیں اور ادھر یہ بھی صحیح ہے کہ روز عاشورا حضرت عباسؑ شہید ہوئے۔ اس سے حضرت عباس اکبر علم دارِ فوج حسینی مراد ہیں۔

معالی السبطین، جلد اول/۲۷۴ پر مرقوم ہے: فاضل دربندی لکھتے ہیں: حضرت امام حسین علیہ السلام حضرت عباسؑ کے سرہانے آئے اور چاہا کہ بھائی کو خیمہ میں لے جائیں، اس وقت حضرت عباسؑ نے آنکھیں کھولیں اور عرض کیا: بھائی جان! آپؑ کیا چاہتے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: میں تمہیں خیام میں لے جانا چاہتا ہوں۔

حضرت عباسؑ نے عرض کیا: آپؑ کو اپنے نانا جان کی قسم دے کر عرض کرتا ہوں۔ آپؑ ایسا نہ کریں۔

امام حسین علیہ السلام نے وجہ پوچھی تو حضرت عباسؑ نے عرض کیا: میں سکینہؑ سے پانی لانے کا وعدہ کر آیا تھا، لیکن میں اس تک پانی نہیں لے جا سکا، اب مجھے سکینہؑ سے شرم آتی ہے۔

فاضل دربندی مزید لکھتے ہیں: حضرت امام حسینؑ نے بھائی کو فرات کے کنارے چھوڑا، اور روتے ہوئے خیام کی طرف گئے۔ جب حضرت سکینہؑ نے یہ حال دیکھا تو عرض کیا:

Presented by Ziaraat.Com

ابا جان! میرے چچا عباسؑ کی بھی آپؑ کو کوئی خبر ہے؟ وہ مجھ سے پانی لانے کا وعدہ کر کے گئے تھے۔ کافی دیر ہوگئی ہے، ابھی تک وہ واپس نہیں آئے۔ میرے چچا وعدہ خلافی تو نہیں کرتے تھے۔ کیا انھوں نے خود پانی پی لیا اور ہمیں فراموش کر دیا ہے یا وہ دشمنوں سے جنگ کر رہے ہیں؟

یہ سنا، تو حضرت امام حسینؑ کی چیخ نکل گئی اور کہا: بیٹی! تیرا چچا شہید ہوگیا ہے اس کی روح جنت کی طرف پرواز کر چکی ہے۔

جب شہزادی جناب زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا نے سنا کہ حضرت عباسؑ شہید ہوگئے ہیں، تو آپؑ کی فریاد بلند ہوئی اور کہا:

واخاہ ، واعباساہ ، واقلۃ ناصراہ ، واضیعتاہ من بعدک

"ہائے میرے بھائی، ہائے میرے عباسؑ ، ہائے مددگاروں کی قلت، ہائے آپؑ کے بعد ضائع ہو جانا"۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے بہن سے فرمایا:

ای واللہ من بعدہ واضیعتاہ وانقطاع ظهراہ

"جی ہاں، خدا کی قسم! اس کے بعد ہائے ضائع ہو جانا اور ہائے کمر کا ٹوٹ جانا"۔

پھر حضرت امام حسین علیہ السلام نے یہ اشعار پڑھے:

یااخی یانور عینی یاشقیقی   فلی قد کنت کالرکن الوثیق
أیا ابن ابی نصحت أخاک حتّٰی   سقاک اللہ کاساً من رحیق
ایا قمراً منیرا کنت عونی   علی کل النوائب فی المضیق
فبعدک لا تطیب لناحیاۃ   سنجمع فی الغداۃ علی الحقیق
الا للہ شکوائی وصبری   وما ألقاہ من ظلم وضیق

Presented by Ziaraat.Com

"اے بھائی! اے نورِ چشم! تو میرے لیے محکم پشت پناہ تھا۔
میرے والد کے فرزند! تو نے اپنے بھائی کی خیر خواہی کی، یہاں
تک کہ خدا نے تجھے جنت کے خالص شراب کا پیالہ نصیب کیا۔
اے میرے روشن چاند! آپؑ تمام مصائب میں میرے مددگار
تھے۔ آپؑ کے بعد زندگی میں کوئی مزہ باقی نہیں رہا۔ ہم قیامت
کے دن حقیقی طور پر جمع ہوں گے۔ مجھے جس پیاس اور تنگی کا
سامنا ہے اور جس ظلم کا مجھے سامنا ہے اس کی شکایت میں خدا
کے حضور کرتا ہوں"۔

زیارت ناحیہ میں حضرت ابوالفضل علیہ السلام پر ان کلمات سے سلام کیا گیا ہے:

السلام علی ابی الفضل العباس بن امیرالمؤمنین
المواسی اخاہ بنفسی الا خذ لغدہ من امسہ الفادی لہ
الواقی الساعی الیہ بمائہ المقطوعۃ یداہ لعن اللّٰہ
قاتلہ یزید بن الرقاد الحیتی وحکیم بن الطفیل
الطائی (بحار، جلد۴۵/۶۶)

"حضرت ابوالفضل العباسؑ بن امیرالمومنینؑ پر سلام ہو، جس
نے اپنی جان دے کر اپنے بھائی کی ہمدردی کی۔ جس نے
مستقبل کا زادِ راہ اپنے ماضی سے جمع کیا۔ وہ جو حضرت امام
حسینؑ کا فداکار تھا اور وفادار تھا جو ان کے لیے پانی لانے کی
کوششیں کرتا رہا۔ وہ جس کے ہاتھ قطع ہوگئے۔ اللہ اس کے
قاتل یزید بن رقاد حیتی اور حکیم بن طفیل طائی پر لعنت کرے"۔

اعتذار: مؤلف نے یہاں چند فارسی کے مرثیے لکھے ہیں جنھیں بوجہ اختصار

Presented by Ziaraat.Com

ہم نے نقل نہیں کیے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے حضرت انیس اور حضرت دبیر کے مراثی ان سے کہیں دردناک ہیں۔ اُردو قارئین انہیں پڑھ کر اشکوں سے وضو کر سکتے ہیں۔ (من المترجم عفی عنہ)

شہادت حضرت عباسؑ بن حضرت علی الاصغر علیہ السلام

ہم پہلے نقل کر چکے ہیں کہ ناسخ، جلد ۲/۳۲۱ پر مرقوم ہے: حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے دو فرزندوں کا نام حضرت عباسؑ تھا۔ حضرت عباس علمدار کو عباس اکبر کہا جاتا ہے اور دوسرے حضرت عباس کو عباسؑ اصغر کہا جاتا ہے۔

ممکن ہے کہ حضرت عباسؑ اصغر شبِ عاشورا شہید ہوئے ہوں۔ جب کہ یہ بات مسلّم ہے کہ حضرت عباس علمدار روزِ عاشورا شہید ہوئے تھے۔

حضرت عباسؑ اصغر شبِ عاشورا پانی لینے گئے اور وہاں یزیدی فوج کے ساتھ جھڑپ میں شہید ہو گئے۔

* ...... * ...... *

Presented by Ziaraat.Com

اولادِ حسین علیہ السلام

شخصیت علی اکبر علیہ السلام

تاریخ، جلد ۲/ ۳۲۹ پر مرقوم ہے: حضرت عباسؑ کی شہادت کے بعد علی اکبرؑ کے علاوہ امام مظلومؑ کے پاس باقی کوئی نہ بچا جو آپ کے سامنے جنگ کرتا۔

حضرت علی اکبرؑ کی والدہ لیلیٰ بنت ابی مُرہ بن عروہ بن مسعود بن موسیٰ الثقفان ثقفی تھیں۔

ابصار العین، ص ۲۱ پر مرقوم ہے: حضرت علی اکبر علیہ السلام حضرت عثمان کی خلافت کے ابتدائی حصے میں پیدا ہوئے تھے اور انھوں نے اپنے دادا امیرالمومنین علی علیہ السلام سے احادیث کی روایت کی ہے جیسا کہ ابن ادریس نے کتاب سرائر میں اپنی تحقیق پیش کی ہے اور اس کے لیے علمائے تاریخ و انساب کے اقوال نقل کیے۔

تاریخ، جلد ۲/ ۳۲۹ میں مرقوم ہے: شہادت کے وقت شہزادہ علی اکبرؑ کی عمر انتیس برس تھی۔

ارشاد مفید، ص ۲۳۸ پر مرقوم ہے: شہادت کے وقت شہزادہ علی اکبرؑ کی عمر انیس برس تھی۔

مناقب، جلد ۴/ ۱۰۹ میں مرقوم ہے: شہادت کے وقت آپؑ کی عمر اٹھارہ برس تھی۔ کچھ مورخین نے پچیس سال عمر بیان کی ہے۔

مقتل مقرم، ص ۳۱۸ میں مرقوم ہے: شہادت کے وقت حضرت علی اکبر علیہ السلام کی عمر ستائیس برس تھی اور آپ کی ولادت گیارہ شعبان ۳۳ ہجری میں ہوئی تھی۔

Presented by Ziaraat.Com

کتاب علی اکبر کے صفحہ ۱۴ پر مرقوم ہے: حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے منقول ہے: حضرت علی اکبرؑ شادی شدہ تھے اور آپؑ کے ہاں ایک بیٹے نے جنم لیا تھا جس کا نام ''حسن'' تھا۔ اسی وجہ سے آپؑ کی کنیت ''ابوالحسن'' تھی۔

ناسخ، جلد ۲/۳۳۶ پر مرقوم ہے: صحیح ترین روایت کے مطابق شہادت کے وقت آپ کی عمر اٹھارہ برس تھی۔ ①

ناسخ، جلد ۲/۳۳۹ پر مرقوم ہے: شہادت کے وقت آپؑ کی عمر اٹھارہ برس تھی، اور آپؑ فصاحت و بلاغت، حُسن و جمال اور شکل و شمائل میں حضرت خاتم الانبیاءؐ کی شبیہ تھے۔ آپؑ اپنے دادا امیر المومنین علی علیہ السلام کے ہم نام اور ہم کنیت تھے۔ آپؑ نے شجاعت اپنے باپ اور دادا سے ورثہ میں پائی تھی اور آپؑ تمام محاسنِ اخلاق سے معروف تھے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دن معاویہ بن ابی سفیان نے اپنے زمانۂ اقتدار میں کہا: من احق بھذا الامر۔ بتاؤ حکومت و خلافت کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟

خوشامدی حاضرین نے کہا: آپ سے بڑھ کر اس منصب کا اور کوئی حق دار نہیں ہے۔

معاویہ نے کہا: نہیں ایسا نہیں ہے۔ خلافت کا اگر کوئی صحیح حق دار ہو سکتا ہے تو وہ شہزادہ علی اکبرؑ ہے کیونکہ اس کا نانا رسولؐ خدا ہے، اور اس میں بنی ہاشم کی شجاعت پائی جاتی ہے، اور اس میں بنی اُمیہ کی سخاوت پائی جاتی ہے اور اس میں بنی ثقیف کا حُسن و جمال پایا جاتا ہے۔

① عرضِ مترجم: اگر ابصار العین کی روایت کو صحیح مانا جائے تو پھر اس لحاظ سے آپ کی عمر تقریباً چھبیس برس بنتی ہے جو کہ کسی طرح سے بھی قرین قیاس نہیں ہے۔ جب کہ امام مظلومؑ نے آپ کو قد برز الیھم غلام...... کہہ کر آپ کی نوخیزی کی طرف اشارہ کیا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

مقاتل الطالبین، طبع دوم، ص ۵۲ میں ابوالفرج اصفہانی نے لکھا ہے: علی اکبرؑ کی مدح میں یہ شعر کہے گئے تھے:

لم تر عین نظرت مثله	من محتف یمشی ومن ناعل
یغلی نیء اللحم حتی اذا	انضبح لم یغل علی الآکل
کان اذا شبت له ناره	أو قدها بالشرف التاہل
کیما یراها بائس مرمل	أو فرد حی لیس بالاهل
اعن ابن لیلٰی ذا السدی والندیٰ	أعنی ابن بنت الحسب الفاضل
لا یؤثر الدنیا علی دینه	ولا یبیع الحق بالباطل

''آج تک کسی آنکھ نے اس جیسا انسان نہیں دیکھا۔ ہر وقت اس کی سخاوت کی دیگیں تیار رہتی ہیں اور وہ کسی مہمان سے کسی طرح کی کمی روا نہیں رکھتا۔ عربوں میں رواج تھا کہ وہ رات کے وقت کسی اُونچی جگہ پر آگ جلاتے تھے تا کہ بھولے بھٹکے مہمان آگ کو دیکھ کر ان کے پاس آ جائیں۔ اس آگ کو ''نارالقریٰ'' کہا جاتا تھا۔

جب رات کے وقت علی اکبرؑ آگ روشن کراتے ہیں تو بلند و بالا جگہ پر ہی آگ روشن کراتے ہیں تا کہ غرباء بے نوا اور بیوگان اور بے کس لوگ اس آگ کو دیکھیں اور ادھر کا رُخ کریں۔ میری مراد اس سے لیلیٰؑ کا فرزند ہے جو کہ ہر وقت سخاوت کرتا رہتا ہے اور وہ خاندانی خاتون کا فرزند ہے۔ وہ دنیا کو دین پر ترجیح نہیں دیتا اور حق کے عوض باطل کا سودا نہیں کرتا''۔

Presented by Ziaraat.Com

میدان میں روانگی

ناسخ، جلد ۲/ ۳۳۹ پر مرقوم ہے: جب حضرت علی اکبرؑ نے دیکھا کہ ان کے تمام انصار و احباب اور ان کے تمام رشتہ دار شہید ہو چکے ہیں۔ صرف ان کے والد امام حسین علیہ السلام میدان میں اکیلے رہ گئے ہیں تو آپؑ برداشت نہ کر سکے اور امام مظلومؑ کربلا کی خدمت میں آئے اور عرض کیا:

ابا جان! میری جان آپؑ پر قربان، اجازت دیں تاکہ میں ان ظالموں سے انتقام لوں اور شہادت حاصل کروں۔

آپؑ نے اس قدر اصرار کیا کہ آپؑ کو اجازت مل گئی۔ خیام میں آئے اور اہل حرم سے الوداع کہا، تو خیام آل محمدؐ سے وامحمداہ کی صدائیں بلند ہوئیں۔

ناسخ میں روضۃ الاحباب کے حوالے سے منقول ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے شہزادہ علی اکبرؑ کو جنگی لباس پہنایا۔ آپؑ نے انھیں زرہ پہنائی اور آپؑ نے انھیں اپنی فولادی خود پہنائی اور حضرت علی علیہ السلام کا چرمی کمر بند فرزند کی کمر سے باندھا اور آپؑ نے شہزادہ علی اکبر کو "عقاب" نامی گھوڑے پر سوار کیا۔

جب شہزادہ علی اکبرؑ میدان کی طرف روانہ ہوئے، تو امام مظلومؑ نے سخت گریہ کیا اور انگشتِ سبابہ آسمان کی طرف بلند کی اور بارگاہ خداوندی میں عرض کیا:

اللهم أشهد علی هؤلاء القوم فقد برز الیهم غلام اشبه الناس خلقاً وخلقاً ومنطقاً برسولك وكنا اذا اشتقنا الی نبيك نظرنا الی وجهه، اللهم امنعهم بركات الارض وفرقهم تفريقاً ومزقهم تمزيقاً واجعلهم طرائق قدداً ولا ترض الولاة عنهم ابداً فانهم دعونا ينصرونا ثم عدوا علينا يقاتلوننا

Presented by Ziaraat.Com

"خدایا! ان لوگوں کے خلاف گواہ رہنا، اب ان کی طرف میرا وہ نوخیز جوان جا رہا ہے جو شکل و صورت، رفتار و کردار اور گفتگو میں تیرے رسولؐ خدا کی شبیہہ ہے اور ہمیں جب بھی تیرے نبیؐ کی زیارت کا شوق ہوتا تھا تو ہم اس کے چہرے کو دیکھ لیا کرتے تھے۔ خدایا! ان سے زمین کی برکات روک دے اور انہیں ٹکڑے ٹکڑے کردے اور حکام کو ان سے کبھی راضی نہ رکھنا۔ ان لوگوں نے ہمیں دعوت دی کہ وہ ہماری مدد کریں گے۔ پھر انھوں نے ہمارے خلاف زیادتی کی اور جنگ کرنے لگے"۔

پھر آپؑ نے ابن سعد کو بددعا دی اور فرمایا:

مالك؟ قطع الله رحمك ولا بارك لك في امرك وسلط عليك من يذبحك بعدي على فراشك كما قطعت رحمي ولم تحفظ قرابتي من رسول الله

"پسر سعد! تجھے کیا ہوا ہے؟ خدا تیری نسل کو قطع کرے جیسا کہ تو نے میری نسل کو قطع کیا ہے۔ خدا تیرے معاملات میں برکت نہ دے اور میرے بعد خدا تجھ پر ایسے شخص کو مسلط کردے جو تجھے تیرے بستر پر قتل کرے۔ تو نے رسولؐ خدا سے میری قرابت کا کوئی لحاظ نہیں کیا ہے"۔

پھر آپؑ نے بلند آواز سے اس آیت کو تلاوت کیا:

إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ○ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○ (آل عمران، آیہ ۳۳)

Presented by Ziaraat.Com

"بے شک اللہ نے چنا ہے آدمؑ اور نوحؑ اور آل ابراہیمؑ اور آل عمرانؑ کو تمام جہانوں میں سے وہ ایک دوسرے کی نسل تھے، اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے"۔

حضرت علی اکبرؑ کا مبارزہ اور شہادت

یوسفِ کربلا شہزادہ علی اکبرؑ روشن آفتاب کی طرح سے برہنہ تیغ لیے ہوئے میدان میں آئے۔ آپؑ کے چہرے کی روشنی حسن پیغمبرؐ کی یاد تازہ کر رہی تھی اور آپؑ کی قوت بازو حیدر کرّارؑ کی یاد دلا رہی تھی:

ثمرۃ الحیاۃ میں آپؑ کی آمد کا یہ منظر پیش کیا گیا:

شعشعہ جمال او مظہر نور احمدی	طنطنۂ جلال او یاد ز حیدر آورد
الحذر الحذر بگردون رسد از نبرد او	بانگ الامان والامان گوش جہان کر آورد
العجل العجل زتیغش بقتالِ دشمنان	قابض روح را در آں مرحلہ مضطر آورد
در صف کارزار باشوکت وسطوت نبی	برہمہ ظاہر و عیان صولت حیدر آورد

"اُن کے جمال کی تجلّی نور احمدی کا مظہر تھی۔ آپؑ کے طنطنۂ جمال نے لوگوں کو حیدر کرّار کی یاد تازہ کرائی۔ آسمان سے الحذر الحذر کی صدائیں اُٹھ رہی تھیں اور ہر طرف سے الامان الامان کی آوازیں کانوں میں گونج رہی تھیں۔ آپؑ کی تلوار تیزی سے دشمنوں کو قتل کرنے میں مصروف تھی۔ روح قبض کرنے والے فرشتہ کے لیے مشکل گھڑی آچکی تھی۔ میدان کارزار میں نبیؐ کی شوکت وسطوت اور حیدر کرّار کا رعب و جلال ظاہر ہو رہا تھا"۔

الغرض آپؑ میدان میں آئے اور آپؑ نے یہ رجز پڑھا:

انا علی بن الحسین بن علی نحن وبیت اللّٰه اولی بالنبی
تاللّٰه لا یحکم فینا ابن الدعی اضرب بالسیف احامی عن ابی
ضرب غلام ھاشمی قرشی

(ارشاد مفید، ص ۲۳۸)

"میں حسینؑ بن علیؑ کا فرزند علیؑ ہوں۔ بیت اللہ کی قسم! ہم ہی نبیؐ کے وارث ہیں۔ خدا کی قسم! حرام زادے کے بیٹے کو ہمارے متعلق فیصلہ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ میں تلوار سے تمہیں قتل کروں گا اور اپنے والد کا ایسا دفاع کروں گا جس طرح سے کوئی ہاشمی قرشی جوان کا دفاع کیا کرتا ہے"۔

بعد ازاں آپؑ نے شیر دلیر کی طرح سے لشکرِ اعداء پر حملہ کیا۔ آپؑ کے حملے کی شدت کی وجہ سے اہلِ کوفہ کی چیخیں نکل گئیں۔ آپؑ نے سخت پیاس کے باوجود ایک سو بیس یزیدیوں کو دوزخ روانہ کیا۔ (مقتل خوارزمی، جلد ۲/۳۰، مقتل مقرم، ص ۳۲۲، ناسخ، جلد ۲/۳۵۲ اور قمقام، ص ۴۳۲)

اس دوران آپؑ کے تنِ نازنین پر بہت سے زخم آئے۔ آپؑ نے گھوڑے کو جولان دیا اور امام مظلومؑ کے پاس آئے اور عرض کیا:

یا أبت العطش قد قتلنی وثقل الحدید أجهدنی
فهل الی شربة من ماء سبیل أتقوی بها علی الاعداء

"ابا جان! پیاس نے مجھے مار ڈالا ہے اور اسلحہ کے وزن نے مجھے تھکا دیا ہے۔ کیا پانی کا ایک گھونٹ مل سکتا ہے، جس سے میں دشمنوں کے خلاف طاقت حاصل کروں؟"

اس وقت آپؑ کے وجودِ اطہر سے بارش کے قطروں کی طرح سے خون ٹپک رہا

Presented by Ziaraat.Com

تھا۔ امام مظلومِ کربلا نے اپنے جوان بیٹے کو دیکھا، رونے لگے اور فرمایا:

اے فرزند! محمد مصطفیٰ، علی مرتضیٰ اور مجھ پر یہ بات گراں ہے کہ تو انھیں پکارے اور وہ جواب نہ دیں اور تو ان سے مدد طلب کرے اور وہ تیری مدد نہ کریں۔

اس کے بعد آپؑ نے شہزادہ علی اکبرؑ کی زبان کو اپنے منہ میں لیا اور اسے چوسا اور آپؑ نے اپنی انگوٹھی ان کو دی اور فرمایا: اسے منہ میں رکھو اور دشمنوں سے جہاد کرو۔ آج کے دن تیرا دادا تجھے کوثر کا جام پلائے گا، جس کے بعد تو کبھی پیاسا نہ ہوگا۔

الغرض شہزادہ علی اکبرؑ دوبارہ میدان میں گئے اور یہ رجز پڑھا:

الحرب قد بانت لها الحقائق وظهرت من بعدها مصادق

والله رب العرش لا نفارق جموعكم أو تغمد البوارق

"جنگ کے ذریعہ سے حقائق آشکار ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد سچائی کے نشانات ظاہر ہو جاتے ہیں۔ رب عرش کی قسم! جب تک تلواریں نیاموں میں نہ چلی جائیں تب تک جنگ جاری رہے گی"۔ (تاریخ، جلد ۲/۳۵۳، خوارزمی، جلد ۲/۳۱، مقتل، ص ۳۳۲، مناقب، جلد ۴/۱۰۹ اور عوالم، جلد ۱۷/۲۸۶)

آپؑ نے دائیں بائیں دونوں طرف سے کھڑے ہوئے ملاعین کو قتل کیا اور اس حملہ میں آپؑ نے اسّی یزیدیوں کو تہ تیغ کیا۔

اس وقت منقذ بن مرہ عبدی (زیارت ناحیہ میں اس کا نام مرہ بن منقذ بن نعمان عبدی لکھا ہوا ہے) کو موقع ہاتھ لگا تو اس نے آپؑ کے سر پر تلوار کا وار کیا جس سے آپؑ کی قوت ختم ہو گئی۔ آپؑ نے گھوڑے کی گردن میں ہاتھ ڈال دیے اور اس کی لگام چھوڑ دی۔ گھوڑا آپؑ کو لے کر دوڑنے لگا۔ جدھر سے بھی گھوڑے کا گزر ہوتا وہ شہزادہ علی اکبرؑ پر حملہ کرتے۔

Presented by Ziaraat.Com

زیارت ناحیہ میں آپؑ پر سلام کیا گیا اور یہ کلمات کہے گئے:

السلام علیك یا اوّل قتیل من نسل خیر سلیل من سلالة ابراهیم الخلیل، صلی الله علیك وعلی أبیك اذ قال فیك قتل الله قوماً قتلوك یابنی ما اجرأهم علی الرحمٰن وعلی انتهاك حرمة الرسول علی الدنیا بعدك العفا كأنی بك بین یدیه ماثلا وللكافرین قائلا قائلا:

أنا علی بن الحسین بن علی نحن وبیت الله اولٰی بالنبی
أطعنكم بالرمح حتّٰی ینثنی أضربكم بالسیف احمی عن ابی
ضرب غلام هاشمی عربی والله لا یحكم فینا ابن الدعی
حتّٰی قضیت نحبك ولقیت ربك أشهد انك اولٰی بالله وبرسوله وانك

ابن رسوله وحجته ودینه وابن حجته وامینه حكم الله علی قاتلك مرة بن منقذ بن النعمان العبدی لعنه الله واخزاه الله ومن شرك فی قتلك وكانوا علیك ظهیراً وأصلاهم الله جهنم وساء ت مصیراً وجعلنا الله من ملاقیك ومرافقیك ومرافقی جدك وابیك وعمك وأخیك وامك المظلومة وابرأ الی الله من قاتلیك واسئل الله مرافقتك فی دار الخلود وابرأ الی الله من أعدآئك اولی الجحود والسلام علیك ورحمة الله وبركاته (بحار، جلد ۴۵/۶۵، جلد ۱۰۱/۲۶۹، تاریخ، جلد ۳/ ۱۷ اور اقبال، ص ۵۷۳)

Presented by Ziaraat.Com

''نسلِ خلیلؑ کے پہلے شہید آپؑ پر سلام ہو، آپؑ پر اور آپؑ کے والد پر خدا کی طرف سے درود ہو۔ آپؑ کے والد نے آپؑ کے متعلق کہا تھا: خدا اس قوم کو قتل کرے جس نے تجھے قتل کیا ہے۔ یہ لوگ خدا کے احکام اور حُرمت رسولؐ خدا کے پامال کرنے پر کس قدر جری ہیں۔ آپؑ کے بعد دنیا پر خاک ہے''۔

وہ منظر گویا میری نگاہوں کے سامنے ہے، جب آپ امام مظلومؑ کربلا کے سامنے کفار سے جنگ کر رہے تھے اور یہ رجز پڑھ رہے تھے:

''میں حسین بن علیؑ کا فرزند علیؑ ہوں۔ بیت اللہ کی قسم! ہم ہی نبیؐ کے اصلی وارث ہیں۔ میں تمہیں اپنے نیزے سے مارتا رہوں گا یہاں تک کہ وہ ٹیڑھا ہو جائے۔ میں تم پر تلوار سے حملہ کروں گا۔ میں اپنے والد کا دفاع کروں گا۔

میں تم پر ہاشمی عربی نوجوان کی طرح سے حملہ کروں گا۔ خدا کی قسم! حرام زادے کا بیٹا ہمارے متعلق فیصلہ کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتا''۔

آپؑ نے جنگ کی، یہاں تک کہ آپؑ نے اپنی نذر پوری کر دی اور اپنے رب کے حضور چلے گئے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ خدا کے نظام اور اس کے رسولؐ کے نظام کے وارث ہیں اور یہ کہ آپؑ رسولؐ خدا کے فرزند اور حجتِ خدا اور دینِ خداوندی کے محافظ ہیں۔ اللہ آپؑ کے قاتل مُرہ بن منقذ بن نعمان عبدی کے متعلق فیصلہ کرے۔ اللہ اس پر لعنت کرے اور اُسے رُسوا کرے اور ان لوگوں پر بھی لعنت و رسوائی مسلط کرے جو آپؑ کے قتل

Presented by Ziaraat.Com

میں شریک تھے اور آپؑ کے خلاف پشت پناہ تھے۔ خدا انھیں دوزخ میں ڈالے جو کہ بدترین جگہ ہے اور ہمیں ان لوگوں میں سے قرار دے جو آپؑ سے ملاقات کرنے والے ہیں۔ آپؑ کے اور آپؑ کے دادا، والدؑ، چچا، بھائی اور آپ کی مظلومہ ماںؑ کے رفیق ہیں۔ میں خدا کے حضور آپؑ کے قاتلوں سے برأت کا اظہار کرتا ہوں۔ میں خدا سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ جنت میں ہمیں آپؑ کی رفاقت عطا فرمائے۔ میں آپؑ کے دشمنوں سے اپنی بیزاری کا اعلان کرتا ہوں جو کہ حق کے منکر تھے۔ آپؑ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں"۔

شہزادہ علی اکبرؑ کا ایک فارسی مرثیہ از جوہری

شہزادہ علی اکبرؑ کی اپنے گھوڑے سے گفتگو

عقاب ای رفرف اوج سعادت | عقاب ای پیک معراج سعادت
عقابا روز در چشم چه شامست | یقین دارم که عمر من تمام است
ببین در دست اعدا دستگیرم | مشو راضی در این صحرا بمیرم
شتابی کن که وقت خدمت تست | گزشت از من زمان همت تست
خلاصی ده ز دست این سپاهم | ازین میدان ببر تا خیمه گاهم
که لیلا مادرم چشمش براه است | نشسته منتظر با اشک و آه است
ببر در خیمه جسم نازنینم | که شاید مادر زار حزینم
دمِ مُردن ببندد چشمهایم | کشاند سوی قبله دست و پایم
اگر مُردم من اندر این بیابان | ز بعد مرگ من از راه احسان

Presented by Ziaraat.Com

بمن همراهی ای بهر خدا کن | چو هدهد روسوی شهر سبا کن
بروای کربلا سوی مدینه | بگو ای بصغرای حزینه
که ای صغرای محزون فکار | مکش خواهر تو دیگر انتظار

"اے اوج سعادت کے رہرف، اے میرے عقاب اور معراج سعادت کے قاصد اے میرے عقاب! (واضح رہے کہ شہزادہ علی اکبرؑ کے گھوڑے کا نام عقاب تھا)

عقاب! یہ دن میری نظر میں شام کا درجہ رکھتا ہے۔ مجھے یقین ہو چکا ہے کہ میری زندگی تمام ہو چکی ہے۔ دیکھ اس وقت میں دشمنوں کے ہاتھوں قید میں ہوں۔ صحرا میں میرے مرنے پر راضی نہ ہونا۔

جلدی کر، یہ تیری خدمت کا وقت ہے۔ مجھے اس سپاہ سے خیمہ گاہ لے چل، جہاں میری ماں لیلیٰ میرا راستہ دیکھ رہی ہے اور رو رو کر میرا انتظار کر رہی ہے۔ مجھے کسی نہ کسی طرح سے در خیمہ پر پہنچا، تا کہ میری غمگین ماں مرنے کے وقت اپنے ہاتھوں سے میری آنکھوں کو بند کرے اور میرے ہاتھ پاؤں قبلہ کی طرف کرے۔

اے عقاب! دیکھنا اگر میں اس صحرا میں مر جاؤں تو مجھ پر ایک احسان کرنا، جس طرح سے ہد ہد شہر سبا گیا تھا تو بھی میرے بعد مدینہ چلے جانا اور وہاں میری اُجڑی بہن صغریٰ سے کہنا: اب وہ میرا انتظار کرنا چھوڑ دے۔

تاریخ کے الفاظ ہیں: فقطعوہ اربا اربا۔ یزیدی فوج نے علی اکبرؑ کے جسم

Presented by Ziaraat.Com

کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ جیسے ہی روح پرواز کرنے کا وقت آیا تو آپؑ نے یہ کہا:

ابا جان! میرے پاس میرے نانا رسولؐ خدا تشریف لائے ہیں اور انھوں نے مجھے اپنے لبریز جام سے کوثر کا پانی پلایا ہے۔ اس کے بعد مجھے پیاس محسوس نہ ہوگی۔

میرے ناناؐ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ بیٹا! جلدی سے ہمارے پاس آجاؤ۔ تمہارے لیے ایک اور جام رکھا ہوا ہے جسے تم نے ابھی پینا ہے"۔ (ناسخ، جلد۲/۳۵۴، عوالم، جلد ۱۷/۲۸۶، مقتل، ص۲۳۲)

جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے مظلوم فرزند کی یہ آواز سنی تو آپؑ کی چیخ نکل گئی اور فرمایا:

قتل اللّٰہ قوماً قتلوك ، ما اجرأھم علی الرحمٰن وعلی رسوله وعلی انتھاك حرمة الرسول وعلی الدنیا بعدك العفا

"اللہ اس قوم کو تباہ کرے جس نے تجھے قتل کیا ہے، یہ لوگ خدا اور رسولؐ خدا اور حرمتِ رسولؐ کے تباہ کرنے پر کتنے جری ہیں! تیرے بعد دنیا پر خاک ہے"۔

پھر امام مظلومؑ گھوڑے پر سوار ہوئے۔ لشکر کی صفوں کو چیرتے ہوئے، یا علیؑ یا علیؑ کہتے ہوئے شہزادہ علی اکبرؑ کے سرہانے پہنچے۔ آپؑ گھوڑے سے اُترے اور بیٹے کو سینے سے لگایا اور آپؑ نے اپنا مبارک چہرہ بیٹے کے چہرے پر رکھ دیا۔

شہزادہ علی اکبرؑ نے آنکھیں کھولیں اور عرض کیا:

ابا جان! آسمان کے دروازے کھل چکے ہیں اور جنت کی حوریں اُتر رہی ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

ان کے ہاتھوں میں شربت کے بھرے ہوئے جام موجود ہیں اور وہ مجھے اپنی طرف بلا رہی ہیں۔ اب ہم سفرِ آخرت کرتے ہیں اور بے یار و مددگار، اہلِ حرمؑ سے میری درخواست ہے کہ وہ میرے غم میں چہرہ نہ پیٹیں۔

یہ کہا اور آپؑ کی روح جنت الفردوس کی طرف پرواز کر گئی۔

حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام نے اپنے شہید فرزند کے لاشے کو اُٹھایا اور درِ خیمہ پر لے آئے اور اہلِ حرم کی یہ صدائیں بلند ہوئیں:

یا ثمرۃ فؤاداہ ویا قرۃ عیناہ (ناسخ، جلد۲/۳۵۵)

''ہائے ثمرۂ دل اور ہائے آنکھوں کی ٹھنڈک''۔

(اعتذار: یہاں مؤلف نے چند فارسی مراثی لکھے ہیں جنھیں بغرضِ اختصار حذف کیا گیا ہے۔ من المترجم عفی عنہ)

ناسخ، جلد۲/۳۵۵، قمقام، ص۳۴۳، عوالم، جلد ۱۷/۲۸۷ اور مقتل خوارزمی، جلد۲/۳۱ کے بیانات کا خلاصہ یہ ہے کہ حمید بن مسلم کہتا ہے: جب شہزادہ علی اکبرؑ زین سے زمین پر گرے تو اس وقت ایک بی بی خیامِ اہلِ بیتؑ سے جلدی سے باہر آئی اور یوں لگتا تھا جیسا کہ مشرق سے سورج نکل آیا ہو۔ وہ روتی چیختی واحبیباہ واثمرۃ فؤاداہ ونورِ عیناہ کے بین کرتی ہوئی آئی۔

پوچھا گیا: یہ مخدرہ کون ہیں؟ تو کہنے والوں نے کہا: یہ حضرت زینب بنت علی علیہا السلام ہیں۔ چنانچہ بی بی آئیں اور اپنے آپ کو لاشِ شہزادہ علی اکبرؑ پر گرا دیا۔

امام حسینؑ آئے اور بی بی کا ہاتھ پکڑا اور انھیں خیمہ لے گئے۔ اس کے بعد بنی ہاشم کے کچھ بچے آئے تو حضرت امام حسینؑ نے فرمایا: اپنے بھائی کو اُٹھاؤ۔ چنانچہ نوجوانوں نے شہزادہ علی اکبرؑ کو اُٹھایا اور مقتل سے اُٹھا کر اس خیمہ کے دروازے پر لے گئے، جس کے آگے جنگ ہو رہی تھی۔

Presented by Ziaraat.Com

مقتل ابی مخنف، ص ۱۵۸، کامل ابن اثیر ۲۹/۴ میں ریاض القدس، ص ۴۷، تظلم الزہرا، ص ۲۲۹، ینابیع المودۃ، ص ۴۱۶، اعیان الشیعہ، ص ۶۱۰، حوالہ قمقام، ص ۳۴۳، بحار، جلد ۴۵/۴۵ میں مقاتل الطالبین، ص ۷۷، سطر ۱۳ کے حوالے سے مرقوم ہے:

وجعل یکر کرۃ بعد کرۃ حتّٰی رمی بسھم فوقع فی حلقہ فخرقہ واقبل یتقلب فی دمہ ثم نادیٰ: یا ابتاہ علیک السلام ھذا جدی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم یقرئک السلام ویقول عجل القدوم الینا وشھق شھقۃ فارق الدنیا

"حضرت علی اکبرؑ مسلسل حملے کر رہے تھے کہ ایک تیر آیا جو کہ آپؑ کے حلق میں لگا جس سے آپؑ کا گلا پھٹ گیا۔ آپؑ خون میں لت پت ہوگئے۔ پھر آپؑ نے آواز دی: ابا جان! آپؑ پر میرا سلام ہو، یہ میرے نانا حضرت رسولؐ خدا تشریف لائے ہیں۔ وہ آپ پر سلام بھیج رہے ہیں اور فرما رہے ہیں: آپؑ جلد از جلد ہمارے پاس آ جائیں۔ پھر علی اکبرؑ کی ایک چیخ بلند ہوئی اور آپؑ کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی"۔

بحار، جلد ۴۵، ص ۲۵ میں ابوالفرج سے منقول ہے: حضرت علی اکبرؑ کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی۔ آپؑ کی کنیت ابوالحسن تھی اور آپؑ کی والدہ حضرت امِ لیلیٰؑ دختر ابی مرہ بن عروہ بن مسعود ثقفی تھیں، اور آپؑ بنی ہاشم کے پہلے شہید تھے۔

شہادت حضرت عبداللہ بن الحسین علیہ السلام

ناسخ، جلد ۲/۳۵۶ میں مرقوم ہے: کتب معتبرہ میں لکھا ہوا ہے کہ حضرت شہزادہ علی اکبرؑ کی شہادت کے بعد ایک بچہ خیامِ حسینؑ سے باہر آیا۔ وہ بچہ اتنا سہا ہوا اور خوف زدہ تھا کہ اس کا وجود پارہ کی طرح سے لرز رہا تھا۔ اس بچہ کے کانوں میں گوشوارے

Presented by Ziaraat.Com

تھے۔ بچے کے بلنے کی وجہ سے اس کے گوشوارے تک ہل رہے تھے۔ بچہ پریشانی میں دائیں بائیں دیکھ رہا تھا۔ ہانی بن بعیث نے اس معصوم پر حملہ کیا اور اسے شہید کر دیا۔

علمائے حدیث نے اس معصوم بچے کا نسب بیان نہیں کیا۔ جہاں تک راقم نے تحقیق کی ہے تو معلوم ہوا کہ وہ معصوم بچہ حضرت عبداللہ بن حسینؑ تھا۔ چنانچہ احادیث واخبار میں یہ بیان کیا گیا ہے: امام مظلومؑ کربلا کے ایک بیٹے کا نام حضرت عبداللہ تھا۔

کچھ علماء لکھتے ہیں: حضرت علی اصغرؑ کا نام عبداللہ تھا اور حضرت علی اصغرؑ اس کا لقب تھا لیکن یہ بات دل کو نہیں لگتی کیونکہ اگر یہی معیار بنا لیا جائے تو پھر شہزادہ علی اکبر اور علی اوسط کے بھی دوسرے نام تلاش کرنے پڑیں گے۔

جہاں تک بحار، جلد ۴۵/ ۴۶ اور مناقب، جلد ۴/ ۱۰۹ اور عوالم، جلد ۱۷/ ۲۸۸ کی اِس روایت کا تعلق ہے: جب وہ معصوم بچہ شہید ہوا تو حضرت شہر بانوؑ بے ہوش ہو گئی تھیں۔ تو یہ روایت درجہ صحت سے گری ہوئی ہے کیونکہ حضرت شہر بانو حضرت امام علی زین العابدین علیہ السلام کی ولادت کے بعد وفات پا گئی تھیں اور وہ سفر کربلا میں موجود نہ تھیں۔ (العلم عند اللہ نتھی ما فی الناسخ)

شہادت حضرت قاسم بن الحسین علیہ السلام

مناقب، جلد ۴/ ۱۰۸ پر مرقوم ہے: حضرت ابوالفضل العباس علیہ السلام کے بعد حضرت قاسم بن الحسینؑ میدان میں گئے اور انھوں نے یہ رجز پڑھا:

ان تنکرونی فانا ابن الحیدرۃ ضرغام آجام ولیث قسورۃ
علی الاعادی مثل ریح صرصرۃ اکیلکم بالسیف کیل السندرۃ

بحار، جلد ۴۵/ ۳۴ میں اس شہادت کے ذکر بعد مرقوم ہے: وفیہ غرابۃ۔ اس روایت میں ایک طرح کی غرابت پائی جاتی ہے۔

***

Presented by Ziaraat.Com

حضرت امام حسین علیہ السلام، محمد بن ابی سعید ابن عقیل، علی اصغر اور عبد اللہ بن الحسن علیہم السلام کی شہادت

لہوف، ص ۱۱۶، مقتل خوارزمی، جلد ۲/۳۲، مقاتل الطالبین، ص ۷۹، بحار، جلد ۴۵/۴۶ اور ناسخ، جلد ۲/ ۳۵۷ کے بیانات کا خلاصہ یہ ہے: جب مظلوم کربلا کے لشکر میں کوئی بھی جنگجو باقی نہ رہا تو امام حسین علیہ السلام تن تنہا میدان میں آئے اور بلند آواز سے یہ استغاثہ کیا:

هل من ذاب يذب عن حرم رسول الله؟ هل من موحد يخاف الله فينا؟ هل من مغيث يرجوا الله في اغاثتنا؟

مہیج الاحزان، ص ۲۱۵ پر یہ استغاثہ بھی مرقوم ہے:

هل من راحم يرحم آل الرسول المختار، هل من ناصر ينصر الذرية الاطهار، هل من مجير لابناء البتول؟ هل من ذاب يذب عن حرم الرسول؟ هل من موحد يخاف الله فينا؟ هل من مغيث يرجو الله في اغاثتنا

''کوئی ہے جو حرم رسول کا دفاع کرے؟ کیا کوئی توحید پرست ہے جو ہمارے متعلق خدا سے ڈرے؟ کیا کوئی فریاد رس ہے جو

Presented by Ziaraat.Com

ہماری مدد کرے؟ اللہ کے ثواب کی اُمید رکھے؟ کیا کوئی ہے جو رسولِ مختار کی آل پر رحم کرے؟ کوئی ہے جو ذریت اطہار کی مدد کرے؟ کوئی ہے جو اولادِ بتولؑ کو پناہ دے؟"

جب اہلِ حرم نے امام حسین علیہ السلام کی زبانی غربت کا یہ استغاثہ سنا تو اہلِ حرم کے رونے کی صدائیں بلند ہوئیں۔

معالی السبطین، جلد ۲/۹ میں فاضل دربندی کے حوالے سے مرقوم ہے: جب حضرت امام حسینؑ نے ھل من ناصر ینصرنا کا استغاثہ بلند کیا تو ارکانِ عرش لرزنے لگے، آسمان رونے لگے، ملائکہ کی صفوں میں جوش پیدا ہوا اور زمین مضطرب ہوگئی۔

سب نے بارگاہِ خداوندی میں التجا کی: اے ہمارے پروردگار! یہ تیرا پیارا ہے اور تیرے حبیب کا فرزند ہے۔ ہمیں اجازت دے کہ ہم اس کی مدد کریں۔ اچانک آسمان سے ایک رُقعہ نازل ہوا اور امام حسینؑ کے ہاتھ پر آ گرا۔ آپؑ نے اسے کھولا تو دیکھا اس میں آپؑ کا وہ وعدہ لکھا ہوا تھا جو لوگوں کی تخلیق سے پہلے شہادت کے لیے کیا گیا تھا۔

اس رقعہ کی پشت پر یہ عبارت تحریر تھی:

"حسینؑ! ہم نے تیرے لیے موت اور شہادت کو حتمی قرار نہیں دیا اور ہم تجھے شہادت پر مجبور نہیں کرتے، تمہیں اختیار دیا جاتا ہے، اگر تم چاہو تو ہم اس آزمائش کو تجھ سے ہٹا لیتے ہیں اور تمہارے اجر و ثواب میں بھی کوئی کمی واقع نہ ہوگی"۔

"تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہم نے تمام آسمانوں، زمینوں، ملائکہ اور جنات کو تیرے حکم کے تابع کر دیا ہے۔ تم ان میں سے

Presented by Ziaraat.Com

کسی کو حکم دو تو وہ ان کافروں، فاجروں کو برباد کردیں گے"۔

پھر آپؑ نے دیکھا کہ اتنے فرشتے نازل ہوئے کہ جنھوں نے زمین و آسمان کو پُر کردیا اور ہر ایک کے ہاتھ میں آتشی نیزہ تھا۔ وہ سب کے سب آپؑ کے حکم کے منتظر تھے۔

جب آپؑ نے رقعہ پڑھا اور ملائکہ کی آمد کو دیکھا تو آپؑ نے اس رقعہ کو تہ کیا، اور آسمان کی طرف اُچھال کر کہا:

"میرے پروردگارا میں چاہتا ہوں کہ ستر ہزار مرتبہ مجھے تیری محبت میں زندہ کیا جائے اور قتل کیا جائے بالخصوص اگر میری شہادت سے تیرے دین کی مدد ہوتی ہے اور تیری شریعت کی حفاظت ہوتی ہے، تو میں شہادت پر آمادہ ہوں۔

خدایا! میرے دوست اور انصار اور میرے خاندان کے جوان سب شہید ہوچکے ہیں۔ اب میں زندگی لے کر کیا کروں گا؟"

امام حسین علیہ السلام نے ملائکہ کو مدد کرنے کی اجازت نہ دی اور جنگ کو ترجیح دی۔

نصرتِ امام حسینؑ کے لیے جنات کے قبائل کی کربلا آمد

ناسخ، جلد ۲/ ۳۵۸ میں منتخب طریحی کے حوالے سے منقول ہے: جب حضرت امام حسین علیہ السلام تن تنہا رہ گئے تو اس وقت قومِ جنات کے قبائل آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے عرض کیا:

مولا ابا عبداللہ! ہم سب آپؑ کے مددگار ہیں، اگر آپؑ اجازت دیں تو ہم میدانِ جنگ میں جا کر ان کفار کو قتل کریں۔

امام حسین علیہ السلام نے انھیں اجازت نہ دی اور انھیں دعائے خیر دے کر

Presented by Ziaraat.Com

رخصت کیا اور فرمایا: میں اپنے نانا جان رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کی مخالفت نہیں کروں گا۔

میرے نانا جان! مجھے جلدی آنے کا حکم دے رہے ہیں۔ میں نے ابھی نیند میں دیکھا کہ انھوں نے مجھے اپنے سینے سے لگایا اور میری پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا:

"حسینؑ! خدا کی مشیت یہ ہے کہ وہ تجھے تیرے خون میں غلطاں دیکھے اور تیرے سر کو گردن کی پچھلی طرف سے کٹا ہوا دیکھے، تیری ریش کو تیرے خون میں خضاب ہوتا ہوا دیکھے۔ خدا کی مشیت یہ ہے کہ تیرے اہلِ بیتؑ قیدی ہوں اور بے ہودج و کجاوہ اُونٹوں پر سوار ہوں۔ لہٰذا میں خدا کی قضا پر راضی ہوں اور میں اس کے فرمان پر صبر کرتا ہوں کیونکہ وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے"۔

مقتل خوارزمی میں مرقوم ہے: رسولِؐ خدا نے امام حسین علیہ السلام سے فرمایا:

ان لك فی الجنة درجة لن تنالها الا بالشهادة

"جنت میں تیرے لیے ایک مقام مقرر ہے، جسے تو شہادت کے بغیر حاصل نہیں کرسکتا"۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا عزمِ میدان

جب حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے والد کا استغاثہ سنا تو تمام تر ناتوانی کے باوجود نیزہ اُٹھایا۔

ایک روایت کے مطابق تلوار اُٹھائی اور میدان کی طرف روانہ ہوئے۔ اُم کلثومؑ نے پیچھے سے صدا دی: اے بھتیجے! واپس آجاؤ۔

آپؑ نے فرمایا: پھوپھی جان! مجھے جانے دیں تاکہ فرزندِ رسولؐ کے سامنے

Presented by Ziaraat.Com

جہاد کروں۔

امام حسینؑ نے فرمایا: اُم کلثومؑ! اسے پکڑ لیں تا کہ زمین نسل آل محمدؐ سے خالی نہ ہو جائے۔

معالی السبطین، جلد ۲/ ۱۱ میں فاضل دربندی کی اسرار الشہادۃ کے حوالے سے مرقوم ہے: جب بیٹے کو عازمِ میدان ہوتے دیکھا تو امام حسینؑ باز کی طرح سے آئے اور زین العابدینؑ کو خیمہ کی طرف لوٹایا اور فرمایا: پیارے فرزند! کیا کرنا چاہتے ہو؟

زین العابدین علیہ السلام نے عرض کیا:

ابا جان! آپؑ کے استغاثہ کی صدا نے میرے دل کے ٹکڑے کر دیئے ہیں۔ میں اپنے آپ کو آپؑ پر قربان کرنا چاہتا ہوں۔

سید الشہدا علیہ السلام نے فرمایا: پیارے فرزند! تم بیمار ہو اور بیمار سے جہاد ساقط ہے۔ تم امام ہو اور ہمارے شیعوں پر حجت ہو۔ آپؑ کی نسل سے باقی آئمہؑ نے پیدا ہونا ہے۔ آپؑ یتیموں اور بیوگان اہلِ حرم کے کفیل اور سربراہ ہیں اور آپؑ نے ہی ان اُجڑی ہوئی بیبیوں کو وطن واپس لے جانا ہے۔ خدا زمین کو میری نسل کی حجت سے خالی نہیں رکھے گا اور میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ یہ جفا کار آپؑ کے ہاتھ پاؤں میں طوق و زنجیر پہنائیں گے اور آپؑ کو قیدی بنائیں گے۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے عرض کیا: ابا جان! کیسے ممکن ہے کہ میں اپنی آنکھوں سے آپؑ کو شہید ہوتے ہوئے دیکھوں؟ ہائے کاش! میں پہلے ہی مر گیا ہوتا۔ میری جان آپؑ پر قربان۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: علیؑ! تو میرے بعد میرا جانشین ہے اور میرے شیعوں کا امام ہے۔ اوامرِ دین کو قائم رکھنے والا ہے اور صراطِ مستقیم کا رہنما ہے، اور میرے والد اور نانا کے علوم کا محافظ ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

پھر آپؑ نے امام سجادؑ کے گلے میں بانہیں ڈالیں اور سخت گریہ کیا۔

اثبات الوصیۃ میں مرقوم ہے: امام مظلومؑ نے حضرت امام سجادؑ کو اسمِ اعظم کی تعلیم دی۔ مواریث انبیاءؑ ان کے سپرد کیے اور فرمایا: میں نے تمام علوم اور صحائف اور سلاحِ انبیاء، حضرت اُم سلمہؓ کے حوالے کیے تھے، جب آپؑ مدینہ پہنچیں گے تو وہ تمام چیزیں آپؑ کو لوٹا دیں گی۔

ایک موثر ترین دعا

قطب راوندی دعوات میں لکھتے ہیں: امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا:

جس دن میرے والدؑ شہید ہوئے تھے تو اس دن انھوں نے مجھے اپنے سینہ سے لگایا تھا۔ اس وقت آپؑ کے وجود سے خون کے قطرات ٹپک رہے تھے اور انھوں نے مجھ سے فرمایا:

فرزند! یہ دعا یاد کرلو اور ہر حزن وغم اور جو بھی بڑا معاملہ تم پر پڑے، اس میں اس دعا کو پڑھو (خدا تمہاری مدد کرے گا) یہ دعا میری والدہ فاطمہ زہراء علیہا السلام نے مجھے تعلیم کی تھی۔ انھوں نے رسولؐ خدا سے یہ دعا سنی تھی اور رسولؐ خدا نے جبریلؑ سے یہ دعا سنی تھی:

بحق یٰسٓ والقرآن الکریم وبحق طٰہ والقرآن العظیم یامن یقدر علی حوائج السائلین یامن یعلم ما فی الضمیر یا منفس عن المکروبین یامفرج عن المغمومین یاراحم الشیخ الکبیر یارازق الطفل الصغیر یامن لا یحتاج الی التفسیر صل علی محمد وآل محمد وافعل بی کذا وکذا

واضح رہے کہ "کذا وکذا" کی بجائے انسان اپنی حاجت بیان کرے۔

Presented by Ziaraat.Com

کتاب الدمعۃ الساکبہ کے ایک بیان کا ماحصل یہ ہے کہ روزِ عاشورا جب امام مظلومؑ کربلا کے لیے معاملہ انتہائی تنگ ہوا۔ آپؑ نے بھائیوں کے خیام پر نظر ڈالی تو وہ خالی تھے۔ آپؑ نے اولادِ عقیلؑ کے خیام پر نگاہ ڈالی تو وہ خیام بھی خالی تھے۔ آپؑ نے اپنے اصحاب کے خیام کو دیکھا تو وہ بھی خالی تھے۔ آپؑ مسلسل لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم کے کلمات دُہراتے تھے۔

پھر آپؑ نے اہلِ حرم کے خیام کا قصد کیا اور امام زین العابدینؑ کے خیمہ میں تشریف لے گئے۔ آپؑ چمڑے کے بستر پر لیٹے ہوئے تھے اور حضرت زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا آپؑ کی تیمارداری کر رہی تھیں۔

جب امام سجاد علیہ السلام نے والدِ محترم کو دیکھا تو تعظیم کے لیے اُٹھنا چاہا لیکن کمزوری کی وجہ سے کھڑا نہ ہو سکے اور پھوپھی جان سے کہا: آپؑ مجھے سینے کا سہارا دیں، کیونکہ رسولؐ خدا کے فرزند تشریف لا رہے ہیں۔

بی بی نے آپؑ کو سہارا دیا۔ امام حسینؑ نے آپؑ کی احوال پُرسی کی۔ آپؑ نے الحمدللہ کہا اور عرض کیا: ابا جان، معاملات کہاں تک پہنچے؟

امام مظلومؑ کربلا نے فرمایا: جنگ کی آگ بھڑک اُٹھی ہے۔ دونوں طرف سے لوگ مارے گئے ہیں اور زمین ہمارے اور دشمنوں کے خون سے رنگین ہو چکی ہے۔

امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنے چچا حضرت ابوالفضل العباسؑ کے متعلق پوچھا تو حضرت زینبؑ رونے لگیں اور بھائی کو دیکھنے لگیں کہ کیا جواب دیتے ہیں۔

امام مظلومؑ کربلا نے فرمایا:

فرزندا صاحبِ وفا عباس علمدار شہید ہو چکے ہیں۔ فرات کے کنارے ان کے بازو کٹ چکے ہیں۔

حضرت زین العابدین علیہ السلام یہ سن کر بہت روئے اور روتے روتے آپؑ

Presented by Ziaraat.Com

کو غش آ گیا۔ جب ہوش میں آئے تو ایک ایک کا نام لے کر پوچھنا شروع کیا۔ حضرتؑ جواب میں فرماتے: وہ شہید ہو گیا۔ پھر امام سجاد علیہ السلام نے عرض کیا:

بھیا! علی اکبرؑ کہاں ہیں؟ حبیبؓ بن مظاہر کہاں ہیں؟ مسلمؓ بن عوسجہ اور زہیرؓ بن قین کہاں ہیں؟

امام حسین علیہ السلام نے جواب دیا: پیارے بیٹے! سارے شہید ہو چکے ہیں۔ اس وقت مردوں میں سے صرف میں زندہ ہوں اور تم زندہ ہو۔①

حضرت امام سجادؑ نے پھوپھی سے کہا: مجھے عصا اور تلوار دو تا کہ میں اپنے والد کی مدد کروں۔

امام حسین علیہ السلام نے آپؑ کو منع کیا اور فرمایا: تم میرے جانشین ہو اور ان یتامیٰ اور بیوگان کے سہارا ہو۔ تم انھیں سہارا دو گے اور یہ تمھیں سہارا دیں گی۔ یہ تجھ پر گریہ کریں گی اور تم ان کے حال پر گریہ کرو گے۔

زینبؑ، اُم کلثومؑ، سکینہؑ، رقیہؑ اور فاطمہؑ! یہ میری طرف سے تم پر جانشین ہیں اور واجب الاطاعت امامؑ ہیں۔

پھر آپؑ نے حضرت امام سجادؑ سے فرمایا:

پیارے فرزند! میرے شیعوں کو میرا سلام پہنچانا اور ان سے کہنا کہ میرا والد مظلوم ہو کر مارا گیا۔ اس پر گریہ کرو وہ شہید ہو کر دنیا سے رخصت ہوا۔

---

① بعض بزرگ یہ کہتے ہیں: یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ امامؑ لاعلم نہیں ہوتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ضروری نہیں کہ سوال لاعلمی پر مبنی ہو۔ بعض اوقات علم ہوتا ہے پھر بھی سوال کیا جاتا ہے مثلاً حضرت موسیٰؑ کوہ طور پر گئے۔ آپؑ کے ہاتھ میں عصا تھا۔ خدا جانتا تھا کہ ان کے ہاتھ میں عصا ہے۔ اس کے باوجود خدا نے پوچھا: وما تلك بيمينك يا موسٰى، "موسیٰؑ! تمھارے دائیں ہاتھ میں کیا ہے"۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اوقات علم ہونے کے باوجود بھی سوال کیا جاتا ہے۔ اسی طرح سے اگر حضرت سجادؑ نے سوال کیا تو اس سے ان کی لاعلمی ثابت نہیں ہوتی۔

Presented by Ziaraat.Com

سید الشہداؑ کا اہلِ حرم سے الوداع

ناسخ، جلد۲/۳۶۰ اور اسرار الشہادۃ، ص ۴۰۸ پر مرقوم ہے: اس وقت امام مظلومؑ کربلا نے صدا دی:

یا سکینۃ یافاطمۃ یا زینب یا اُم کلثوم علیکن منی السلام

''اے سکینہؑ، اے فاطمہؑ، اے زینبؑ، اے اُم کلثومؑ! میری طرف سے تم پر سلام (آخر) ہو''۔

جب اہلِ بیتؑ نے اس آواز کو سنا تو ہر طرف سے الوداع، الوداع، الفراق الفراق کی صدائیں بلند ہوئیں۔

حضرت سکینہؑ کے سر سے مقنعہ گر گیا اور عرض کی:

یاابت استلمت للموت فانی من أتکلنا؟

''ابا جان! آپؑ نے موت کی تیاری کر لی، ہم کس کی پناہ لیں گے؟''

حضرت امام حسین علیہ السلام نے رو رو کر فرمایا:

یا نور عینی کیف لا یستلم للموت من لا ناصر له ولا معین. ورحمة الله ونصرته لاتفارقکم فی الدنیا ولا فی الاخرة فاصبر علی قضاء الله ولا تشکی فان الدنیا فانیة والاخرة باقیة

''میری نورِ چشم! وہ موت کی تیاری کیوں نہ کرے جس کا کوئی ناصر و مددگار نہ رہا ہو۔ اللہ کی رحمت اور اس کی نصرت دنیا و آخرت میں تمہارے شاملِ حال رہے گی۔ اللہ کی قضا پر صبر کرو

Presented by Ziaraat.Com

اور شکوہ نہ کرو۔ دنیا فانی ہے اور آخرت باقی رہنے والی چیز ہے"۔

اس کے بعد آپؑ نے حضرت سکینہؑ کو سینے سے لگایا اور یہ اشعار پڑھے:

سیطول بعدی یا سکینة فاعلمی منك البکاء اذ الحمام دھانی
لا تحرقی قلبی بدمعك حسرة مادام منی الروح فی جثمانی
واذا قتلت فأنت أولی بالذی تأتینه یاخیرة النسوان

"سکینہؑ! تمھیں معلوم ہونا چاہیے میری موت کے بعد تمھیں طویل گریہ کرنا پڑے گا۔ جب تک میرے جسم میں جان موجود ہے تب تک اشک افشانی کر کے میرے دل کو مت جلانا اور جب میں شہید ہو جاؤں تو تمھیں رونے کا سب سے زیادہ حق ہے"۔

فقالت یا ابت ردنا الی حرم جدنا فقال ھیھات لو ترك القطا لنام ثم تمثل

لقد کان القطاة بارض نجد قریر العین لم یجد الغراما
تولته البزاة فھیسته ولو ترك القطا لغفا ناما

"حضرت سکینہؑ نے عرض کی: ابا جان! ہمیں اپنے نانا کے حرم واپس بھیج دیں۔ آپؑ نے اس مقام پر عرب کی مشہور ضرب المثل بیان کرتے ہوئے فرمایا: "اگر قطا (ایک پرندہ) کو چھوڑ دیا جائے تو وہ سو جائے گا"۔

پھر آپؑ نے یہ شعر پڑھے:

"قطا (پرندہ) ارض نجد میں چین کی زندگی بسر کر رہا تھا اور اسے کسی طرح کا کوئی فکر نہیں تھا۔ بازوں نے اس پر حملے کیے تو قطا کی یہ خواہش ہوئی کہ اگر اسے چھوڑ دیا جائے تو وہ آرام سے سو جائے"۔

Presented by Ziaraat.Com

امام مظلومؑ کو اپنی دختر سکینہؑ سے بے پناہ محبت تھی اور آپؑ فرمایا کرتے تھے:

لعمرك انني لاحب داراً تكون بها سكينة والرباب

احبهما وأبذل جل مال وليس لعاتب عندى عتاب

"تیری جان کی قسم! وہ گھر مجھے اچھا لگتا ہے جس میں سکینہؑ اور رباب ؑ ہوں۔ میں ان سے محبت کرتا ہوں اور اپنی دولت کا بڑا حصہ ان پر خرچ کرتا ہوں۔ کسی کو مجھ پر اعتراض کرنے کا حق نہیں ہے"۔ (ناسخ، جلد۲/۳۶۱)

حضرت سکینہؑ کا اصلی نام "امینہ" تھا لیکن ان کا لقب ان کے نام پر غالب آ گیا۔ اس شعر میں آپؑ نے حضرت ربابؑ کا تذکرہ کیا ہے۔ یہ امرؤ القیس کی صاحبزادی تھیں اور امام حسین علیہ السلام کی زوجہ تھیں اور حضرت سکینہؑ کی والدہ تھیں۔

اسرارِ امامت حضرت فاطمہ کبریٰؑ کے سپرد کرنا

ناسخ، جلد۲/۳۶۲ کے بیان کا ماحصل یہ ہے: جب سید الشہداءؑ نے حضرت سکینہؑ سے گفتگو کی، تو آپؑ نے حضرت امام سجادؑ کو طلب کیا اور امامت و خلافت کے اسرار ان کے سپرد کیے۔

اس سے قبل آپؑ نے انبیاءؑ و اوصیاءؑ کی امانتیں مدینہ میں حضرت اُمِ سلمہؓ کے سپرد کی تھیں اور ان سے فرمایا تھا: میرے بیٹوں میں سے علی بن الحسینؑ کے علاوہ اس سفر سے کوئی بھی واپس نہیں آئے گا۔ لہٰذا آپ یہ تبرکات نبوت و امامت ان کے سپرد کر دینا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے جنگ کا ارادہ کیا، اس وقت میرے والد امام سجاد علیہ السلام اتنے بیمار تھے کہ آپؑ وصیت سننے کے قابل بھی نہیں تھے۔ امام مظلومؑ نے اپنی دختر حضرت فاطمہ کبریٰؑ اور

Presented by Ziaraat.Com

آپؑ نے ایک صحیفہ اور لکھا ہوا وصیت نامہ ان کے حوالے کیا۔

اس وقت حضرت سجادؑ اتنے بیمار تھے کہ آپؑ کی شفایابی کی اُمید کم تھی۔ پھر جب امام سجادؑ صحت یاب ہوئے تو جناب فاطمہ کبریٰؑ نے وہ صحیفہ آپؑ کے سپرد کیا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا فرمان ہے: وہ صحیفہ اور لکھا ہوا وصیت نامہ اب بھی ہمارے پاس محفوظ ہے۔

روایات میں ہے: امام سجاد علیہ السلام مظلومِ کربلا کے بڑے فرزند تھے اور امام محمد باقر علیہ السلام کی عمر اس وقت چار برس کی تھی۔ میدانِ کربلا میں امامِ مظلومؑ کے دو فرزند شہید ہوئے تھے۔ شہادت کے لحاظِ نظر پہلے شہید کو علی اکبرؑ کہا جاتا ہے اور دوسرے شہید کو علی اصغرؑ کہا جاتا ہے۔

پرانا لباس

تاریخ، جلد ۲/۳۶۳ اور مقتل، ص ۲۵۵ پر مرقوم ہے: اس وقت امام حسین علیہ السلام نے اپنی بہن حضرت زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا سے فرمایا: "میرے لیے ایک ایسا پرانا لباس لاؤ جس کی کوئی قیمت نہ ہوتا کہ شہادت کے بعد ظالم مجھے عریاں نہ کریں"۔

آپؑ کے لیے لباس لایا گیا لیکن وہ آپؑ کے بدن پر تنگ تھا۔ آپؑ نے فرمایا: یہ اہلِ ذمّہ کا لباس ہے۔

مقتل میں یہ الفاظ مرقوم ہیں: آپؑ نے فرمایا:

ذلك لباس من ضربت عليه الذلة ولا ينبغي ان البسه

"یہ ان لوگوں کا لباس ہے جن پر ذلت کی مہر لگ چکی ہو۔ یہ لباس میرے پہننے کے قابل نہیں ہے"۔

پھر آپؑ نے فرمایا: اس سے وسیع لباس لایا جائے۔ چنانچہ آپؑ کے لیے ایک کھلا اور وسیع لباس لایا گیا۔ آپؑ نے اس کے کناروں کو اپنے ہاتھوں سے پارہ پارہ کیا

Presented by Ziaraat.Com

تا کہ اس کی کوئی قدر و قیمت نہ رہے۔

امام علیہ السلام نے اس لباس کو نیچے پہنا۔ دوسرا لباس اس پر پہنا اور "خز" کی چادر لباس کے اُوپر پہنی۔ پھر آپؑ نے زرہ اور سلاحِ جنگ لباس پر پہنا اور میدان کے لیے مکمل طور پر تیار ہو گئے۔ آپؑ کی تیاری کو دیکھ کر اہلِ حرم کے رونے کی صدائیں بلند ہوئیں۔

حضرت امام حسینؑ کے آخری گوہر علی اصغرؑ کی شہادت

لہوف، ص ۴۵۶، بحار، جلد ۴۵/۴۶، مقتل مقرم، ص ۳۳۱، مقتل خوارزمی، جلد۲/۳۲ اور ناسخ، جلد۲/۳۶۳ کے بیانات کا ماحصل یہ ہے کہ علی اصغرؑ چھ ماہ کا بچہ تھا اور وہ بھوک اور پیاس سے رو رہا تھا۔ سخت پیاس کی وجہ سے ان کی والدہ کا دودھ خشک ہو چکا تھا۔

سید الشہدا نے فرمایا: بچہ میرے پاس لے آؤ تا کہ میں اس سے الوداع کروں۔ بچے کا جھولا آپؑ کے پاس لایا گیا۔ آپؑ نے اپنے ننھے سے پھول کو بوسہ دیا اور فرمایا:

ویل لھؤلاء اذا کان جدک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خصمھم

"اس قوم کے لیے وہ دن ہلاکت کا دن ہوگا جب تیرا نانا حضرت محمد مصطفیٰؐ ان کے خلاف مدعی ہوگا"۔

پھر آپؑ نے معصوم بچے کو اٹھایا اور میدان میں لے آئے۔ گویا آپؑ زبانِ حال سے یہ کہہ رہے تھے: خدایا! گواہ رہنا! میرے خزانے میں یہ آخری موتی رہ گیا ہے، میں اسے بھی تیری راہ میں قربان کرنا چاہتا ہوں۔

پھر آپؑ نے اہلِ کوفہ سے خطاب کر کے فرمایا:

Presented by Ziaraat.Com

اے گروہ آل ابوسفیان! اگر تمہاری نظر میں گناہ گار ہوں تو میں ہوں۔ میرے اس معصوم بچے کا تو کوئی گناہ نہیں ہے۔ اگر مجھ پر رحم نہیں کرتے نہ کرو، کم از کم اس معصوم پر تو ترس کھاؤ، اسے پانی پلا دو پیاس کی شدت کی وجہ سے اس کی ماں کا دودھ خشک ہو چکا ہے۔

لیکن کسی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ حرملہ بن کاہل اسدی لعین نے بچے پر تیر چلایا۔ اس کا چلایا ہوا تیر معصوم کے حلق میں لگا اور معصومؑ شہید ہو گیا۔ گلے سے خون جاری ہوا۔ امام مظلوم کربلا نے اپنی ہتھیلی پر معصوم کا خون جمع کیا۔ جب آپؑ کی ہتھیلی خون سے بھر گئی، تو آپؑ نے وہ خون ناحق آسمان کی طرف پھینکا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے: اس خون میں سے ایک قطرہ بھی زمین پر نہ آیا۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

هون علی ما نزل بی انه بعین الله

"تمام مصائب میرے لیے آسان ہیں کیونکہ خدا ان تمام مظالم کو دیکھ رہا ہے"۔

پھر آپؑ نے عرض کیا: خدایا! میرا یہ معصومؑ بچہ تیری نظر میں ناقۂ صالح کے بچے سے تو کم نہیں ہے۔ اگر آج کے دن تو نے ہمیں فتح و نصرت سے محروم رکھا ہے تو ہمیں آخرت میں اس کی بہترین جزا عطا فرما۔

اہل سنت کے عالم سبط بن جوزی لکھتے ہیں: اس وقت آسمان سے یہ ندا بلند ہوئی:

دعه یاحسین فان له مرضعة فی الجنة

"اے حسینؑ! رہنے دو، اس کے لیے جنت میں دودھ پلانے والی موجود ہے، وہ اسے دودھ پلائے گی"۔

Presented by Ziaraat.Com

شرح شافیہ میں مرقوم ہے: امام حسین علیہ السلام نے علی اصغرؑ کا جنازہ اُٹھایا۔ پھر گھوڑے سے اُترے اور تلوار سے ایک قبر بنائی اور معصوم علی اصغرؑ کو اس میں دفن کیا۔

زیارت ناحیہ میں ان پر سلام کیا گیا ہے:

السلام علی عبداللّٰہ بن الحسین الطفل الرضیع المرمی الصریع المتشحط دما المصعد دمہ فی السماء المذبوح بالسھم فی حجر ابیہ لعن اللّٰہ رامیہ حرملۃ بن کاھل الاسدی وذویہ (بحار، جلد ۴۵/۶۶، جلد ۱۰۱/۲۷۰، اقبال، ص ۵۷۴، تاریخ، جلد ۳/۱۸)

"دودھ پیتے معصوم بچے عبداللہ بن حسینؑ پر سلام ہو جس کو تیر کا نشانہ بنا کر شہید کیا گیا اور جو خون میں لت پت تھا جس کا خون آسمان کی طرف بھیجا گیا، جو اپنے باپ کی آغوش میں تیر سے ذبح ہوا۔ اللہ اس کے قاتل حرملہ بن کاہل اسدی اور اس کے قرابت داروں پر لعنت کرے"۔

شہادت حضرت علی اصغر علیہ السلام کی دوسری روایت

مہیج الاحزان، ص ۲۱۶ پر لہوف مترجم، ص ۱۱۷ کے حوالے سے مرقوم ہے: سید الشہداء علیہ السلام در خیمہ پر تشریف لائے اور آپؑ نے اپنی بہن حضرت زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا سے فرمایا:

ناولینی ولدی الصغیر حتّٰی اودعہ فأخذہ وأومأ الیہ لیقبلہ فرماہ حرملۃ بن الکاھل الاسدی لعنہ اللّٰہ تعالٰی بسھم فوقع فی نحرہ فذبحہ فقال لزینب خذیہ ثم تلق الدم بکفیہ فلما امتلأتا رمٰی بالدم نحو

Presented by Ziaraat.Com

السماء ثم قال هون علی ما نزل بی انه بعین الله
''میرا معصوم بچہ میرے حوالے کریں تاکہ میں اس سے وداع کروں۔ پھر آپؑ نے بیٹے کو اُٹھایا اور بوسہ دینے کے لیے جھکے۔ اس اثناء میں حرملہ بن کاہل اسدی ملعون نے تیر مارا جو کہ معصومؑ کے گلے میں ترازو ہو گیا اور معصومؑ اس سے ذبح ہو گیا''۔

سیدالشہداؑ نے اپنی بہن سے فرمایا: اس بچے کو اُٹھاؤ۔ آپؑ نے دونوں ہتھیلیوں پر معصومؑ کا خون لیا۔ جب آپؑ کی ہتھیلیاں بھر گئیں تو آپؑ نے وہ خونِ ناحق آسمان کی طرف پھینکا اور کہا: یہ تمام مصائب میرے لیے آسان ہیں، کیونکہ انھیں خدا دیکھ رہا ہے۔

ایک اور روایت میں بیان کیا گیا ہے: حضرت زینبؑ خاتون معصوم بچے کو اُٹھا کر بھائی کے پاس لائیں اور عرض کیا: بھیا! اس معصوم نے تین دنوں سے پانی نہیں پیا۔ آپؑ اہلِ کوفہ سے اس معصوم کے لیے پانی طلب کریں۔

امام مظلوم کربلاؑ نے اپنے معصومؑ بیٹے کو اُٹھایا اور ابن سعد کے قریب گئے اور فرمایا: لوگو! تم نے میرے شیعوں اور میرے اہلِ بیتؑ کو شہید کیا ہے۔ تم نے میری بیعت اور عہد کو توڑا ہے۔ اب مجھے چھوڑ دو میں اپنے نانا جانؐ کے حرم چلا جاؤں گا، یا مجھے پانی دو۔ اب میرے ساتھ خواتین اور بچوں کے علاوہ اور کوئی باقی نہیں رہا اور جو بچ گئے ہیں وہ نہ تو نیزہ اُٹھا سکتے ہیں اور نہ ہی تلوار چلا سکتے ہیں۔

پھر آپؑ نے فرمایا:

ویلکم اسقوا هذا الرضیع أما ترونه کیف یتلظی عطشا من غیر ذنب أتاه الیکم

''تم پر افسوس ہو اس دودھ پیتے بچے کو پانی پلاؤ۔ کیا تم نہیں

Presented by Ziaraat.Com

دیکھتے کہ یہ معصومؑ پیاس کی وجہ سے کیسے تڑپ رہا ہے۔ اس نے تو تمہارا کوئی قصور نہیں کیا ہے"۔

منوا علی ابن المصطفٰی بشربة یحییٰ بها
اطفالنا من الظما حیث الفرات سائل

"فرزندِ مصطفیؐ پر احسان کرو، کچھ پانی دو تا کہ ہمارے چھوٹے بچے اسے پی کر زندہ رہ سکیں۔ دریائے فرات بہہ رہا ہے"۔

ابھی آپؑ اتمامِ حجت میں مصروف تھے کہ اچانک حرملہ بن کاہل اسدی نے امام حسین علیہ السلام کی طرف تیر پھینکا۔ وہ تیر معصوم علی اصغرؑ کے گلے میں لگا، جس سے معصوم کا گلہ کٹ گیا۔

ارشاد مفید، ص ۲۴۰ اور مثیر الاحزان ابن نما، ص ۷۰ پر مرقوم ہے کہ جب علی اصغرؑ کو امام حسین علیہ السلام کے پاس لایا گیا۔ امام حسینؑ نے اسے اٹھا کر بوسہ دیا کہ بنی اسد کے ایک شخص نے تیر چلایا اور معصوم کا گلہ کٹ گیا۔

سید ابن طاؤس "اقبال" میں لکھتے ہیں کہ روزِ عاشورا کی زیارت میں یہ الفاظ وارد ہیں:

صلی اللہ علیک وعلیهم وعلی ولدک علی الاصغر الذی فجعت به

"اللہ کی طرف سے آپؑ پر اور ان شہداء پر درود ہو اور آپؑ کے فرزند علی اصغرؑ پر خدا کی طرف سے درود ہو جس کا آپؑ کو صدمہ پہنچایا گیا تھا"۔

شہادت علی اصغر بزبان کاشفی

روضۃ الشہداء، ص ۳۷۲ میں واعظ کاشفی رقم طراز ہیں:

Presented by Ziaraat.Com

حضرت امام حسین علیہ السلام خیموں میں آئے اور خواتین کو تسلی دی۔ پھر گھوڑے پر بیٹھے، تاکہ میدان کا رُخ کریں۔ اسی اثناء میں خیام سے چیخنے چلانے کی آوازیں بلند ہوئیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے اس کا سبب دریافت کیا تو آپؑ کو بتایا گیا کہ زمانے نے ہم پر ظلم ڈھائے ہیں۔ آپؑ کا فرزند علی اصغر پیاس کی وجہ سے بے چین ہے۔ اس کی ماں کا دودھ مسلسل پیاس کی وجہ سے خشک ہو چکا ہے اور آپؑ کا یہ ننھا سا پھول کملا چکا ہے اور مرنے کے قریب ہے۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: معصوم کو میرے پاس لاؤ۔ بچہ لایا گیا، آپؑ نے اسے زین سے آگے لٹایا اور اہلِ شام کے لشکر کے سامنے آئے اور بچے کو ہاتھوں پہ بلند کر کے فرمایا: لوگو! تمہاری نظر میں اگر قصور ہے تو میرا ہے لیکن اس معصوم کا تو کوئی قصور نہیں ہے۔ تم اسے ایک گھونٹ پانی پلا دو۔ پیاس کی وجہ سے اس کی ماں کا دودھ خشک ہو چکا ہے۔ اس کے جواب میں اہلِ جفا نے یہ کہا: ابن زیاد کی اجازت کے بغیر پانی کا ایک قطرہ آپؑ کو نہیں دیا جائے گا۔

قبیلہ ازد کے بدبخت شخص حُرملہ بن کاہل نے امام حسینؑ کو تیر مارا۔ وہ تیر علی اصغرؑ کے حلق پر لگا اور اس سے گزر کر امام حسین علیہ السلام کے بازو میں پیوست ہو گیا۔

امام مظلومؑ کربلا نے معصومؑ کے گلے سے تیر کھینچا اور اس کے حلق سے برآمد ہونے والے خون کو اپنی عبا کے دامن سے صاف کیا۔ آپؑ نے خونِ ناحق کا ایک قطرہ تک زمین پر نہ آنے دیا۔ پھر خیام کی طرف رُخ کیا اور معصوم کی ماں کو پکار کر کہا: یہ طفلِ شہید حوضِ کوثر کے پانی سے سیراب ہوگا۔

شہر بانو کی چیخیں بلند ہوئیں اور دوسری خواتین بھی گریہ کرنے لگیں۔ امام مظلومؑ کربلا نے بھی معصومؑ کی مظلومیت پر گریہ کیا۔ الی آخرہ۔

Presented by Ziaraat.Com

مؤلف کتاب ہذا کہتا ہے: اس روایت میں جس بی بی شہربانوؑ کا ذکر ہے اس سے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی والدہ مراد نہیں ہیں کیونکہ آپؑ کی والدہ کی آپؑ کی ولادت کے ایام میں ہی وفات ہوگئی تھی۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کا ابن سعد کو طلب کرنا

ناسخ، جلد ۲/ ۳۶۵، منتخب طریحی، ص ۴۵۱ اور مقتل خوارزمی، جلد ۲/ ۳۲ کے بیانات کا خلاصہ یہ ہے: حضرت امام حسین علیہ السلام خیام سے باہر آئے اور لشکرِ اعداء کی صف کے سامنے آئے اور عمر بن سعد کو طلب کیا اور اس سے فرمایا: تین میں سے ایک کام کرو:

① فوج ہٹا لے، ہم مدینہ واپس چلے جاتے ہیں۔

ابن سعد نے کہا: یہ نہیں ہوسکتا۔

② ہمیں پانی دے، ہمارا جگر پیاس کی شدت سے مثلِ کباب ہو چکا ہے۔

ابن سعد نے کہا: یہ بھی نہیں ہوسکتا۔

③ میں اکیلا ہوں، اگر تم نے مجھے قتل ہی کرنا ہے تو ایک ایک شخص اکیلا ہو کر میرے مقابلہ پر آئے۔

ابن سعد نے کہا: یہ صحیح ہے۔

اس وقت آپؑ نے جنگ کا قصد کیا اور یہ رجز پڑھا:

أنا ابن علی الطهر من آلِ هاشم ... كفانی بهذا مفخراً حين أفخر
وجدی رسول الله اكرم من مشٰی ... ونحن سراج الله فی الارض يزهر
وفاطمة اُمی من سلالة احمد ... وعمی يدعٰى ذا الجناحين جعفر
وفينا كتاب الله انزل صادقاً ... وفينا الهدى والوحی بالخير يذكر
ونحن أمان الله للناس كلهم ... نسر بهذا فی الانام ونجهر

Presented by Ziaraat.Com

ونحن ولاة الحوض نسقی محبنا	بکأس رسول اللّٰه ما لیس ینکر
اذا ما أتی یوم القیامة ظامئاً	الی الحوض یسقیه بکفیه حیدر
امام مطاع أوجب اللّٰه حقه	علی الناس جمعاً والذی کان ینظر
وشیعتنا فی الناس أکرم شیعه	ومبغضنا یوم القیامة یخسر
مظوبی لعبدہ ابرنا بعد موتنا	بجنة عدن صفوها لا یکدر

''میں آیت تطہیر کے فرد علیؑ کا فرزند ہوں اور میں آل ہاشم کا فرد ہوں۔ اگر میں فخر کرنا چاہوں تو میرے فخر کے لیے یہی بات ہی کافی ہے۔ میرے نانا خدا کے رسولؐ خدا ہیں جو ساری کائنات سے محترم ہیں۔ میرے چچا جعفر ہیں جنہیں ذوالجناحین (دو پَروں والا) کہا جاتا ہے۔ فاطمہ زہراؑ میری والدہ ماجدہ ہیں جو کہ احمد مجتبیٰؐ کا عطر ہیں اور ہم خدا کے زمین پر چمکنے والے چراغ ہیں۔

اللہ کی سچی کتاب ہمارے گھر میں نازل ہوئی اور جس ہدایت و وحی کا ذکر کیا جاتا ہے، وہ ہمارے ہی گھر کی عطا ہے۔ ہم تمام لوگوں کے لیے باعثِ امان ہیں۔ لوگوں میں ہم اس فضیلت پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور اس کا اعلان کرتے ہیں۔

ہم ہی حوضِ کوثر کے مالک ہیں۔ ہم اپنے چاہنے والوں کو رسولؐ خدا کے پیالے سے کوثر پلائیں گے، جس کا انکار ممکن نہیں ہے۔

جب ہمارا کوئی بھی محب قیامت کے دن پیاسا آئے گا تو حیدر کرارؑ اسے حوض سے سیراب کریں گے۔

---

① یہ اشعار مختلف کتابوں میں کم اور زیادہ پائے جاتے ہیں۔ منتخب طریحی میں نو اشعار مرقوم ہیں جب کہ بحار، خوارزمی اور مقتل میں سات اشعار۔

Presented by Ziaraat.Com

میرے والد واجب الاطاعت امامؑ ہیں۔ اللہ نے تمام موجود اور آنے والوں پر اس کے حق کو فرض کیا ہے۔ دنیا میں ہمارے شیعہ بہترین گروہ ہیں اور ہم سے بغض رکھنے والا قیامت کے دن خسارے میں رہے گا۔

خوش نصیب ہے وہ انسان جو ہماری موت کے بعد ہماری زیارت کے لیے آئے۔ اس کے عوض خدا اسے جنت عدن میں جگہ عطا کرے گا جس کی خالص نعمات کبھی آلودہ نہ ہوں گی"۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کی ذاتی سواری کے جانوروں کی تعداد

ناسخ، جلد۲/۳۶۶ پر مرقوم ہے: کتب تاریخ میں امام حسین علیہ السلام کی ذاتی سواری کے لیے دو جانوروں کا تذکرہ دکھائی دیتا ہے:

① رسولؐ اکرم کا ایک گھوڑا، آپؑ کی سواری تھا جس کا نام "مرتجز" تھا۔ لفظ "مرتجز" اسم فاعل ہے اور اس کا معنٰی ہے رجز پڑھنے والا۔ اس گھوڑے کی آواز اس قدر رعب دار تھی کہ یوں لگتا تھا جیسے کہ رجز پڑھ رہا ہو۔ (کذا فی هامش ناسخ)

② آپؑ کے پاس ایک اُونٹ تھا جسے "مُسنات" کہا جاتا تھا۔ مُسنات رام کی ہوئی سواری کو کہا جاتا ہے۔

حضرت امام حسینؑ کے پاس "ذوالجناح" نامی گھوڑا تھا، مجھے کسی تاریخ میں "ذوالجناح" نامی گھوڑے کا ذکر دکھائی نہیں دیا۔[1]

فرزندِ حیدر کی دشمنوں سے تن تنہا لڑائی

ناسخ، جلد۲/۳۶۷ پر مرقوم ہے: حضرت امام حسین علیہ السلام میدان میں آئے

---

① ذوالجناح نام کا کوئی علیحدہ گھوڑا نہیں تھا۔ گھوڑا تو مرتجز ہی تھا لیکن روز عاشورا اسے اتنے تیر لگے تھے کہ دُور سے یوں لگتا تھا جیسے اس کو پَر لگے ہوئے ہوں۔ اسی لیے اسے ذوالجناح یعنی (پَروں والا) کہا گیا ہے۔ (من المترجم)

Presented by Ziaraat.Com

اور ابن سعد کے ساتھ کیے ہوئے معاہدہ کے تحت آپؑ نے مبارز طلبی کی۔ چنانچہ تمیم بن قحطبہ جو کہ شام کا مشہور جنگ آزما تھا۔ وہ آپؑ کے مقابلہ پر خون آشام چیتے کی طرح سے آیا۔ امام علیہ السلام نے برق رفتاری سے اس پر حملہ کیا اور اس کی گردن کاٹ دی۔

اس طرح سے باری باری اہل کوفہ کے پہلوان آپؑ کے مقابلے پر آتے رہے اور آپؑ ہر مدِ مقابل کو دوزخ روانہ کرتے رہے، یہاں تک کہ مقتولین کے خون سے زمینِ کربلا سرخ ہوگئی۔ آپؑ نے لاتعداد افراد کو قتل کیا۔ اس وقت ابن سعد کو یقین ہوگیا کہ اگر اکیلے اکیلے لوگ جاتے رہے تو پوری فوج میں سے ایک فرد بھی زندہ نہیں رہے گا۔ چنانچہ اس نے بدعہدی کی اور اپنی سپاہ سے کہا:

ویل لکم أتدرون لمن تقاتلون هذا ابن الانزع البطین
هذا ابن قتّال العرب فاحملوا علیه من کل جانب

"تباہ ہو جاؤ، جانتے ہو تمہاری لڑائی کس کے ساتھ ہے، تم انزع البطین کے فرزند سے برسرِ پیکار ہو۔ یہ عرب کے سب سے بڑے جنگ آور انسان کا بیٹا ہے، ہر طرف سے اس پر حملہ کرو"۔

وضاحت: امیر المومنین علیہ السلام کو الانزع البطین کہا گیا ہے۔ شیخ صدوق نے کتاب معانی الاخبار، ص ۵۵، باب اسماء محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ کے زیرِ عنوان اس کا یہ ترجمہ کیا ہے: الانزع من الشرك وبطین العلم

"انزع" کا مقصد ہے کہ حیدرِ کرارؑ شرک سے دُور تھے اور "بطین" کا معنٰی ہے کہ آپ کا سینہ علم سے لبریز تھا۔ (من المترجم)

لعین کے حکم کی دیر تھی کہ یزیدی لشکر اکیلے مظلوم پر ٹوٹ پڑا۔

امام حسین علیہ السلام کے رجز

حضرت امام حسینؑ کوہِ استقامت بن کر اپنے مقام پر کھڑے رہے اور آپؑ

Presented by Ziaraat.Com

نے یہ رجز پڑھے:

كفر القوم وقدماً رغبوا عن ثواب الله رب الثقلين

"یہ گروہ بے دین ہو چکا ہے اور انھوں نے جن و انس کے پروردگار کے ثواب سے منہ موڑ لیا ہے"۔

قتل القوم علياً وابنه حسن الخير كريم الطرفين

حنقاً منهم وقالوا أجمعوا احشروا الناس الى حرب الحسين

"اس گروہ نے حضرت علیؑ اور ان کے نجیب الطرفین فرزند امام حسنؑ کو قتل کیا۔ انھیں خاندانِ علیؑ سے عداوت ہے اور انھوں نے کہا کہ جمع ہو جاؤ اور لوگوں کو امام حسینؑ کے ساتھ جنگ کے لیے اکٹھا کرو"۔

یالقوم من اناس رذل جمعوا الجمع لاهل الحرمين

"فریاد اس ذلیل قوم سے جنھوں نے اہلِ حرمین کے لیے لوگوں کو جمع کیا ہے"۔

ثم ساروا وتواصوا كلهم باجتياحي لرضاء الملحدين

"پھر وہ لشکر بنا کر چل پڑے اور دو بے دین افراد (یزید و ابن زیاد) کی رضا حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے کو میرے قتل کی وصیت کی"۔

لم يخافوا الله في سفك دمي لعبيد الله نسل الكافرين

"وہ کافروں کی نسل عبید اللہ کی خوشنودی کے لیے میرے خون بہانے سے وہ خدا سے نہ ڈرے"۔

وابن سعد قدرماني عنوة بجنود كوكوف الهاطلين

Presented by Ziaraat.Com

''ابن سعد نے ستم کرتے ہوئے لشکر لے کر تیز بارش کی طرح
سے مجھ پر تیر برسائے ہیں''۔

لا لشئ كان منى قبل ذا   غير فخرى بضياء الفرقدين
بعلى الخير من بعد النبى   والنبى القرشى الوالدين

''میں نے کوئی جرم نہیں کیا جس کی وجہ سے انہیں مجھ سے کینہ
ہو۔ ان کی نگاہوں میں میرا جرم بس یہی ہے کہ میں دو روشن
ستاروں پر فخر کرتا ہوں۔
میں رسولؐ خدا پر فخر کرتا ہوں جن کے پر و مادر قرشی ہیں اور ان
کے بعد میں علی مرتضیٰؑ پر فخر کرتا ہوں جو بعد از رسولؐ خدا سب
سے افضل ہیں''۔

خيرة الله من الخلق أبى   ثم أمى فانا ابن الخيرتين

''رسولؐ اکرم کے بعد تمام مخلوق سے میرے والد پسندیدہ خدا
ہیں۔ ان کے بعد میری والدہ۔ چنانچہ میں دو افضل ترین
ہستیوں کا فرزند ہوں''۔

فضة خلعت من ذهب   فأنا الفضة وابن الذهبين

''میں وہی چاندی ہوں جسے سونے سے حاصل کیا گیا ہے۔ میں
چاندی ہوں اور دو طلاؤں کا فرزند ہوں''۔

من له جد كجدى فى الورىٰ   أو كشيخى فأنا ابن العلمين

''اس جہان میں کون ہے جس کا نانا میرے ناناؐ جیسا اور جس کا
والد میرے والدؑ جیسا ہو، میں دو سرداروں کا فرزند ہوں''۔

فاطمة الزهراء أمى و ابى   قاصم الكفر ببدر و حنين

Presented by Ziaraat.Com

"فاطمہ زہراؑ میری والدہ ہیں، اور میرا والد وہ ہے جس نے بدر وحنین میں کفر کی گردن مروڑی تھی"۔

عبداللہ غلاماً یافعاً وقریش یعبدون الوثنین

یعبدون اللات والعزیٰ معاً وعلی کان صلی القبلتین

"میرے والد نے بچپن اور جوانی میں اللہ کی عبادت کی تھی، جب کہ قریش دو بتوں کی عبادت کیا کرتے تھے۔ وہ بیک وقت لات اور عزیٰ کی عبادت کرتے تھے جب کہ علیؑ دونوں قبلوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے"۔

فأبی شمس وأمی قمر وأنا الکوکب وابن القمرین

"میرے والدؑ فلک امامت وولایت کے آفتاب ہیں اور میری والدہؑ آسمانِ عفت وطہارت کی چاند ہیں اور ان دو چاندوں کا فرزند ستارۂ ہدایت ہوں"۔

وله فی یوم احد وقعة شفت الغل بغض العسکرین

"میرے والدؑ نے جنگِ اُحد میں قائدانہ کردار ادا کر کے لشکرِ کفار کو ہزیمت سے دوچار کیا تھا اور اہلِ ایمان کے دلوں کو شفا بخشی تھی"۔

فی سبیل اللہ ماذا صنعت اُمة السوء معاً بالعترتین

عترة البر النبی المصطفیٰ وعلی الورد یوم الجحفلین

"یہ تمام کارنامے رضائے الٰہی کے لیے تھے لیکن اس بدکار اُمت نے اولادِ رسولؐ اور خاندانِ حیدرؑ سے بُرائی کی ہے"۔

طریحی اور ابن شہر آشوب نے مذکورہ اشعار میں حسب ذیل اشعار کا اضافہ کیا ہے:

Presented by Ziaraat.Com

فاطمة الزهراء أمي و أبي وارث الرسل ومولى الثقلين

فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا میری والدہ ہیں اور میرے والدؑ انبیاءؑ کے وارث اور جن وانس کے حاکم ہیں"۔

طحن الابطال لما برزوا يوم بدر و بأحد و حنين

"میرے والدؑ نے بدر، اُحد اور حنین میں بڑے بڑے سورماؤں کو، جب وہ مقابلہ پر آئے تھے تو انھیں پیس کر رکھ دیا تھا"۔

واخو خيبر اذ بارزهم بحسام صارم ذي شفرتين

"دو دھاری تلوار کے ساتھ اہلِ خیبر کا مقابلہ کیا تھا"۔

والذي أودىٰ جيوشاً أقبلوا يطلبون الوتر يوم الحنين

"جو لشکر جنگِ حنین میں کفار کے خون کے انتقام کے لیے آیا تھا اسے میرے والد نے تہس نہس کیا تھا"۔

من له عم كحمي جعفر وهب الله له اجنحتين

"میرے چچا جعفرؑ کی مانند کون ہوسکتا ہے جسے خدا نے دو پَر عطا کیے تھے"۔

جدي المرسل مصباح الهدىٰ وأبي الموفي له بالبيعتين

"میرے نانا فرستادۂ خدا ہیں اور وہ ہدایت کا چراغ ہیں۔ میرے والد وہ ہیں جنہوں نے دونوں بیعتوں کے تقاضوں کو پورا کیا تھا"۔ (بیعتِ اسلام اور بیعتِ رضوان)

بطل قرم هنزبر ضيغم ماجد سمح قوي الساعدين

"میرے والدؑ دلاور، سردار، شیر خشمناک، صاحبِ عزت، سخی اور قوی بازو والے ہیں"۔

Presented by Ziaraat.Com

عروة الدین علی ذاکم صاحب الحوض مصلی القبلتین
مع رسول اللہ سبعاً کاملا ما علی الارض مصل غیر ذین

"میرے والد دین خداوندی کی محکم رسّی اور حوضِ کوثر کے صاحب اختیار اور دو قبلوں کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھنے والے تھے۔ رسولِ خدا کے ساتھ مل کر انھوں نے سات سال تک اس عرصہ میں نماز پڑھی، جب کہ روئے زمین پر ان دونوں (رسولِ خدا اور علی مرتضیٰ) کے علاوہ اور کوئی نمازی نہیں تھا"۔

ترک الاوثان لم یسجد لہا مع قریشی مذنشا طرفة عین

"میرے والدؑ نے پلک جھپکنے کی دیر تک کبھی بھی قریش کے ساتھ بت پرستی نہیں کی تھی"۔

وابی کان ھزبراً ضیغماً یأخذ الرمح فیطعن طعنتین
کتمشی الاسد بغیاً ضقوا کأس حتف مع نجیع الحنظلین

"میرے والدؑ شیر کی طرح سے تھے اور وہ شکار پر شیر کی طرح سے حملہ کرتے تھے اور آپؑ نیزے کے وار کرتے تھے۔ آپؑ کے دشمن آپؑ کے ہاتھوں موت کا تلخ جام نوش کرتے تھے"۔

اشعارِ حسینؑ بروایت ابی مخنف

ابو مخنف نے حضرتؑ کی زبانی حسبِ ذیل اشعار نقل کیے ہیں۔ ان اشعار کے متعلق صاحبِ ناسخ لکھتے ہیں:

اِس رجز کے انتساب کی کوئی محکم دلیل موجود نہیں ہے۔ البتہ ہم بطور تبرک انھیں نقل کر رہے ہیں۔ ان کا چیدہ مفہوم پہلے رجز میں بیان کیا گیا ہے۔ لہٰذا ہم یہاں اُردو ترجمہ پیش نہیں کریں گے۔

Presented by Ziaraat.Com

ذهب من ذهب فی ذهب ولجین فی لجین فی لجین
فله الحمد علینا واجب ما جریٰ با الفلک احدی النسیرین
خصه الله بفضل وتقی فأنا الزاهر وابن الازهرین
ترک الاصنام منذ خصه ورقا بالحمد فوق النسیرین
واباد الشرک فی حملته برجال اترفوا فی العسکرین
وانا ابن العین والاذن التی اذعن الخلق لها فی الخافقین
نحن اصحاب العبا خمستنا قد ملکنا شرقها والمغربین
ثم جبریل لنا سادسنا ولنا البیت کذا والمشعرین
وکذا المجد نبا مفتخر شامخاً یعلوبه فی الحبسین
فجزاه الله عنا صالحا خالق الخلق ومولی المشعرین
عروة الدین علی المرتضیٰ صاحب الحوض معز الحرمین
یفرق الصفان من هیبته وکذا أفعاله فی الخافقین
والذی صدق بالخاتم منه حین ساوی ظهرة فی الرکعتین
شیعة المختار طیبوا انفسا فغدا تسقون من حوض اللجین
فعلیه الله صلی ربنا وحباه تحفة بالحسنین

پھر آپؑ نے خشمناک شیر کی طرح سے لشکرِ اعداء پر حملہ کیا۔ آپؑ نے یزیدی فوج کے میمنہ پر حملہ کیا اور یہ شعر پڑھے:

القتل أولٰی من رکوب العار والعار أولٰی من دخول النار

"قتل ہو جانا عار حاصل کرنے سے بہتر ہے اور عار قبول کرنا دوزخ میں داخل ہونے سے بہتر ہے"۔

آپؑ نے صاعقہ بار تیغ کے ساتھ کفار پر حملہ کیا اور زمینِ کربلا کو خونِ اعداء

Presented by Ziaraat.Com

سے سرخ کر دیا۔ آپؑ کے تابڑ توڑ حملوں کی تاب نہ لاتے ہوئے میمنہ تتر بتر ہو گیا۔
اس کے بعد آپؑ نے میسرہ پر حملہ کیا اور یہ رجز پڑھا:

انا الحسین بن علی آلیت ان لا انثنی
احمی عیلات أبی امضی علی دین النبی

"میں حسینؑ بن علیؑ ہوں اور میں قسم کھا چکا ہوں کہ راہِ حق سے انحراف نہیں کروں گا اور اپنے والد کے خاندان کی حمایت کروں گا اور دین پیغمبر کے مطابق عمل کروں گا"۔

آپ سیلِ رواں کی طرح سے آگے بڑھے اور یزیدی افواج کو خس و خاشاک کی طرح سے راستے سے ہٹا دیا۔ حیدر کرارؑ کے فرزندوں کے حملوں کو دیکھ کر لوگوں کو بدر و حنین کا منظر یاد آیا۔

راوی کا بیان ہے:

فواللہ ما رایت مکثوراً قط قد قتل ولدہ واھل بیتہ واصحابہ أربط جاشا ولا أمضی جناحا ولا اجرأ مقدماً من الحسین علیہ السلام......

حمید بن مسلم روایت کرتے ہیں: خدا کی قسم! میں نے آج تک کسی ایسے بہادر کو نہیں دیکھا جس کے بھائی، بیٹے اور اصحاب مارے جا چکے ہوں اور دشمن کی فوج اس کو گھیرے ہوئے ہو اور وہ امام حسینؑ سے زیادہ ثابت قدم اور ثابت القلب ہو اور ہزاروں خونخوار دشمنوں سے تنہا نبرد آزما ہو۔ (مقتل مقرم، ص ۳۵۸، مہیج الاحزان یزیدی، ص ۲۲۱، معالی السبطین، جلد ۲/۱۹)

امام مظلومؑ کے ہاتھوں قتل ہونے والوں کی تعداد

حضرت سید الشہداؑ نے شجاعت حیدری کا ایسا مظاہرہ کیا کہ تاریخ اس کی مثال

Presented by Ziaraat.Com

پیش کرنے سے قاصر ہے۔ جب آپؑ نے تن تنہا لشکر اعداء پر حملہ کیا تو چند لمحات بعد پورا لشکر یوں بھاگ رہا تھا جیسا کہ شیر کو دیکھ کر گدھے بھاگتے ہیں۔

ابن شہر آشوب، مناقب جلد ۴/ ۱۱۰ اور سپہر کاشانی، ناسخ، جلد ۲/ ۳۷۴ میں رقم طراز ہیں: امام علیہ السلام نے اپنے حملہ میں ایک ہزار نو سو پچاس کفار کو قتل کیا جب کہ زخمیوں کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے۔

مہیج الاحزان، ص ۲۲۱ پر مرقوم ہے: آپ نے چار سو سواروں اور پیادہ کو قتل کیا تھا۔

فاضل دربندی اسرار الشہادۃ میں لکھتے ہیں: کربلا میں یزیدی فوج کی کل تعداد چالیس لاکھ ساٹھ ہزار تھی۔ امام حسین علیہ السلام نے اپنی جنگ میں تیس لاکھ تیس ہزار سپاہیوں کو قتل کیا تھا۔

ایک مرتبہ چشم فلک نے یہ منظر بھی دیکھا کہ کربلا کا پورا میدان خالی ہو گیا۔ آپؑ پورے میدان میں یکا و تنہا دکھائی دیتے تھے۔ اس وقت آپؑ نے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھا۔

فوج کے افسروں نے اپنی فوج کو لعنت ملامت کی۔ چنانچہ بکھرے ہوئے لشکر دوبارہ جمع ہوئے اور سب نے مل کر پیاسے امام عالی مقامؑ پر حملہ کر دیا۔

کوفہ کے بے حیاؤں کو غیرت دلانا

ناسخ، جلد ۲/ ۳۷۵، بحار، جلد ۴۵/ ۵۱، لہوف مترجم، ص ۱۲۰ اور مقتل خوارزمی، جلد ۲/ ۳۳ کے بیانات کا خلاصہ یہ ہے: چار ہزار تیراندازوں نے تیر چلے میں چڑھائے، اور چھپ کر بیٹھ گئے۔ سواروں نے پے در پے حملے شروع کر دیئے اور پیادہ افراد نے سنگ باری شروع کر دی اور امام حسین علیہ السلام کے گرد دائرہ سا بنا لیا اور آپؑ کے اور خیام کے درمیان حائل ہو گئے۔ ایک جماعت خیام کی طرف جانے لگی۔

Presented by Ziaraat.Com

اس وقت غیور امامؑ نے انھیں آواز دے کر فرمایا:

یاشیعۃ آل ابوسفیان ان لم یکن لکم دین وتخافون المعاد فکونوا احراراً فی دنیاکم وارجعوا الی أحسابکم اذ کنتم أعراباً

''اے خاندان ابوسفیان کے پیروکارو! اگر تم دین چھوڑ چکے ہو اور اگر تمھیں آخرت کا کوئی خوف نہیں ہے، تو کم از کم دنیا میں آزاد انسان تو بنو۔ اگر تم اپنے آپ کو عرب سمجھتے ہو تو کم از کم عرب روایات کا ہی بھرم رکھ لو''۔

شمر لعین نے کہا: حسینؑ! آپ کیا کہہ رہے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: میں تم سے صرف یہی کہہ رہا ہوں کہ میں تم سے جنگ کر رہا ہوں اور تم میرے ساتھ جنگ کر رہے ہو۔ اس میں عورتوں کا تو کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ حیا کرو، جب تک میں زندہ ہوں خیام کی طرف قدم نہ بڑھاؤ۔

شمر نے کہا: یہ بالکل درست ہے۔ پھر اس نے اپنے لشکر کو آواز دے کر کہا: خیام کا رُخ نہ کرو۔ اس کی بجائے حسینؑ سے جنگ کرو۔

الغرض تمام لشکر صفیں باندھ کر آپؑ کے سامنے آکر کھڑا ہوگیا۔ اس وقت آپؑ نے ان خون آشام بھیڑیوں سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا:

یا ویلکم علی ام تقاتلونني! علی حق ترکته أم علی سنة نمیرتها أم علی شریعة بدلتها

''تم پر ہلاکت ہو، تم کس بات پر مجھ سے جنگ کر رہے ہو؟ کیا میں نے کسی کا حق کو ترک کیا ہے یا میں نے کسی سنت کو تبدیل کیا ہے؟ یا میں نے دین وشریعت میں کوئی تغیر پیدا کیا ہے؟''

Presented by Ziaraat.Com

کسی سے اس کا معقول جواب نہ بن سکا۔ سب خون کے پیاسوں نے آپؑ کو یہ جواب دیا:

بل نقاتلك بغضاً منا لابيك وما فعل باشيا خنا يوم بدر و حنين

"ہم اس لیے آپؑ سے جنگ کر رہے ہیں کہ ہمیں آپؑ کے باپ سے دشمنی ہے۔ اس نے بدر و حنین میں ہمارے بزرگوں سے جو سلوک کیا تھا، ہم اسی کا آپؑ سے انتقام لیں گے"۔

امامِ مظلومؑ کربلا نے یہ جواب سنا تو رو دیے اور بارگاہِ احدیت میں یہ دعا کی:

یارب لا تترکنی وحیداً فقد تری الکفار والجحودا
قد صیرونا بینهم عبیداً یرضون فی فعالهم یزیداً
اما اخی فقد مضی شهیداً معفراً بدمه وحیداً
فی وسط قاع مفرداً بعیداً وانت بالمر صادلن تحیدا

"پروردگار! مجھے اپنی رحمت سے علیحدہ نہ رکھنا تو کفار اور ان کے ارادوں کو دیکھ رہا ہے۔ ان ظالموں نے ہمیں اپنے درمیان غلاموں سا بنا لیا ہے اور یہ یزید کی رضامندی کے طلب گار ہیں۔ میرا بھائی (عباسؑ) بیابان میں تن تنہا خون میں غلطاں ہو کر شہید ہو چکا ہے جب کہ تو بدکاروں کی گھات میں ہے"۔

راہِ حق کے شہداء کی یاد

ناسخ، جلد ۲/ ۳۷۷ پر مرقوم ہے: اس وقت آپؑ نے دائیں بائیں نگاہ کی تو آپؑ نے دیکھا کہ آپؑ کے تمام اصحاب و انصار بھائی اور اولاد خاک و خون میں غلطاں ہیں۔ اس وقت آپؑ نے راہِ حق کے شہداء کو یاد کیا اور انھیں صدا دیتے ہوئے

Presented by Ziaraat.Com

فرمایا:

یامسلم بن عقیل و یاهانی بن عروة ویاحبیب بن مظاهر ویا زهیر بن القین ویایزید بن مظاهر ویایحیٰی بن کثیر ویاهلال بن نافع ویا ابراهیم بن الحصین ویاعمیر بن المطاع ویاداود بن الطرماح ویاحر الریاحی ویاعلی ابن الحسین ویا أبطال الصفا ویا فرسان الهیجا مالی انا دیکم فلا تجیبونی؟ وادعوکم فلا تسمعونی انتم نیام ارجوکم تنتبهون؟ أم حالت مودتکم عن امامکم فلا تنتصرونه فهذا نساء رسول اللّٰه لفقدکم فقد علاهن النحول فقوموا من نومتکم ، أیها الکرام وادفعوا عن حرم الرسول الطغاة اللئام ولکن صرعکم واللّٰه ریب المنون وغدر بکم الدهر الخئون والا لما کنتم عن دعوتی تقصرون ولا عن نصرتی تحتجبون فها نحن علیکم مفتجعون وبکم لاحقون فانا للّٰه والیه راجعون

”اے مسلم بن عقیلؑ، اے ہانی بن عروہ، اے حبیب بن مظاہر، اے زہیر القین، اے یزید بن مظاہر، اے یحییٰ بن کثیر، اے ہلال بن نافع، اے ابراہیم بن حصین، اے عمر بن مطاع، اے اسد الکلبی، اے عبداللہ بن عقیل، اے مسلم بن عوسجہ، اے داؤد بن طرماح، اے حُر ریاحی، اے علی بن الحسین! اے شجاعانِ روزِ صفا اور اے میدانِ جنگ کے شاہ سوارو! کیا وجہ ہے میں تمہیں

Presented by Ziaraat.Com

بلاتا ہوں اور تم مجھے جواب نہیں دیتے؟ میں تمھیں پکارتا ہوں لیکن تم میری بات نہیں سنتے؟ کیا تم سو گئے ہو؟ میں تمہاری بیداری کی اُمید رکھوں یا تمہارے امام سے تمہاری موودت بدل چکی ہے اور اس کی مدد نہیں کرنا چاہتے؟ یہ خاندانِ رسولؐ کی خواتین ہیں جو تمھیں نہ پا کر حزن وطول میں گرفتار ہیں۔

اے شریف لوگو! اپنی نیند سے اُٹھو اور پست فطرت لوگوں کو حرمِ رسولؐ سے دُور کرو۔ لیکن موت نے تمھیں زمین پر لٹا دیا ہے اور خائن زمانہ نے تم سے دھوکہ کیا ہے۔ ورنہ تم میری پکار سے پیچھے ہٹنے والے نہیں تھے اور میری نصرت سے باز رہنے والے نہیں تھے۔ ہم تمہاری جدائی پر غمگین ہیں اور تم سے ملنے والے ہیں۔ ہم خدا کی ملکیت ہیں اور خدا کی طرف لوٹ کر آنے والے ہیں''۔

پھر آپؑ نے یہ اشعار پڑھے:

قوم اذا نودوا لدمع ملمۃ	والقوم بین مدعس ومکردس
لبسوا القلوب علی الدروع واقبلوا	یتھا فتون علی ذھاب الانفس
نصروا الحسین فیالھا من فتیۃ	عافوا الحیاۃ وابسوا من سندس

''وہ ایسے لوگ تھے جب شدت جنگ میں انھیں پکارا جاتا تھا، تو وہ اپنے دلوں کو زرہوں کے اُوپر پہن کر آگے بڑھتے تھے اور جاں بازی کے لیے ایک دوسرے پر سبقت کرتے تھے۔

ان لوگوں نے ان مصائب میں حسینؑ کی مدد کی، کاش ایسے اور جوان بھی ہوتے ہیں جو زندگی کو خیر باد کہہ کر جنت کا لباس پہننے کے خواہش مند ہوتے''۔

Presented by Ziaraat.Com

معالی السبطین میں حضرتؑ کی زبانِ حال کی ترجمانی کرتے ہوئے ایک شاعر کے یہ اشعار مرقوم ہیں:

بالامس کانوا معی والیوم قد رحلوا　　　وخلفوا فی سوید القلب نیرانا
نذر علی لئن عادوا وان رجعوا　　　لازرعن طریق الطف ریحانا

"کل تک تو وہ میرے ساتھ تھے اور آج رخصت ہو گئے اور دل میں جدائی کی آگ چھوڑ کر چلے گئے۔ میں نذر مانتا ہوں کہ اگر وہ واپس آ گئے تو میں راہِ کربلا میں ان کے لیے گل کاری کروں گا"۔

زبانِ حال مناسب مقام از جوہری

کجا رفتند اصحاب کبارم　　　که من اینسان غریب وخوار و زارم
کجائی ای علی اکبر جوانم　　　کجائی قاسم ای آرام جانم
کجائی ای علمدار سپاهم　　　معین یاور وپشت پناهم
رها خیزید ای رعنا جوانان　　　به بینید از جفادر این بیابان
عیال من غریب وبی پناهند　　　گرفتار و اسیر این سپاهند
شما آسوده از هر رنج و محنت　　　مکان کرده همه در باغ جنت
ولی من باغم ومحنت قرینم　　　در این صحرا غریب وبی معینم
نه باک از نیزه و شمشیر دارم　　　نه خوفی از سنان ونیزه دارم
از آن ترسم که گرمن کشته گردم　　　رتیغ کین بخون آغشته گردم
گزارد شمر در خیمه هایم　　　زند سیلی بروی طفل هایم

"میرے اصحاب کبار! تم لوگ کہاں چلے گئے ہو، میں تو یہاں غریب اور بے نوا ہو چکا ہوں۔ میرے علی اکبرؑ جوان بیٹے! تم کہاں ہو؟ قاسم، اے میرے سکونِ قلب! تم کہاں ہو؟ میری

Presented by Ziaraat.Com

فوج کے علمدار اور میرے مددگار اور میرے پشت پناہ عباسؑ! تم کہاں ہو؟ میرے چاند سے حسین جوانو! اٹھو اور دیکھو کہ اس صحرا میں کیا ظلم ہو رہا ہے؟ میرے عیال، غریب اور بے پناہ بن چکے ہیں۔ ستم گر فوج کی وجہ سے وہ اسیرِ مصائب بن چکے ہیں۔ تم ہر تکلیف اور درد سے چھوٹ کر جنت الفردوس میں چلے گئے ہو۔ جب کہ مجھ پر غم اور مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہیں اور اس بیابان میں مَیں غریب اور بے مددگار ہو چکا ہوں۔

مجھے کسی نیزہ اور تلوار و تیر کا کوئی خوف نہیں ہے۔ ہاں اگر مجھے غم ہے تو اس بات کا ہے کہ میری شہادت کے بعد شرلعین میرے خیام میں داخل ہو کر میرے یتیم بچوں کو طمانچے مارے گا"۔

فرات کے گھاٹ پر آپ کا ورود

ناسخ، جلد دوم/ ۳۷۸ کے بیان کا خلاصہ یہ ہے: ابن سعد کے لشکر نے مل کر سید الشہداؑ پر حملہ کیا۔ امام حسین علیہ السلام نے غضب ناک شیر کی طرح سے ان کا مقابلہ کیا۔ آپؑ نے انھیں یوں ڈھیر کیا جیسے بادِ صرصر موسم خزاں کے پتوں کو ڈھیر کرتی ہے۔ اثنائے جنگ میں آپؑ نے دریا کا رُخ کیا۔ کوفیوں کو معلوم تھا کہ اگر حیدر کرارؑ کے فرزند نے پانی پی لیا تو پھر ان سے مقابلہ کرنا دشوار ہو جائے گا۔ اسی لیے پوری فوج گھاٹ کے راستے پر آ کر کھڑی ہو گئی۔

اعور سلمی اور عمرو بن حجاج زبیدی چار ہزار کے لشکر کے ساتھ گھاٹ پر قبضہ کیے ہوئے تھے۔ انھوں نے اپنی فوج سے کہا: ہوشیار ہو جاؤ، حسینؑ کو گھاٹ تک نہ پہنچنے دو۔

امام حسین علیہ السلام نے شیر کی مانند حملہ کیا۔ دشمن کی صفیں منتشر ہو گئیں۔ آپؑ گھاٹ پر پہنچے اور گھوڑے کو پانی میں داخل کیا۔ اس وقت آپؑ بھی سخت پیاسے تھے اور

Presented by Ziaraat.Com

آپؑ کا گھوڑا بھی سخت پیاسا تھا۔ آپؑ نے گھوڑے سے فرمایا:

انت عطشان وانا عطشان واللّٰه لاذقت الماء حتٰی تشرب

"اسپ وفادار! تو بھی پیاسا ہے اور میں بھی پیاسا ہوں جب تک تو پانی نہیں پیے گا تب تک میں بھی پانی نہیں پیئوں گا"۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے چلو میں پانی لیا اور فرمایا: لو اب ہم پانی پی رہے ہیں، تم بھی پیاسے ہو، پانی پی لو۔ ابھی آپؑ نے منہ تک پانی لگایا نہ تھا کہ اتنے میں حصین بن نمیر لعین نے آپؑ کو تیر مارا جو کہ آپؑ کے دہن مبارک پر لگا اور خون جاری ہو گیا۔

شیخ مفید لکھتے ہیں: امام حسین علیہ السلام اس وقت منات نامی اُونٹنی پر سوار تھے۔ (ارشاد مفید، ص ۲۴۰)

پھر لشکر اعداء کی طرف سے کسی نے چیخ کر کہا: اے حسینؑ! آپؑ پانی پی رہے ہیں، لشکرِ آپؑ کے خیام کو لوٹنے کے لیے آگے بڑھ رہا ہے۔

جب یہ آواز سنی تو غیور امامؑ نے پانی نہ پیا اور گھاٹ سے باہر آ گئے اور تلوار چلاتے ہوئے لشکرِ کوفہ کو ہٹایا۔ پھر جب باہر آئے تو معلوم ہوا کہ یہ دشمن کی طرف سے دھوکہ تھا۔

امام مظلومؑ کا اہلِ بیتؑ سے آخری الوداع

اس وقت آپؑ نے دوبارہ اہلِ بیت کو الوداع کیا اور فرمایا:

یازینب یا اُم کلثوم ویاسکینة علیکن منی السلام

اہلِ بیتؑ جگر سوختہ اور آشفتہ حالی اور شکستہ دلوں کے ساتھ آپؑ کے گرد جمع ہو گئے۔ یہاں انسانی ذہن قاصر ہے اور عقل و دماغ یہ تصور کرنے سے عاجز ہے کہ اس وقت اہلِ حرم کا کیا حال ہو گا۔

Presented by Ziaraat.Com

مظلوم امامؑ نے اہلِ حرم کو الوداع کہا اور انہیں صبر و سکون کی نصیحت کی اور حکم دیا کہ ابھی سے قیدیوں جیسا لباس پہن لیں۔ پھر آپؑ نے فرمایا:

استعدوا للبلآء واعلموا اَن اللّٰہ حافظکم وحامیکم وسینجیکم من شر الاعدآء ویجعل عاقبۃ أمرکم الی خیر ویعذب أعادیکم بأنواع البلآء ویعوضکم اللّٰہ عن ھذہ البلیۃ أنواع النعم والکرامۃ فلا تشکوا ولا تقولوا بألسنتکم ما ینقص قدرکم

"آزمائشات کے لیے آمادہ ہوجاؤ اور یہ بھی جان لو کہ خدا تمہارا محافظ و مددگار ہے اور وہ بہت جلد تمہیں دشمنوں کے شر سے نجات عطا کرے گا اور تمہارا انجام بخیر ہوگا۔ اللہ تمہارے دشمنوں کو مختلف اقسام کے عذاب سے دوچار کرے گا اور تمہیں طرح طرح کی نعمات و عظمت عطا کرے گا، لہٰذا زبان پر شکوہ نہ لانا اور منہ سے ایسی کوئی بات نہ نکالنا جس سے تمہارے اجر میں کوئی کمی واقع ہو۔ یا منہ سے ایسی کوئی بات نہ کہنا جو تمہارے شایانِ شان نہ ہو"۔ (ناسخ، جلد۲/۳۸۰)

آقائے فلسفی نے نہضتِ حسین، ص۱۷۴ میں انوار المجالس کے حوالے سے لکھا ہے: آپؑ نے سر پر رسولِؐ خدا کا عمامہ رکھا اور رسولِؐ اکرم کی زرہ پہنی۔ اپنے والد حیدرِ کرارؑ کی ذوالفقار کمر سے لٹکائی اور حضرت حمزہؑ کی سپر دوش پر رکھی۔ اس حالت میں آپؑ ذوالجناح پر سوار ہوئے اور اہلِ پردہ سے وداع کر کے عازمِ میدان ہوئے۔ اتنے میں ایک کمزور سی آواز آپؑ کے کانوں میں آئی:

مَھْلًا یابنَ الزھراء

Presented by Ziaraat.Com

''فرزندِ زہراؑ! رُک جایئے''۔

آپؑ نے مڑ کر دیکھا تو اجڑی بہن جناب زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا کھڑی تھیں۔ انھوں نے عرض کیا: آپؑ جا رہے ہیں۔ مجھے اس موقع پر میری ماں کی وصیت پوری کرنے دیں۔ میری والدہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا تھا: جب میرا حسینؑ آخری بار میدان کی طرف جانے لگے تو اس کی گردن کا بوسہ لینا۔

ریاحین الشریعہ، جلد۳/۳۰۴ میں مرقوم ہے: جب حضرت سیدہ زینب سلام اللہ علیہا نے بھائی کے گلے کا بوسہ لیا تو سخت گریہ کیا۔ امام حسین علیہ السلام نے انھیں تسلی دی۔ حضرت سیدہؑ نے زبانِ حال سے یہ کہا:

مرو مرو که فلک گردش اعتبار ندارد
مرو که بی گل رویت قرار ندارد

عزیز من چه مقابل شدی بلشکر دشمن
بگو که زینب من تاب انتظار ندارد

اگر اجازه دهی جمله صف کشیده بیائیم
بابن سعد بگوئیم حسین گناه ندارد

توئی پناه من و اهل بیت بی سامان
پناه عالمیان زینبت پناه ندارد

تو حال میروی آهسته تربرو که ببینم
رخ چه ماه تو را چون دلم قرار ندارد

''مت جایئے فلک کج رفتار کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ مت جایئے کہ آپؑ کے دیکھے بغیر مجھے قرار نہیں آئے گا۔ پیارے بھیا! جب دشمن کے لشکر کے سامنے جائیں تو ان سے کہیں کہ میری بہن زینبؑ زیادہ دیر تک انتظار نہیں کر سکتی۔

اگر آپؑ اجازت دیں تو ہم تمام مستورات جا کر ابن سعد سے کہیں کہ حیا کر، ہمارا حسینؑ بے گناہ ہے۔ تو ہی میری اور اُجڑے اہلِ بیتؑ کی پناہ ہے۔ عالم پناہ! اب آپؑ کی زینبؑ بے پناہ ہو چکی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

اگر جانا ہی ہے تو پھر آہستہ جایئے جب تک میں آپؑ کے چاند
سے چہرے کو نہ دیکھوں میرے دل کو قرار نہیں آتا"۔

اہلِ حرم کو قیدیوں جیسا لباس پہننے کی وصیت

معالی السبطین، جلد ۲/۱۴ میں مرقوم ہے: جب امام مظلوم کربلا نے اہلِ حرم کو یہ حکم دیا کہ وہ ابھی سے قیدیوں جیسا لباس پہن لیں تو حضرت زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا نے اس کی وجہ پوچھی۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ ستم گر عنقریب تمہیں کنیزوں اور غلاموں کی طرح سے گھڑسواروں کے دستہ کے آگے چلائیں گے اور تمہیں سخت ایذائیں دیں گے۔

جب حضرت سیدہ سلام اللہ علیہا نے یہ سنا تو رونے لگیں اور رو رو کر کہا:

وا وحدتاہ ، واقلۃ ناصراہ واسوء منقلباہ واشوم صباحاہ

"ہائے ہماری تنہائی، ہائے مددگاروں کی قلت، ہائے سخت انجام، ہائے روز و شب کی بُری گردش"۔

بی بیؑ نے گریبان چاک کیا اور اپنے بال کھولے اور چہرے پہ ماتم کیا۔ امام مظلومؑ نے تلقینِ صبر کرتے ہوئے فرمایا:

مهلًا یابنت المرتضٰی ان البکاء لطویل

"دخترِ حیدرِ کرارؑ صبر کریں، تمہارے رونے کے لیے بڑی مدت پڑی ہے"۔

پھر جب امام مظلومؑ خیمہ سے جانے لگے تو حضرت سیدہ زینبؑ نے آپؑ کا دامن پکڑا اور عرض کیا: بھیا! کچھ دیر رُک جائیں، میں آپؑ کو جی بھر کر دیکھ لوں اور آپؑ

Presented by Ziaraat.Com

کے وجود پر نظر ڈال سکوں، اور وداع کر سکوں۔ کیونکہ اس کے بعد آپؑ کے دیدار کی کوئی آس باقی نہیں ہے۔

فمهلا اخی قبل الممات هنيئة للتبرد منی لوعة وغليل

''بھیا! مرنے سے قبل کچھ دیر کے لیے رُک جائیں تا کہ میری آتشِ حسرت کو کچھ ٹھنڈک ملے''۔

یہ کہا اور بھائی کے ہاتھ پاؤں چومنے لگیں۔ اس وقت دوسری پردہ دار بیبیاں بھی مظلومِ کربلا کے گرد جمع ہو گئیں اور وہ آپؑ کو بوسے دینے لگیں۔

امام حسین علیہ السلام نے انھیں خاموش کیا اور خیام کی طرف لوٹایا اور بہن زینبؑ کبریٰ کو قریب کر کے انھیں صبر کی وصیت کی اور ان کے سینہ پر اپنا ہاتھ رکھا۔

بی بی کو سکون ملا اور بے تابی ختم ہوگئی۔ امام حسین علیہ السلام نے بہن سے صابرین کا اجر بیان کیا اور مقربین کے انعامات کا تذکرہ کیا۔

امام حسین علیہ السلام کی تبلیغ پر سیدہ زینب سلام اللہ علیہا راضی ہو گئیں اور عرض کیا: بھیا! خاطر جمع رکھیں جو کچھ آپؑ چاہتے ہیں میں اس پر عمل کروں گی۔

صبرت علی شیٔ امر من الصبر ساصبر حتّٰی یعجز الصبر عن صبری

''میں ان مصائب پر صبر کروں گی جو حنظل سے زیادہ تلخ ہوں گے اور میں اتنا صبر کروں گی کہ میرے صبر کو دیکھ کر صبر بھی عاجز آ جائے گا''۔

گھوڑا طلب کرنا

بعض کتبِ مقاتل میں تحریر ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے میدان میں جانے کا قصد کیا۔ فنظر يمينا وشمالا وقال الآن من يقدم بجوادی ''دائیں بائیں دیکھا اور کہا کہ اب کون ہے جو میرے گھوڑے کی باگ

Presented by Ziaraat.Com

تھامے اور مجھے سوار کرائے"۔

خیام میں مرد تو کوئی رہا نہ تھا۔ شہزادی حضرت زینبؑ نے گھوڑے کی باگ پکڑی اور بھائی کے سامنے لے آئی اور عرض کیا:

لمن تنادی وقد قرحت فؤادی

"آپؑ کسے آواز دے رہے ہیں، آپؑ نے میرے دل کو زخمی کر دیا ہے"۔

ایک شاعر نے اس منظر کو یوں قلم بند کیا ہے:

من ذا یقدم لی الجواد ولأمتی والصحب صرعٰی والنصیر قلیل

"کون ہے جو میرا گھوڑا اور زرہ پیش کرے، جب کہ تمام انصار خاک پر پڑے ہوئے تھے اور مددگار کم تھے"۔

فأتتہ زینب بالجواد تقودہ والدمع من ذکر الفراق یسیل

"حضرت زینبؑ حزین اشک بہاتے ہوئے گھوڑا لے آئیں"۔

وتقول قد قطعت قلبی یا أخی حزناً ویالیت الجبال تزول

"بی بی کہتی تھیں: بھیا! آپؑ نے میرے دل کے ٹکڑے کر دیئے۔ اے کاش! پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جاتے"۔

ولمن تنادی والحماۃ علی الثریٰ صرعٰی ولا منھم یبل غلیل

"آپؑ کسے پکار رہے ہیں جب کہ آپؑ کے طرفدار خاک پر سوئے ہوئے ہیں، ان میں سے کوئی نہیں بچا جو کسی تشنہ کام کو پانی پلا سکے"۔

ما فی الخیام وقد تفانی أھلھا إلاّ نساء ولھاً وعلیل

"خیام میں پسر مُردہ ماؤں اور ایک بیمار کے علاوہ اور کوئی باقی نہ رہا"۔

Presented by Ziaraat.Com

ارأیت أختاً قد أتت شقیقها　　فرس المنون ولا حمی وکفیل

''کیا آپ نے کسی بہن کو دیکھا ہے جو اپنے بھائی کے لیے
اسپِ موت لے کر آئی ہو، اور جس کا کوئی طرفدار کفیل باقی نہ ہو''۔

فتبادرت منه الدموع وقال　　یااختاه صبراً فالمصاب جلیل

''امام حسین علیہ السلام کے آنسو ٹپکنے لگے اور فرمایا: بہن! صبر
کرو، مصیبت بہت بڑی ہے''۔

فبکت وقالت یا ابن اُمی لیس لی　　وعلیك ما الصبر الجمیل جمیل

''بی بی نے گریہ کیا اور کہا: ماں جائے! آپؑ پر صبر کرنا اچھا نہیں
ہے''۔

یانور عین یاحشاشة مهجتی　　من للنساء الضائعات دلیل

''اے نورِ چشم! اے جانِ قلبِ من! ان بے کس عورتوں کا رہنما
کون ہے؟''

وانت الی نحو الخیام بعولة　　عظمٰی تصب الدمع وهی تقول

قوموا الی التودیع ان أخی دعا　　بجواده ان الفراق طویل

''بی بی نے خیام کی طرف رُخ کیا اور روتے ہوئے کہا: بیبیو!
اُٹھو میرے بھائی کو الوداع کہو، میرے بھائی نے اپنے گھوڑے
کو بلایا ہے۔ اب طویل فراق شروع ہونے والا ہے''۔

فخرجن ربات الخدور عواثراً　　وغدیٰ لها نحو الحسین عویل

اللّٰه ما حال العلیل وقد رأی　　تلك المدامع للوداع تسیل

''پردہ نشین خواتین خوف زدہ ہو کر حسینؑ کی طرف روتی ہوئی
آئیں۔ خدا جانے! عابد بیمار کا کیا حال ہوگا جب اس نے اہلِ

Presented by Ziaraat.Com

بیتؑ کے آنسو وداع کے لیے بہتے ہوئے دیکھے ہوں گے"۔

زخمی شہباز کا ٹڈی دل پر حملہ

ناسخ، جلد۲/۳۸۱ میں مرقوم ہے: حضرت امام حسینؑ اولاد و انصار کی موت کا زخم لیے ہوئے اور اپنے بدن پر لاتعداد زخم کھائے ہوئے شیر کی مانند میدان میں آئے اور قومِ کفار پر حملہ کیا۔ آپؑ نے جنگ شروع کی۔ لشکرِ کوفہ آپؑ کے سامنے ٹڈی دل کی طرح سے منتشر ہو گیا۔

عمر سعد لعین نے کمان داروں کو حکم دیا کہ وہ آپؑ پر تیر برسائیں۔ انھوں نے آپؑ کو تیروں کا نشانہ بنایا اور سب تیر آپؑ کے سینۂ مبارک پر لگنے لگے۔ اس کے باوجود آپؑ نے پشت دکھانا گوارا نہ کیا۔ آپؑ کا سینۂ اطہر تیروں کی وجہ سے چھلنی ہو گیا، اس وقت آپؑ نے فرمایا:

یا اُمۃ السوء...... اے بدکار اُمت! تم لوگ کتنے بدکردار ہو، تم نے اپنے پیغمبرؐ کی عترت سے کیا سلوک کیا ہے۔ آگاہ رہو! میرے قتل کے بعد تم خدا کے بندوں کے قتل کو کوئی اہمیت نہ دو گے۔ خدا سے ڈرو، ورنہ مسلمانوں کا قتل عام تمہارے لیے آسان عمل کی حیثیت اختیار کرے گا۔ خدا نے مجھے اپنی طرف سے عزت و عظمت دی ہے اور تم نے میرے قتل کو آسان سمجھ لیا ہے۔ خدا تم سے میرے خون کا اس طرح سے بدلہ لے گا جس کا تم نے کبھی تصور بھی نہ کیا ہو گا۔

حصین بن مالک سکونی نے کہا: پسرِ فاطمہؑ! خدا ہم سے تیرا انتقام کیوں لے گا؟

آپؑ نے فرمایا: تم پر خدا کا عذاب نازل ہو گا۔ تمہارے خون بہائے جائیں گے۔ اس کے بعد جہنم کا عذاب تمہیں اپنی آغوش میں لے لے گا۔

پھر اچانک آپؑ نے حملہ کیا اور بہت سے افراد کو خاک و خون میں نہلا دیا۔

ابن سعد نے آواز دی کہ تیر اندازو! حسینؑ پر بیک وقت تیر چلاؤ۔

Presented by Ziaraat.Com

اس حکم کے بعد چار ہزار تیر اندازوں نے بیک وقت مظلوم کو اپنے تیروں کا نشانہ بنایا۔

مظلوم کربلا کے زخموں کی تعداد

ناسخ، جلد ۲/۳۸۲ کے بیان کے مطابق حضرت امام حسین علیہ السلام کے جسم نازک پر اتنے تیر لگے کہ آپؑ کی زرہ خارپشت کی مانند دکھائی دیتی تھی۔

ایک روایت کے مطابق آپؑ کے جسم اطہر پر تیروں کے علاوہ تینتیس زخم لگے ہوئے تھے۔ (المناقب، جلد ۴/۱۱۰، ناسخ، جلد ۲/۳۸۲، لہوف مترجم، ص ۱۲۹، مقتل خوارزمی، جلد ۲/ ۳۷ بروایت امام جعفر صادق علیہ السلام)

بحار، جلد ۴۵/۵۲ میں مناقب اور سعید کے حوالے سے منقول ہے کہ آپؑ کے بدن پر بہتر زخم تھے۔

ابو مخنف لکھتے ہیں: آپؑ کے بدنِ مبارک پر تینتیس نیزوں کے اور چونتیس تلواروں کے زخم لگے ہوئے تھے۔ (مناقب، جلد ۴/۱۱۱، بحار، جلد ۴۵/۵۲ اور ناسخ، جلد ۲/۳۸۲)

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا فرمان ہے: حضرت امام حسینؑ کو تین سو بیس سے کچھ زیادہ زخم تلواروں، تیروں اور نیزوں کے لگے ہوئے تھے۔ (مناقب، جلد ۴/۱۱۰، ناسخ، جلد ۲/۳۸۲، بحار، جلد ۴۵/۵۲)

ایک اور روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ آپؑ کے تنِ اطہر پر تین سو ساٹھ زخم لگے تھے۔ (مناقب، جلد ۴/۱۱۰، سطر آخر، ناسخ، جلد ۲/۳۸۲)

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ آپؑ کے وجودِ مبارک پر ایک ہزار نو سو زخم موجود تھے، اور تیروں کی وجہ سے آپؑ کی زرہ خارپشت دکھائی دیتی ہے۔ (مناقب، جلد ۴/۱۱۱، ناسخ، جلد ۲/۳۸۲)

Presented by Ziaraat.Com

یہ تمام زخم آپؑ کے جسم کے سامنے والے حصے پر تھے۔ آپؑ کی پشت پر کوئی زخم نہیں تھا۔

لہوف، مترجم، ص ۱۲۹، مقتل خوارزمی، جلد ۲/ ۳۷ میں مرقوم ہے کہ حضرتؑ کے پیراہن میں ایک سو دس سے زیادہ تیروں، نیزوں اور تلواروں کے سوراخ دیکھے گئے تھے۔

امام حسینؑ کی سواری کے آخری لمحات

تاریخ، جلد ۳/ ۲۸۳، بحار، جلد ۴۵/ ۵۲ میں مرقوم ہے: اچانک ابوالحتوف جعفی (ابوالحوق بحوالہ جلاء العیون، ص ۵۷۷) کمین گاہ سے باہر آیا اور اس نے آپؑ کی پیشانی پر تیر مارا۔

بحار، جلد ۴۵/ ۵۳، مقتل خوارزمی، جلد ۲/ ۳۴ کے بیان کے مطابق، آپؑ نے چاہا کہ ایک لمحہ کے لیے آرام کر لیں۔ اتنے میں ایک ظالم نے پتھر مارا جو کہ آپؑ کی پیشانی پر لگا۔

امام حسین علیہ السلام نے تیر کھینچا تو خون کا پرنالہ جاری ہوا۔ آپؑ کے چہرے اور زلفوں میں خون بھر گیا۔ اس وقت آپؑ نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا:

اے میرے پروردگار! اس بدکار جماعت کا تو خود نگران ہے۔ خدایا! انہیں نابود کر، انھیں قتل کر اور ان کی جمعیت کو تتر بتر کر۔ زمین پر ان میں سے کسی کو بھی نہ زندہ چھوڑ اور ان میں سے کسی کی بھی مغفرت نہ فرما۔

اس وقت آپؑ نے دامن زرہ کو ہٹایا اور آنکھ اور چہرے کے خون کو صاف کرنے کے لیے لباس سرکایا۔

اتنے میں آپؑ کے تنِ نازنین پر تین پھلوں والا زہریلا تیر آ کر لگا اور وہ سیدھا آپؑ کے سینۂ مبارک پر لگا۔

Presented by Ziaraat.Com

ایک روایت کے مطابق وہ تیر آپؑ کے قلبِ مبارک پر لگا جس کا سرا دوسری طرف جا نکلا۔ یہ تیر خولی بن اصبحی لعین نے چلایا تھا۔

ایک اور روایت کے مطابق یہ تیر ابوقدامہ عامری نے چلایا تھا۔ جب آپؑ کے تن نازک پر تیر لگا، تو آپؑ نے فرمایا: بسم اللّٰہ وباللّٰہ وعلی ملۃ رسول اللّٰہ۔

پھر آپؑ نے آسمان کی جانب سر بلند کیا اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا: پروردگار! تو جانتا ہے یہ لوگ اسے قتل کرنا چاہتے ہیں جس کے علاوہ روئے زمین پر نبیؐ کا کوئی نواسہ نہیں ہے۔

پھر آپؑ نے اس تیر کو اپنے بدن سے نکالا تو آپؑ کے جسم سے پرنالے کی طرح سے خون جاری ہوا۔ پھر آپؑ نے زخم کے نیچے ہاتھ رکھا تو آپؑ کی ہتھیلی خون سے پُر ہوگئی۔ آپؑ نے وہ خون آسمان کی طرف پھینکا جس میں سے ایک قطرہ بھی زمین پر واپس نہ آیا۔ مقتل خوارزمی کے یہ الفاظ ہیں کہ اس دن سے آسمان پر سرخی ظاہر ہوئی۔ پھر آپؑ نے ایک بار اپنی ہتھیلی کو خون سے پُر کیا اور وہ خون اپنے سر، چہرے اور ریشِ مبارک پر مَلا اور فرمایا: میں اسی حالت میں اپنے نانا سے ملاقات کروں گا۔ اس وقت میرے سر اور چہرے پر خون لگا ہوگا اور عرض کروں گا:

نانا جانؐ! فلاں فلاں نے مجھے مارا تھا۔

اس وقت حضرتؑ پر ناتواں کا غلبہ ہوا چاہا کہ کچھ دیر آرام کرلیں۔ اس وقت صالح بن وہب مُزنی نے وقت کو غنیمت جانتے ہوئے آپؑ کے پہلوئے مبارک پر نیزہ مارا۔ آپؑ اس زخم کی تاب نہ لاتے ہوئے گھوڑے سے گرے اور آپؑ کا چہرہ دائیں طرف سے زمین پر آلگا۔ پھر آپؑ اُٹھے۔

گھوڑے سے گرنے کے اسباب

معالی السبطین، جلد۲/۲۰ پر مرقوم ہے: امام حسین علیہ السلام گھوڑے سے کیوں

Presented by Ziaraat.Com

گرے تھے اور اس کے اسباب کیا تھے؟ اس کے متعلق اہلِ تاریخ میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

لہوف میں منقول ہے: صالح بن وہب مزنی (المری) نے حضرتؑ کے پہلو پر نیزہ مارا جس کی وجہ سے آپ زین پر سنبھل نہ سکے اور زمین پر گرے اور گرتے وقت کہا: بسم اللہ وباللہ وفی سبیل اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

شیخ صدوقؒ لکھتے ہیں: بنی کلاب کے افراد آپؑ کے اور پانی کے درمیان حائل ہوئے۔ ایک بدبخت نے تیر مارا جو کہ آپؑ کے گلے پر لگا۔ آپؑ گھوڑے سے گر پڑے۔ تیر نکالا اور بہتا ہوا خون ہتھیلی پہ لیا۔ جب ہتھیلی بھر گئی تو وہ خون اپنے سر اور ریش پر ملا اور فرمایا: میں اسی طرح سے خون لگا کر خدا کے حضور حاضری دوں گا۔ پھر بائیں رخسار کے بل زمین پر گرے۔

ابوحنف لکھتے ہیں: خولی لعین نے تیر مارا جو کہ آپؑ کے گلے پر لگا، جس کی وجہ سے آپؑ گھوڑے پر سنبھل نہ سکے اور زین سے زمین پر گرے۔ آپؑ نے تیر کھینچا جس سے خون کا فوارہ جاری ہوا۔ آپؑ نے خون ہتھیلیوں پر لیا، جب ہتھیلی بھر گئی تو اس خون سے اپنے سر اور ریش کو خضاب کیا اور فرمایا: میں اسی حالت میں خدا اور اپنے نانا کی خدمت میں حاضری دوں گا اور اپنے مظالم کی ان سے شکایت کروں گا۔

مناقب ابن شاذان میں مرقوم ہے: رسولؐ خدا نے فرمایا: گویا میں یہ منظر دیکھ رہا ہوں کہ حسینؑ کو تیر لگا ہے اور وہ تیزی سے زین سے زمین پر گرا ہے۔ اس کے بعد وہ ایک گوسفند کی طرح ذبح کیا جارہا ہے۔

کتاب معدن میں مناقب کے حوالے سے مرقوم ہے: ابوایوب غنوی نے آپؑ کے حلق پر تیر مارا تھا۔ جیسے تیر لگا اور آپؑ گرنے لگے تو یہ کہا:

Presented by Ziaraat.Com

بسم اللّٰہ وباللّٰہ ولاحول قوۃ الا باللّٰہ ھذا قتیل فی
رضاء اللّٰہ

اس کے بعد آپؑ زین سے زمین پر گر پڑے۔

عزیز فاطمہ از اسب سرنگوں گردید — ہوا زجور مخالف چو قیرگوں گردید
اگر غلط نکنم عرش برزمین افتاد — بلند مرتبہ شاہی ز صدر زین افتاد

”جب فضا سیاہ ہوئی تو یوسفِ زہراؑ گھوڑے سے گرے۔ بلند مرتبہ بادشاہ زین سے کیا گرا، عرش زمین پر گر پڑا“۔

حضرت زینبؑ کبریٰ کی عمر سعد سے گفتگو

ناسخ، جلد۲/۳۸۴ میں مرقوم ہے: حضرت زینبؑ کی میدانِ جنگ پر نظر تھی۔ جب آپؑ نے بھائی کو گرتے ہوئے دیکھا تو آپؑ خیمہ سے باہر آئیں اور رو رو کر کہا:

واخاہ واسیداہ واھل بیتاہ لیت السماء طبقت علی الارض ولیت الجبال تدکرکت علی السھل

”ہائے بھیا! ہائے ہمارے سردار! ہائے ہمارے اہلِ بیتؑ! اے کاش! آسمان ٹوٹ کر زمین پر گر پڑتا اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوکر بیابانوں پر گر جاتے“۔

پھر بی بی نے عمر بن سعد لعین سے خطاب کیا اور فرمایا:

یاعمر بن سعد! یقتل أبو عبداللّٰہ وأنت تنظر الیہ

”اے پسرِ سعد! حسینؑ قتل ہو رہے ہیں اور تو خوش ہو کر یہ منظر دیکھ رہا ہے“۔

ابنِ سعد رو پڑا اور کوئی جواب نہ دیا۔

معالی السبطین، جلد۲/۲۲ میں کتاب ”تظلّم الزہراء“ کے حوالے سے مرقوم ہے:

Presented by Ziaraat.Com

جب شاہزادی زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا کو علم ہوا کہ حسینؑ گھوڑے کی زین سے گر گئے ہیں تو بی بی شدتِ غم سے بے ہوش ہو گئیں اور جب ہوش میں آئیں تو میدان کی طرف گئیں، کئی بار راستے میں چادر پاؤں میں اُلجھی، آپؑ گریں۔ اس طرح سے گرتے پڑتے ہوئے آپؑ معرکہ کی جگہ پر آئیں۔ آپؑ نے دائیں بائیں دیکھا تو آپؑ کو یہ دکھائی دیا کہ امام حسینؑ زمین پر گرے ہوئے تھے اور ہاتھ پاؤں مار رہے تھے اور آپؑ کے بدنِ اطہر سے پرنالے کی طرح سے خون بہہ رہا تھا۔

حضرت سیدہ زینبؑ نے اپنے آپؑ کو بھائی کے جسمِ اطہر پر گرایا اور چیخ کر کہا: کیا میرا بھائی حسینؑ تو ہے؟ کیا میری ماں کا فرزند تو ہے؟ کیا میری آنکھوں کا نور تو ہے؟ کیا میرے دل کا ثمر تو ہے؟ کیا ہماری حفاظت کرنے والا تو ہے؟ کیا میرے والد علی مرتضیٰؑ کا فرزند تو ہے؟ کیا فاطمہ زہراؑ کا نورِ نظر تو ہے؟

بی بی زینبؑ نے جتنے بھی نالے کیے، کوئی جواب نہ ملا کیوں کہ آپؑ زخموں کی کثرت سے بے ہوش ہو چکے تھے۔ حضرت زینبؑ کبریٰ مسلسل بین کرتی رہیں اور آنسو بہاتی رہیں یہاں تک کہ امام حسین علیہ السلام نے آنکھیں کھولیں۔ آپؑ نے گوشۂ چشم اور ہاتھ سے بہن کو اشارہ کیا۔

حضرت زینبؑ بے ہوش ہو گئیں۔ پھر جب بی بی کو افاقہ ہوا تو عرض کیا: بھیا! آپ کو اپنے نانا جان کا واسطہ! مجھ سے گفتگو کریں۔ آپؑ کو اپنے والد امیر المومنینؑ کا واسطہ! مجھ سے باتیں کریں۔ اے جانِ دل! آپؑ کو میری والدہ زہراؑ کا واسطہ مجھے جواب دیں۔ اے میرے نورِ چشم! مجھ سے کلام کریں۔

بی بیؑ کی ان باتوں سے آپؑ کو مکمل ہوش آیا اور فرمایا: بہن! آج کا دن ہماری اور آپؑ کی جدائی کا دن ہے۔ اسی دن کا میرے نانا نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔ میرے نانا کو میرا اشتیاق ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

یہ کہا اور حضرت امام حسین علیہ السلام پر پھر غشی چھا گئی۔ شاہزادی آپؑ کی پشت کے پیچھے بیٹھ گئیں، اور بھیا کو سینہ کا سہارا دیا۔ کچھ دیر بعد آپؑ متوجہ ہوئے اور فرمایا:

بہن زینبؑ! آپؑ نے میرے دل کے ٹکڑے کر دیئے اور میری تکلیف میں اضافہ کر دیا۔ آپؑ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ خاموش ہو جائیں۔ بے قراری کا مظاہرہ نہ کریں۔

شاہزادی نے عرض کیا: آپؑ اس حالت میں جان دے رہے ہیں، آپؑ کی یہ حالت دیکھ کر میں کیسے خاموش رہ سکتی ہوں؟

آپ ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں، میری جان آپؑ پر قربان جائے۔

الغرض حضرت سیدہ زینبؑ اپنے ماں جائے بھائی سے یہ باتیں کر رہی تھی کہ اچانک ایک تازیانہ سیدہؑ کے کندھے پر آ لگا اور کہنے والے نے کہا: دُور ہو جاؤ ورنہ میں تمھیں بھی حسینؑ کے ساتھ قتل کر دوں گا۔

بی بی نے مڑ کر دیکھا تو شمر لعین کھڑا تھا۔ بی بی نے اس سے فرمایا: اے دشمنِ خدا! میں اپنے بھائی سے جدا نہ ہوں گی، مجھے بھی بھیا کے ساتھ قتل کر دے۔

اس بے حیا نے جبری طور پر آپؑ کو مظلوم حسینؑ کے بدن سے کھینچ کر جدا کیا اور آپؑ کو کوڑے مارے اور کہا: خدا کی قسم! اگر آپ نے نزدیک ہونے کی کوشش کی تو میں تلوار سے آپؑ کی گردن جدا کر دوں گا۔

اس وقت وہ لعین مظلوم امامؑ کے پاس گیا۔ آپؑ اس وقت بے ہوش تھے اور وہ لعین آپؑ کے سینہ پر چڑھا۔ حضرت زینبؑ نے یہ منظر دیکھا تو دوڑ کر آئیں اور اس کے ہاتھ سے تلوار چھین لی اور اس سے فرمایا:

دشمنِ خدا! حیا کر تو اس کے سینہ پر سوار ہوتا ہے۔ تجھے معلوم نہیں ہے کہ یہ سینہ

Presented by Ziaraat.Com

رسولؐ خدا، علی مرتضیٰؑ اور فاطمہ زہراؑ کا تربیت کردہ ہے؟

خدا تجھے ہلاک کرے کہ جبریلؑ جسے لوری سناتا تھا اور میکائیل اس کی گہوارہ جنبانی کرتا تھا۔ کچھ دیر رُک جاتا کہ میں جی بھر کر اپنے بھیا کو دیکھ سکوں۔

لعین! رُک جا، میں اسے بوسے دے لوں۔

لعین! رُک جا، مجھے بھائی کی آنکھیں بند کر لینے دے۔

لعین! ٹھہر جا، میں اس کی بیٹیوں کو آواز دوں تاکہ وہ بابا کا آخری دیدار کریں۔

لعین! رُک جا، میں سکینہؑ کو لے آؤں کیونکہ اسے بابا سے بڑی محبت ہے اور میرے بھائی کو بھی اپنی شاہزادی سے محبت ہے۔

اس وقت شمر لعین نے مظلوم کربلا پر حملہ کیا اور آپؑ کو چہرے کے بل لٹایا اور بی بی کی گفتگو کی طرف اس نے کوئی توجہ نہ کی اور جو کچھ اس نے کرنا تھا، کیا۔

عبداللہ بن حسنؑ کی شہادت

عبداللہ بن حسن خیام اہلِ بیتؑ میں تھے۔ ابھی تک ان میں بلوغت کی علامات نمودار نہیں ہوئی تھیں۔ جب انھوں نے اپنے چچا کا یہ حال دیکھا تو بے حال ہو گئے اور امامؑ کے پاس جانے کا قصد کیا اور خیمہ سے باہر نکل آئے اور دوڑنے لگے تاکہ چچا کے پاس جائیں۔

حضرت زینبؑ نے بچے کو پکڑا اور امام حسینؑ نے بھی ندا دی: بہن! اسے روک لو اور اسے تلوار و نیزہ کا ہدف بنانے سے بچا لو۔

شاہزادیؑ کے روکنے کے باوجود بچے نے یہ ضد کی کہ میں اپنے چچا سے ہرگز جدا نہ ہوں گا۔ اس نے اپنے آپؑ کو پھوپھی کے ہاتھوں سے چھڑایا اور امام مظلوم کربلا کے پاس چلا گیا۔

اس وقت ابجر بن کعب نے امامِ مظلومؑ پر حملہ کے لیے تلوار کھینچی تو حضرت

Presented by Ziaraat.Com

عبداللہ نے کہا: اے زانیہ کے فرزند! تو میرے چچا کو قتل کرنا چاہتا ہے؟

ابحر نے تلوار نیچے کی تو بچے نے چچا کو بچانے کے لیے اپنے ہاتھ کو سپر بنایا۔ تلوار ہاتھوں پر لگی۔ معصوم کے ہاتھ کٹ گئے لیکن کھال کے ساتھ چپٹے رہے۔

اس وقت معصومؑ کی فریاد بلند ہوئی: یا اُمّاہ!

امام حسینؑ نے بچے کو پکڑ کر سینے سے لگایا اور فرمایا: بیٹا! اس مصیبت پر صبر کرو۔ خدا تمہیں اس کا اجر دے گا اور خدا تمہیں تمہارے آبائے صالحین کے ساتھ ملحق فرمائے گا۔

مؤلف کتاب ہذا عرض پرداز ہے کہ اس سے قبل ہم اس معصوم کی شہادت بیان کر چکے ہیں، لہٰذا تکرار نامناسب ہے۔

امام حسینؑ اپنی قتل گاہ میں

ناسخ، جلد۲/۳۸۶ تا ۳۹۰ کے بیانات کا خلاصہ یہ ہے:

حرملہ بن کاہل نے حضرت عبداللہ بن حسنؑ پر تیر چلایا جس سے وہ معصوم شہید ہوگیا۔ شمر کے مشورہ سے عمر سعد نے حکم دیا کہ ایک جماعت تیراندازوں کی اور ایک جماعت نیزہ و شمشیر والوں کی اور ایک جماعت پتھر مارنے والوں اور آگ لگانے والوں کی آگے بڑھے اور حسینؑ پر حملہ کردے۔

اس وقت آپؑ بے ہوش تھے۔ جب ہوش میں آئے تو چاہا کہ اُٹھیں اور جنگ کریں لیکن ناتوانی کا غلبہ ہو چکا تھا۔ آپؑ رو دیے اور فرمایا:

واجداہ وامحمداہ وأبا القاسماہ وأبتاہ واعلیاہ واحسناہ واجعفراہ واحمزتاہ واعقیلاہ واعباساہ واغربتاہ واعطشاہ واغوثاہ واقلۃ ناصراہ: أأقتل مظلوماً وجدہ محمد المصطفیٰ؟ واذبح عطشانا وأبی

علی المرتضٰی أ اترک مهتوکاً وأمی فاطمة الزهراء؟

"ہائے نانا، ہائے محمدؐ، ہائے ابوالقاسمؐ، ہائے ابا، ہائے علیؑ، ہائے حسنؑ، ہائے جعفرؑ، ہائے حمزہؑ، ہائے عقیلؑ، ہائے عباسؑ، ہائے غریبی، ہائے پیاس، ہائے مددگاروں کی قلت، کیا مجھے حالت مظلومیت میں قتل کیا جائے گا جب کہ میرا نانا محمد مصطفیؐ ہے؟ کیا مجھے پیاسا مارا جائے گا جب کہ میرا والد علی مرتضٰی ہے؟ کیا میرے بدن سے کپڑے اُتار لیے جائیں جب کہ میری ماں فاطمہ زہراؑ ہے"۔

پھر آپؑ پر غشی طاری ہو گئی اور آپؑ منہ کے بل لیٹ گئے۔

ابو مخنف لکھتے ہیں: حضرتؑ تین گھنٹے تک غشی کی حالت میں پڑے رہے۔ یزیدی فوج آپؑ کو زندہ سمجھ کر آپؑ کے قریب آنے سے گھبرا رہی تھی۔

نہضت حسینی، ص ۱۵۰ میں مرقات الایقان، ص ۱۸ کے حوالے سے لکھا ہے:
جب امام حسین علیہ السلام مقتل میں پہنچے تو آپؑ کی شجاعت کی وجہ سے کسی کو آپؑ کے پاس جانے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ کچھ لوگ کہتے تھے کہ امام حسینؑ دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں اور کچھ کہتے تھے کہ نہیں، ابھی زندہ ہیں۔

شمر لعین نے کہا: ٹھہرو، میں ابھی معلوم کیے دیتا ہوں کہ زندہ ہیں یا دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ امام حسینؑ بڑے غیور ہیں۔

پھر اس نے آواز دی: اے اہلِ لشکر! آگ لے آؤ اور خیام کی طرف چلو، میں خیام میں آگ لگانا چاہتا ہوں۔

امام حسین علیہ السلام نے جیسے ہی لشکر کے سپاہیوں کی آوازیں سنیں، تو آپؑ اُٹھے۔ گلے میں پیوستہ تیر کو گلے سے نکالا تو خون کا فوارہ جاری ہوا، اور غلاف شمشیر

Presented by Ziaraat.Com

ہاتھ میں لے کر زانو بہ زانو چلنے لگے اور آواز دے کر فرمایا:

یاشیعۃ آل سفیان ان لم یکن لکن دین وکنتم لا تخافون المعاد فکونوا أحراراً فی دیناکم ھذہ وارجعوا الی أحسابکم ان کنتم عرباً کما تزعمون

"اے آلِ سفیان کے پیروکارو! اگر تمہارا کوئی دین نہیں ہے اور تمہیں روزِ آخرت کا کوئی خوف نہیں ہے تو کم از کم اس دنیا میں تو آزاد انسان بن کر رہو۔ اگر تم اپنے خیال کے مطابق عرب ہو تو کم از کم عرب روایات کی ہی پاسداری کرو"۔

شمر لعین نے کہا: ابنِ فاطمہؑ! آپ کیا کہہ رہے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: جنگ میرے اور تمہارے درمیان ہے، عورتوں کا کوئی قصور نہیں ہے۔ اپنے ظالم لشکر کو خیام سے ہٹا لے۔

شمر نے بلند آواز سے کہا: اے اہلِ لشکر! واپس آ جاؤ، خیام پر حملہ نہ کرو۔ حسین کفوِ کریم ہے۔

مؤلف کتاب ہذا عرض پرداز ہے: اس طرح کے جملے اس سے قبل "کوفہ کے بے حیاؤں کو غیرت دلانا کے زیرِ عنوان نقل کیے جا چکے ہیں۔

اس وقت مالک بن بسر کندی امام مظلوم کربلا کی طرف روانہ ہوا اور اس نے آپؑ سے نازیبا کلمات کہے اور تلوار کے ساتھ آپؑ کے سرِ اطہر کو زخمی کیا۔

امام حسین علیہ السلام نے اسے بددعا دیتے ہوئے فرمایا:

لا اکلت بھا ولا شربت وحشرک اللہ مع الظالمین

"خدا کرے کہ جس ہاتھ سے تو نے مجھ پر وار کیا ہے تو اس سے کچھ کھا پی نہ سکے۔ خدا تجھے ظالموں کے ساتھ محشور کرے"۔

Presented by Ziaraat.Com

آپؑ کے سر پر "خز" کی لمبی ٹوپی تھی جب وہ خون سے بھر گئی تو آپؑ نے اُسے سر سے اُتار کر پھینک دیا۔

مالک بن بسر نے وہ ٹوپی اُٹھالی اور گھر لے گیا۔ بیوی سے کہا: اس سے خون دھو ڈال۔

عورت نے کہا: یہ ٹوپی کہاں سے لایا ہے؟

ظالم نے کہا: یہ حسینؑ بن علیؑ کی ٹوپی ہے۔

عورت نے کہا: تو ہلاک ہو جائے، پیغمبرؐ کے فرزند کو قتل کر کے ان کے اسباب کو لوٹ کر میرے پاس لایا ہے، مجھ سے دُور ہو جا، خدا تجھے دوزخ میں جگہ دے۔ آج کے بعد نہ تو میرا شوہر ہے اور نہ ہی میں تیری بیوی ہوں اور میں تیرے ساتھ ایک چھت کے نیچے کبھی نہیں رہوں گی۔

راوی کا بیان ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی بددعا نے اپنا کام دکھایا۔ مالک بن بسر کے دونوں ہاتھ خشک ہو گئے۔ گرمیوں میں وہ لکڑیوں کی طرح سے خشک ہو جاتے تھے اور سردیوں میں ان سے پیپ اور خون بہتا تھا۔ اس پر غربت و افلاس چھا گیا اور وہ بدحالی کی حالت میں جہنم واصل ہوا۔

ابو مخنف لکھتے ہیں کہ جب مالک بن بسر کی بیوی نے اسے لعنت ملامت کی تو اس نے بیوی کو طمانچہ مارنے کے لیے ہاتھ اُٹھایا۔ اس کا ہاتھ گھر کی دیوار میں نصب ایک میخ سے ٹکرایا۔ میخ ہاتھ کے پار ہو گئی۔ لوگوں نے میخ نکالنے کی بڑی کوشش کی لیکن میخ نہ نکل سکی۔ آخر کار ہاتھ کو کہنی سے کاٹنا پڑا۔ خدا نے اس پر غربت و افلاس طاری کر دیا اور وہ اسی حالت میں جہنم واصل ہوا۔

امامؑ کی شفقت کی انتہا

محرق القلوب نراقی، ص ۲۶۷ پر مرقوم ہے: جب امام مظلوم کربلاؑ اپنی مقتل

Presented by Ziaraat.Com

میں تھے تو ایک شخص تلوار لے کر آپؑ کو شہید کرنے کی غرض سے آیا، جب وہ آپؑ کے قریب ہوا اور آپؑ نے اس پر نگاہ ڈالی تو اس سے فرمایا: واپس چلے جاؤ، تم میرے قاتل نہیں ہو۔ میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے تم دوزخ کی آگ میں جلو۔

وہ شخص رونے لگا اور اس نے کہا: فرزندِ رسولؐ! آپؑ اس حال میں پہنچ کر بھی ہمارے اتنے ہمدرد ہیں اور ہمارا دوزخ میں جانا آپؑ کو ناپسند ہے۔

اُس شخص نے آپ کو شہید نہ کیا۔ وہ تلوار لیے ہوئے عمر سعد لعین کے پاس آیا۔

عمر سعد نے کہا: سناؤ! تم نے حسینؑ کا قصہ ختم کر دیا؟

اس نے کہا: نہیں، میں تجھ جیسے ملعون کو قتل کرنے کے لیے آیا ہوں۔ پھر اس نے لعین پر تلوار کھینچی۔ ابن سعد کے غلاموں نے اسے ہر طرف سے گھیر لیا اور اس سے جنگ کرنے لگے۔

اس سعادت مند نے بھی خوب جنگ کی۔ یہاں تک کہ اسے کاری ضربیں لگیں جب وہ زندگی سے مایوس ہو گیا تو امام حسینؑ کی طرف رُخ کر کے بلند آواز سے کہا: مولاؑ! گواہ رہنا، میں بھی آپؑ کے کوچے کا شہید ہوں۔ کل قیامت کے دن مجھے بھی شہدائے کربلا میں شمار کرنا۔

امام حسینؑ نے فرمایا: مطمئن رہو، میں ایسا ہی کروں گا۔

پھر اس خوش نصیب کی روح جنت الفردوس کی طرف پرواز کر گئی۔

تمقام، ص ۲۶۰ پر مرقوم ہے کہ عمر سعد امام مظلومؑ کے پاس آیا۔ آپؑ نے اس سے فرمایا: عمر! کیا تو خود مجھے قتل کرنا چاہتا ہے؟

عمر سعد واپس چلا گیا۔ اس نے اپنی سپاہ میں جا کر یہ اعلان کیا: جو حسینؑ کا سر میرے پاس لائے گا میں اسے ایک ہزار درہم انعام دوں گا۔ (معالی السبطین، ۲/۲۱)

اس وقت شمر لعین نے لشکر کو آواز دے کر کہا: تم لوگ سستی کیوں کر رہے ہو؟

Presented by Ziaraat.Com

اس شخص کا کام تمام کر دو۔

ذرعہ بن شریک لعین پہلا شخص تھا، جس نے خدا اور رسولؐ کی دشمنی پر کمر باندھی اور اس نے حضرت امام حسینؑ کے کندھے پر تلوار کا وار کیا۔

امام حسین علیہ السلام نے تمام تر کمزوری کے باوجود تلوار اُٹھائی اور اس لعین کا کام تمام کر دیا۔ پھر آپؑ نے بارگاہِ احدیت میں عرض کیا:

صبراً علی قضائك یا رب لا اله سواك یا غیاث المستغیثین

"اے استغاثہ کرنے والوں کی مدد کرنے والے! تیرے علاوہ
کوئی معبود نہیں ہے۔ میں تیری قضا پر صبر کرتا ہوں"۔

پھر شمر لعین نے آواز دی: آگ لاؤ، خیامِ حسینیؑ کو ان میں قیام پذیر افراد کے ساتھ جلائیں۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: پسر ذی الجوشن! تو آگ طلب کر رہا ہے کہ رسولؐ خدا کے خاندان کو جلائے، خدا تجھے آتشِ دوزخ میں جلائے۔

اس وقت چالیس اشرار نے حضرتؑ کے گرد حلقہ سا بنا لیا۔ حصین بن نمیر لعین نے آپؑ کے دہنِ مبارک پر تیر مارا۔

ابوایوب غنوی نے آپؑ کے حلق مبارک پر تیر چلایا۔ نصر بن خرشہ نے آپؑ کو تلوار کے ساتھ زخمی کیا اور عمرو بن خلیفہ جعفی نے آپؑ کی گردنِ مبارک کو زخمی کیا۔

صالح بن وہب مزنی نے آپؑ کی تہی گاہ پر حملہ کیا۔ آپؑ منہ کے بل گرے۔ پھر دوبارہ نہ اُٹھ سکے۔

سنان بن انس نخعی نے آپؑ کی گردن کے مہرہ پر نیزہ مارا اور پھر اسی نیزہ سے آپؑ کے سینہ پر بہت بڑا زخم لگایا۔ پھر اس نے آپؑ کے گلے کے نیچے والی ہڈی پر تیر چلایا۔ حضرتؑ گر پڑے۔ پھر تیر نکالنے کے لیے اُٹھ نہ سکے۔

Presented by Ziaraat.Com

لوا عج ،ص ۱۹۰ پر مرقوم ہے: امیر مختار نے سنان بن انس کو گرفتار کرایا اور جلاد کو حکم دیا کہ اس لعین کی ایک ایک انگلی کاٹو۔ جب انگلیاں کٹ گئیں تو امیر مختار نے حکم دیا کہ اب اس کے دونوں ہاتھ کاٹ دو۔ ہاتھوں کے بعد امیر مختار نے اس کے پاؤں کاٹنے کا حکم دیا۔ پھر روغنِ زیتون کی دیگ گرم کرائی اور کھولتے ہوئے تیل میں اس لعین کو ڈال دیا، جس سے وہ لعین جل کر کباب ہو گیا۔

الغرض عمر سعد نے کہا: تمھاری ماں تم پر روئے، جلدی کرو اور معاملہ ختم کرو اور اس کا سر تن سے جدا کر دو۔

سب سے پہلے شبث بن ربعی تلوار کھینچ کر آپؑ کے سامنے آیا۔ امام حسین علیہ السلام نے اس کی طرف نظر کی تو شبث کے وجود میں لرزہ طاری ہو گیا اور اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی اور وہ بھاگ کھڑا ہوا۔ وہ یہ کہہ رہا تھا کہ میں خدا کے حضور حسینؑ کا قاتل بن کر حاضر ہونا پسند نہیں کرتا۔

قمقام، ص ۴۶۳ پر مرقوم ہے: عمر سعد نے شبث بن ربعی سے کہا: گھوڑے سے اُتر اور حسینؑ کا سر کاٹ کر میرے پاس لے آ۔

شبث نے کہا: نہیں، خدا کی قسم! میں ایسا نہیں کروں گا۔ میں نے حسینؑ کو خط لکھا تھا اور میں مسلمؑ کے ہاتھ پر اس کی بیعت کی تھی۔ اگرچہ میں اپنی بیعت توڑ چکا ہوں، لیکن میں یہ کام ہرگز نہ کروں گا۔

عمر سعد نے کہا: میں ابن زیاد کو تیری شکایت لکھوں گا۔

اس نے کہا: جو جی چاہے کرتا رہ، لیکن میں یہ کام نہیں کروں گا۔

سنان بن انس لعین مبروص تھا اور ٹھگنے قد والا تھا۔ اس نے شبث بن ربعی کو طعنہ دیتے ہوئے کہا کہ تو مر جائے اور تیری قوم ہلاک ہو جائے۔ تو نے حسینؑ کو قتل کیوں نہ کیا؟

Presented by Ziaraat.Com

شبث بن ربعی نے کہا: جب حسینؑ نے آنکھ کھول کر مجھے دیکھا تو مجھے یوں لگا جیسے یہ آنکھیں رسولؐ اللہ کی ہوں۔ یہ دیکھ کر میری طاقت جواب دے گئی اور میرا وجود لرزنے لگا۔

سنان بن انس نے کہا: اچھا یہ تلوار مجھے دے، تیری بہ نسبت میں انھیں قتل کرنے کے لیے زیادہ صلاحیت رکھتا ہوں۔

چنانچہ اس نے تلوار اُٹھائی اور مظلوم امامؑ کی طرف چل پڑا۔ جب وہ آپؑ کے نزدیک پہنچا تو اس کا بدن کانپنے لگا۔ اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی اور بھاگ گیا۔

شمر نے اسے سرزنش کی اور کہا: بھاگنے کی کیا وجہ تھی؟

اس نے کہا: جب امام حسینؑ نے آنکھ کھول کر مجھے دیکھا، تو مجھے اس کے والد کی شجاعت یاد آ گئی۔ اسی لیے میں بھاگ آیا۔

پھر خولی بن یزید اصبحی نے امام حسین علیہ السلام کے شہید کرنے کا ارادہ کیا۔ وہ اس نیت سے چند قدم چلا۔ اس کا بھی وجود لرزنے لگ گیا اور وہ لوٹ آیا۔

شمر لعین نے کہا: تم سب بزدل ہو، اب میں ہی اسے جا کر قتل کروں گا۔ چنانچہ اس نے تلوار اُٹھائی اور مظلومِ کربلا کے پاس گیا اور سینہ پر جا کر چڑھ گیا۔

یہاں ہم جوہری مرحوم کے ایک مرثیہ کے چند ابیات نقل کرتے ہیں:

آہ اذآن ساعت کہ سبط بوتراب ۔ سرنہاد از ضعف بر روی خاک
باتن مجروح وقلب داغدار باگلوی تشنہ و حال فکار
ناگہان شمر لعین خنجر بدست آمد و بر سینہ آن شہ نشست
گفت ای شہ وقت جان دادن رسید از حیات خود بکن قطع اُمید
شہ فرمود ای ستمکار لئیم من زجان دادن ندارم خوف و بیم
خود من اینجا بہر قربان آمدم از برای جان دا دن آمدم

Presented by Ziaraat.Com

بعد از نیم زندگانی مشکل است　　داغ اکبر چون مرا اندر دل است

حالیا ای دشمن آل رسول　　مطلبی دارم بکن از من قبول

میبری ناچار چون از تن سرم　　قطرۂ آبی رسان بر حنجرم

''اتنے میں شمر لعین خنجر ہاتھ میں لیے ہوئے آیا اور شاہ کے سینہ پر بیٹھ گیا۔ اس نے شاہ سے کہا: اب آپؑ کی موت کا وقت ہو چکا ہے اور زندہ رہنے کی اُمید قطع کر دیں۔ شاہ نے فرمایا: اے لئیم ستم کار! مجھے قتل ہونے سے کوئی خوف نہیں ہے۔ میں کربلا میں آیا ہی جان کی قربانی دینے کے لیے ہوں۔ بھلا شہزادہ علی اکبرؑ کی موت کے بعد میں نے کیا جینا ہے؟ اے دشمن آلِ رسولؐ! میرا ایک کام کر، اگر تو نے مجھے قتل کرنا ہی ہے تو قتل سے پہلے تھوڑا سا پانی پلا دے''۔

سید الشہداءؑ کا شمر لعین سے مکالمہ

سید الشہداءؑ نے آنکھ کھول کر لعین کو دیکھا لیکن شمر کو کوئی شرمندگی محسوس نہ ہوئی اور نہ ہی اسے کسی طرح کا حیا دامن گیر ہوا۔

اس نے کہا: میں ان میں سے نہیں جو تجھے ذبح کیے بغیر چلے گئے تھے۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: تو کون ہے؟ تو بہت بلند مقام پر آ کر بیٹھا ہے۔ یہ مقام رسولؐ خدا کی بوسہ گاہ ہے۔

لعین نے کہا: میں شمر بن ذی الجوشن ضبابی ہوں۔ میں تجھے اچھی طرح سے جانتا ہوں تو علی مرتضٰیؑ کا فرزند حسینؑ ہے، تیری ماں فاطمہؑ زہرا ہے، تیرا نانا محمد مصطفٰیؐ ہے اور تیری نانی حضرت خدیجہؑ ہے۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: تجھ پر ہلاکت ہو، جب تو اتنا کچھ جانتا ہے تو

Presented by Ziaraat.Com

پھر مجھے قتل کیوں کرتا ہے؟

شمر لعین نے جواب دیا: میں یزید بن معاویہ سے انعام حاصل کروں گا۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اچھا یہ بتا کہ تجھے یزید کا انعام بہتر لگتا ہے یا میرے نانا کی شفاعت بھلی لگتی ہے؟

لعین نے جواب دیا: یزید کے انعام کا ایک درہم مجھے تیرے نانا اور بابا کی شفاعت سے زیادہ عزیز ہے۔

امام عالی مقام علیہ السلام نے فرمایا: اگر تو نے مجھے شہید ہی کرنا ہے تو مجھے ایک گھونٹ پانی پلا۔

شمر لعین نے کہا: خدا کی قسم! یہ ناممکن ہے۔ میں تجھے پانی کی بجائے شربتِ مرگ پلاؤں گا۔

پھر اس نے کہا: پسر ابوتراب! کیا تو یہ گمان نہیں کرتا کہ تیرا والد علیؑ حوضِ کوثر کا مالک ہے اور وہ اپنے دوستوں کو کوثر سے سیراب کرتا ہے۔ تو بھی صبر کر، پھر اپنے باپ سے جامِ کوثر پی لینا۔

امام عالی مقام علیہ السلام نے فرمایا: تجھے خدا کا واسطہ دیتا ہوں، منہ سے کپڑا ہٹا تا کہ میں تیری شکل دیکھوں۔

شمر لعین نے منہ سے کپڑا ہٹایا۔ وہ ایک آنکھ سے کانا تھا اور اس کے چہرے پر برص کے داغ تھے۔ اس کا منہ کتے کی تھوتھنی کی مانند تھا اور اس کے جسم پر خنزیر کے سے بال تھے۔

محرق القلوب نراقی پر مرقوم ہے: امام حسین علیہ السلام نے شمر سے فرمایا: اپنے منہ سے زرہ کا دامن ہٹا تا کہ میں اچھی طرح سے تجھے دیکھ سکوں۔

شمر نے اپنے منحوس چہرے کو ظاہر کیا، تو آپؑ نے دیکھا کہ خنزیر کی طرح سے

Presented by Ziaraat.Com

اس کے دانت اس کے منہ سے نکلے ہوئے تھے۔

آپؑ نے فرمایا: میرے ناناؐ کی بیان کردہ نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے۔

پھر آپؑ نے فرمایا: مجھے اپنا سینہ دکھا۔

شمر نے سینے سے کپڑا اٹھایا تو امام علیہ السلام نے دیکھا کہ اس پر برص کے داغ تھے۔ آپؑ نے فرمایا: میرے ناناؐ جان نے بالکل سچ فرمایا تھا۔ میرا قاتل تو ہی ہے۔

پھر آپؑ نے فرمایا: شمر تو جانتا ہے کہ آج کون سا دن ہے اور یہ کون سی گھڑی ہے؟

لعین نے جواب دیا: آج جمعہ ہے اور دس محرم الحرام ہے اور یہ گھڑی نمازِ جمعہ کی ہے۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اس وقت میرے ناناؐ کی اُمت کے خطیب منابر پر خطبہ دیتے ہیں اور میرے ناناؐ کی شان بیان کرتے ہیں اور تو مجھ سے یہ سلوک کر رہا ہے؟

رسولؐ خدا اپنے منہ سے میرے سینہ کے بوسے لیتے تھے، تو پیغمبرؐ کی بوسہ گاہ کی بےادبی کر رہا ہے؟

رسولؐ اکرم میرا حلق چوما کرتے تھے اور تو اس پر تلوار چلانا چاہتا ہے۔ تجھے علم ہونا چاہیے کہ اس وقت حضرت زکریا علیہ السلام کی روح میری دائیں جانب موجود ہے اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کی روح میری بائیں طرف موجود ہے...... الی آخرہ۔

ناسخ، جلد۲/۳۹۱ میں مرقوم ہے: جب حضرتؑ نے شمر کی نشانیاں دیکھ کر فرمایا تھا: "بے شک میرے ناناؐ نے سچ کہا تھا"۔

شمر لعین نے کہا: تیرے ناناؐ نے کیا کہا تھا؟

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: رسولؐ خدا نے میرے والد علی مرتضیٰؑ سے فرمایا تھا: تیرے اس فرزند کو ایک مبروص اور کانا شخص قتل کرے گا، جس کا منہ کتے کی تھوتھنی کی

Presented by Ziaraat.Com

مانند اور اس کے بال خنزیر کی طرح سے ہوں گے۔

شمر لعین کو غصہ آیا، اُس نے کہا: اچھا تیرے نانا نے مجھے کتے کی مانند کہا تھا، خدا کی قسم! میں اب تجھے پسِ گردن سے قتل کروں گا۔

پھر اس لعین نے آپؑ کو چہرے کے بل لٹایا، تلوار اُٹھائی اور قتل کے لیے آمادہ ہوا اور اس لعین نے یہ اشعار کہے:

اقتلك اليوم ونفسي تعلم علماً يقيناً ليس فيه مزعم
لا مجال لا ولا تكتتم ان اباك خير من يكلم
بعد المصطفٰى اقتلك اليوم المعظم وسوف اندم
ان مثواى غداً جهنم افيض دمك بالتراب بقم

ولا لا ولاد النبي ارحم

”میں آج تجھے قتل کر رہا ہوں، میں اچھی طرح سے جانتا ہوں
کہ نبیؐ کے بعد تیرا والد علی ابن ابی طالبؑ لوگوں سے بہتر ہے،
مجھے معلوم ہے کہ کل جب مجھے دوزخ میں بھیجا جائے گا تو اس
وقت مجھے ندامت ہوگی، لیکن میں اولادِ نبیؐ پر رحم نہیں کرسکتا“۔

اس ملعون نے بارہ ضربوں کے ساتھ آپؑ کا سرتن سے جدا کیا، اور سرِ مبارک کو نوکِ نیزہ پر نصب کیا۔

جب امام حسین علیہ السلام کا سر نوکِ نیزہ پر سوار ہوا تو یزیدی لشکر نے تین بار اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا۔ زمین لرزنے لگی، مشرق و مغرب میں تاریکی چھا گئی۔ لوگ جہاں جہاں تھے کانپنے لگ گئے اور آسمان سے تازہ خون برسنے لگا۔

علمائے عامہ اور علمائے اثنا عشریہ نے بالاتفاق لکھا ہے کہ آپؑ کی شہادت کے بعد آسمان سے خون کی بارش ہوئی۔

Presented by Ziaraat.Com

اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کا وجود مقدس جانِ کائنات اور عالمِ امکان کا قلب تھا۔ اور جب جان کو تکلیف پہنچے اور روح کو کوئی ضرر پہنچے تو جسم پر بھی اس کے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اسی لیے آپؑ کی شہادت سے ہر موجود کو اذیت محسوس ہوئی۔

جیسے ہی آپؑ شہید ہوئے تو اس وقت آسمان سے منادی نے یہ ندا دی:

قتل واللہ الامام ابن الامام وأخو الامام وأبو الائمة الحسين بن علي بن أبي طالب

"امامؑ ابن امامؑ، برادرِ امامؑ اور پدرِ آئمہ حسینؑ بن علی بن ابی طالبؑ شہید ہو گیا"۔

ہلال بن نافع کی زبانی شہادتِ حسینؑ کی کیفیت

مثیر الاحزان ابن نما، ص ۷۵، لہوف، مترجم، ص ۱۲۸ اور قمقام، ص ۴۶۵ میں مرقوم ہے: ہلال بن نافع کا بیان ہے: میں عمر سعد کے فوجیوں کے ساتھ کھڑا ہوا تھا کہ اتنے میں ایک شخص نے آ کر کہا:

امیر! مبارک ہو، شمر حسینؑ کو ذبح کر رہا ہے۔

یہ سنا تو میں لشکر سے باہر آیا اور وہاں پہنچا جہاں امام حسینؑ ذبح ہو رہے تھے۔ خدا کی قسم! میں نے کسی خون میں غلطان مقتول کو ان سے زیادہ نورانی شکل والا نہیں دیکھا تھا۔ میں ان کی شکل و صورت اور ان کے حُسن و جمال میں اتنا کھو گیا کہ میں یہ دیکھ ہی نہ سکا کہ انھیں کس طرح سے ذبح کیا جا رہا ہے۔

امام حسین علیہ السلام نے اس وقت پانی مانگا تو ایک شخص نے نازیبا کلمات کہے جس کے جواب میں امامؑ نے کہا کہ میں دوزخ میں نہیں جاؤں گا اور میں وہاں کا گرم پانی نہیں پیوں گا۔ میں اپنے نانا رسولؐ خدا کے پاس جاؤں گا اور ان کے ساتھ مقعد صدق میں قیام کروں گا اور جنت کا پانی نوش کروں گا اور تمھارے سلوک کی

Presented by Ziaraat.Com

شکایت کروں گا۔ وہاں پر کھڑے یزیدیوں کو آپؑ کے جواب پر سخت غصہ آیا۔ یوں لگتا تھا کہ ان کے دلوں سے رحم سلب ہو چکا ہے۔

لہوف کے بیان کے مطابق ابھی امام حسینؑ باتیں کر رہے تھے کہ ظالموں نے آپؑ کے سر کو آپؑ کے بدن سے جدا کر دیا گیا۔

راوی کہتا ہے: مجھے ان کی بے رحمی پر سخت تعجب ہوا اور کہا: خدا کی قسم! اب میں کسی کام میں تمہارے ساتھ شرکت نہیں کروں گا۔

محرق القلوب نراقی، مجلس پنجم، ص ۱۴۰ سے ہم کچھ مناسب حال اشعار نقل کرتے ہیں:

یاعین ابکی للحسین واھلہ   دما اذا اقل منك المدمع

"اے چشم! جب تیرے پاس اشکوں کی کمی ہو جائے تو حسینؑ پر خون کے آنسو بہایا کر"۔

ابکی علی غریب محمد و حبیبہ   فمصابہ مما سواہ افظع

"اے چشم! محمدؐ کے مسافر اور پیارے فرزند پر آنسو بہا، حسینؑ کے مصائب باقی تمام مصائب سے زیادہ سخت ہیں"۔

ابکی علی ملقی بلاغسل ولا کفن   ولا نعش ھناك یشیع

"اس پر اشک فشانی کر جسے غسل و کفن نہیں ملا، جس کے جنازے کی مشایعت نہیں کی گئی"۔

أسفاً علی النسوان فی ذل السبی   اذا لم یکن ھناك احد یسمع

"دکھ ہے، ان بیبیوں کا جنہیں قید کیا گیا اور کوئی بھی ان کی فریاد سننے والا نہیں تھا"۔

خرجن من فسطا طھن صوارخاً   جزعاً صراخاً للصخور یصدع

Presented by Ziaraat.Com

''بیبیاں اپنے خیام سے چیختی ہوئی باہر آ گئی تھیں۔ ان کی چیخیں
سن کر چٹانیں پھٹ رہی تھیں''۔

آه وأتينه والشمر جاث فوقه   بحسامه لرأس منه يقطع

''مخدراتِ عصمتِ حسینؑ کے پاس آ گئیں۔ اس وقت شمر اُن
کے سینے پر بیٹھا اپنی تلوار سے ان کا سر جدا کر رہا تھا''۔

فاجتز رأس السبط يالك لوعة   لم يبق للاسلام شملا يجمع

''شمر لعین نے خواتین کی موجودگی میں فرزند مصطفیؐ کا سر جدا
کیا۔ ہائے اسلام کی کوئی حُرمت باقی نہ رہی''۔

فاهتز عرش الله جل وشجت   ملائكه وبكت اسفاء وتفجع

''اس وقت خدا کا عرش لرز گیا اور فرشتے گریہ کرنے لگے''۔

وهوت نجوم عند ذاك من السماء   وبكت دما بعض لبعض يتبع

والارض مارت والجبال تزعزعت   والجو مسود هنالك اسفع

''اس وقت آسمان سے ستارے گرنے لگے اور خون روئے،
زمین لرزنے لگی، پہاڑ ہلنے لگے اور فضا میں تاریکی چھا گئی''۔

والطير في جو السمآء بكت له اسفا   واعرضت الوحوش الرتع عن رتعها

جزعاً عليه ولم يزل   الجن نوح في الاما كن يسمع

''پرندے فضاؤں میں روئے اور جانوروں نے گھاس کھانا چھوڑ
دیا، اور ہر جگہ جنات کے نوحے سنائی دینے لگے''۔

وعلى سنان الرمح شالوا رأسه   كالبدر يزهو نوره ويشعشع

''حسینؑ مظلوم کے سر اطہر کو نوک نیزہ پر سوار کیا گیا۔ اس کے
چہرے سے نور ٹپک رہا تھا''۔

Presented by Ziaraat.Com

وجرت خیولهم علی جثمانه حتّٰی تحطم صدره والاضلع

"ظالموں نے حسینؑ مظلوم کے جسم پر گھوڑے دوڑائے اور ان
کے سینہ اور پہلو کو پامال کیا"۔

وتناهبوا رحل الحسین وسلبوا نسوانه ما خبث ما قد اصنع

"ظالموں نے امام حسینؑ کے خیام کو لوٹا اور پردہ داروں کے
سامان کو لوٹا۔ ان لوگوں نے کتنا ہی قبیح کام کیا"۔

ابکی نسوان الحسین حواسر فی البید ما فیهن من یتقنع

"اے چشم! اشک بہا ان مظلوم خواتین کے حال پر، جو بیابانوں
میں سر برہنہ تھیں اور کن کے سر پر چادر نہ تھی"۔

ابکی علی السجاد وهو مقید بالقید مکتوف الیدین مکنع

"اے آنکھ! سید سجادؑ پر گریہ کر جو طوق و زنجیر میں قیدی تھا، جس
کے ہاتھ پسِ گردن بندھے ہوئے تھے"۔

ابکی لزینب اذ تقول لاختها لماتنا دو للرحیل وازمعو

"آنکھ! حضرت زینبؑ کبریٰ کے اس وقت کو یاد کرکے گریہ کر،
جب ظالموں نے کوچ کا اعلان کیا تھا تو انھوں نے اپنی بہن
سے یہ کہا تھا"۔

یااخت قد عزموا علی ترحالهم قومی الی جسد الحسین نودع

"بہن! اب ظالم ہمیں لے کر جا رہے ہیں۔ اٹھو اور امام حسینؑ
کے جسم سے الوداع کر لیں"۔

قومی الیه فما لنا من نظرة منه سوی هذه العشیة نطمع

"بہن! آج کے بعد ہمیں بھائی کو دیکھنا نصیب نہ ہوگا"۔

Presented by Ziaraat.Com

یااخت ھذا الیوم آخر عھدنا لا یوم فیہ بعدہ تتجمع

"بہن، اُٹھو! آج آخری دیدار ہے پھر ہم کبھی جمع نہ ہوسکیں گے"۔

ناسخ، جلد ۲/۳۹۳ میں مقتل ابن طاؤس سے منقول ہے کہ ہاتف نے یہ ندا دی تھی: ان الرماح الوارداتِ صدورھا......

مؤلف کہتے ہیں کہ یہ ابیات جلد اوّل میں ہم نقل کر چکے ہیں۔

ابومخنف نے اُم کلثوم سے روایت کی ہے کہ قتلِ امام حسینؑ کے بعد میں نے ایک ہاتف کی آواز سنی جو کہ یہ شعر پڑھ رہا تھا، لیکن وہ مجھے دکھائی نہ دیا:

واللّٰہ ما جئتکم حتّٰی بصرت بہ

واضح رہے کہ یہ اشعار بھی جلد اوّل میں ہم نے نقل کیے ہیں۔

الغرض شہادتِ امام حسینؑ کے وقت دنیا پر گرد وغبار اور سیاہی چھا گئی اور سرخ اندھیری چلی۔ لوگ عذاب کے منتظر تھے، یہاں تک کہ تاریکی چھٹ گئی۔

اس وقت ایک شخص عمر سعد کے پاس آیا اور چیخ کر کہا: امیر! بشارت ہو، شمر نے امام حسینؑ کو شہید کر دیا ہے۔

ای وای حسین کشتہ شد نور و عین کشتہ شد

الا لعنۃ اللّٰہ علی القوم الظالمین!

Presented by Ziaraat.Com

سید الشہداؑ کا قاتل کون تھا؟

ناسخ، جلد ۲/۳۹۴ پر مرقوم ہے: مظلومِ کربلا کے قاتل کے متعلق اختلاف پایا ہے۔

۱ کچھ لوگوں کا بیان ہے کہ قبیلۂ مذحج کے ایک گمنام شخص نے آپؑ کو شہید کیا تھا لیکن واضح رہے کہ یہ روایت ضعیف ہے۔

۲ کچھ لوگوں کا بیان ہے کہ خولی بن یزید اصحی امام مظلومِ کربلا کا قاتل ہے۔

۳ کچھ لوگوں کا بیان ہے کہ سنان بن انس نے فرزندِ رسولؐ کو شہید کیا تھا۔

۴ مورخین کی اکثریت اس امر پر متفق ہے کہ شمر بن ذی الجوشن نے آپؑ کو شہید کیا تھا اور یہ صحیح ترین روایت ہے۔ البتہ خولی اور سنان نے اس لعین کی مدد کی تھی۔

ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین، ص ۷۹ پر لکھا ہے: ابوالجنوب زیاد بن عبدالرحمٰن جعفی، قشعم، صالح بن وہب مُزنی، خولی بن یزید میں سے ہر ایک نے امام مظلومِ کربلا پر وار کیے تھے اور حضرت امام حسینؑ کے قتل میں شریک تھے، جب کہ سنان بن انس نخعی نے آپؑ کا سر تن سے جدا کیا تھا۔

سبط بن جوزی تذکرہ کے ص ۲۶۳ چاپ نجف اشرف میں لکھتے ہیں: امام مظلومِ کربلا کے قاتل کے متعلق اختلاف ہے۔ اس سلسلہ میں پانچ نام لیے جاتے ہیں:

① ہشام بن محمد کا قول ہے کہ آپؑ کا قاتل سنان بن انس تھا۔

② حصین بن نمیر نے آپؑ پر تیر چلایا اور گھوڑے سے اُتر کر آپؑ کا سرِ اطہر بدن سے جدا کیا اور ابن زیاد کا تقرب حاصل کرنے کے لیے اس نے آپؑ کے سر کو

Presented by Ziaraat.Com

گھوڑے کی گردن سے آویزاں کیا۔

③ مہاجر بن اوس تمیمی

④ کثیر بن عبداللہ شعبی

⑤ شمر بن ذی الجوشن، زیادہ صحیح یہ ہے کہ حضرت امام حسینؑ کو سنان بن انس نے شہید کیا تھا اور شمر بھی اس میں شریک تھا۔

حجاج بن یوسف کے دورِ حکومت میں سنان، حجاج کے پاس گیا تو حجاج نے اس سے کہا تھا کہ قاتلِ حسینؑ تو ہی ہے؟

اس نے کہا: جی ہاں۔ حجاج نے کہا: تجھے بشارت ہو حضرت امام حسینؑ اور تو ایک جگہ جمع نہ ہو سکو گے۔

مقصد یہ تھا کہ حضرت امام حسینؑ جنتی ہیں اور تو جنت میں داخل نہ ہوگا۔

لوگوں کا بیان ہے کہ اس سے بہتر جملہ آج تک کسی نے حجاج کی زبان سے نہیں سنا تھا۔

کتاب حیاۃ الحسینؑ، جلد ۳/۲۹۲ میں آٹھ اقوال نقل کیے گئے ہیں جو کہ حسب ذیل ہیں: ① سنان ② شمر ③ عمر بن سعد ④ خولی ⑤ شمل بن یزید اصبحی ⑥ حصین بن نمیر ⑦ قبیلہ مذحج کا ایک گمنام شخص ⑧ مہاجر بن اوس۔

وہ آثار جو شہادت کے دن نمودار ہوئے

نفس المہموم، ص ۴۶۶ میں امالی صدوق کے حوالے سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے: جب ظالموں نے امام مظلومؑ کا سرِ اطہر تلوار سے جدا کرنا چاہا تو عرش کے نیچے سے حکمِ الٰہی کے تحت ایک منادی نے یہ ندا دی:

اے بدبخت ترین اُمت! تم نے دنیا کی پیروی کی ہے اور حیرت میں ڈوبے ہوئے ہو۔ تم نے پیغمبرؐ کے بعد اُن کی ذُریت پر ظلم روا رکھا ہے۔ خدا تمہیں عید الفطر اور

Presented by Ziaraat.Com

عید الاضحیٰ کی توفیق نہ دے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان ہے: لوگوں سے ان عیدوں کی توفیق سلب کر لی گئی ہے اور قائم آلِ محمدؑ کے ظہور تک وہ اس سے محروم رہیں گے۔ جب قائمؑ ظاہر ہوں گے تو اپنے جدِ امجدؑ کا انتقام لیں گے۔

(کافی، جلد۴/۱۷۰، حدیث ۳، الفقیہ، جلد۲/۵۴، جلد۳/۱۱۴، حدیث ۲۰-۲۱ میں بھی اس جیسی حدیث لکھی ہوئی ہے)

ابن حجر صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں: روزِ عاشورا ایک چیز یہ بھی نمودار ہوئی تھی کہ آسمان پر سیاہی پھیل گئی تھی اور دن کے وقت ستارے دکھائی دینے لگے تھے۔ لوگوں نے سمجھا کہ شاید قیامت برپا ہوگئی ہے۔

نالۂ جبرئیلؑ

تمقام، ص ۴۶۶ اور ناسخ، جلد۳/۶ میں کامل الزیارات کے حوالے سے منقول ہے: جب حضرت سید الشہدا علیہ السلام شہید ہوئے تو اچانک ایک شخص لشکر میں نمودار ہوا۔ اس نے چیخ و پکار شروع کر دی۔ اہلِ لشکر نے اسے خاموش رہنے کے لیے کہا۔ اس نے کہا: میں رسولؐ خدا کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ جنت میں کھڑے تم لوگوں کو دیکھ رہے ہیں۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ بددعا نہ کریں اور عذابِ الٰہی نازل ہو جائے۔

منافقین نے کہا: یہ تو کوئی دیوانہ ہے۔ اس وقت جماعت توابین کے سربراہوں نے ایک دوسرے سے کہا: ہم نے اپنے آپ پر یہ کیا غضب ڈھایا کہ فرزندِ سمیہ کی خوشنودی کے لیے ہم نے جوانانِ جنت کے سردارؑ کو شہید کیا۔

پھر انھوں نے اسی دن سے خونِ حسینؑ کے انتقام کا قصد کیا۔ یہاں تک کہ عبید اللہ ابن زیاد کے خلاف انھوں نے خروج کیا۔

راوی کہتا ہے: میں نے امام علیہ السلام سے عرض کیا: اس دن آہ و فغاں کرنے

Presented by Ziaraat.Com

والا کون تھا؟

آپؑ نے فرمایا: ہم جبرئیلؑ کے علاوہ اور کسی کو نہیں جانتے۔

ناسخ، جلد ۳/ ۷ پر مرقوم ہے: راوی نے امام سجاد علیہ السلام سے عرض کیا: اس دن فریاد بلند کرنے والا کون تھا؟

آپؑ نے فرمایا: جبرئیلؑ کے علاوہ اور کوئی نہ تھا۔ اگر خدا کی طرف سے انھیں اجازت ملتی تو وہ ایسی چیخ بلند کرتے کہ ظالموں کی روحیں ان کے بدن سے نکل کر دوزخ میں پہنچ جاتیں لیکن خدا نے انھیں مہلت دی ہے کہ وہ مزید گناہ کرلیں۔

ناسخ کے ص ۸۰ پر مرقوم ہے: ابن قولویہ نے کامل الزیارات میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے: جس وقت امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو اہلِ بیتؑ کو یہ آواز سنائی دی تھی:

> ''آج اس اُمت پر آزمائش نازل ہوئی ہے۔ آج کے بعد انھیں خوشی نصیب نہ ہوگی۔ جب تک قائم آلِ محمدؐ کا ظہور نہ ہوجائے اور وہ تمھارے سینوں کو شفا نہ بخشیں اور تمھارے دشمنوں کو قتل نہ کریں اور ظالموں سے تمھارا انتقام نہ لیں''۔

یہ آواز سن کر اہلِ بیتؑ گھبرا گئے تھے اور کہنے لگے کہ آج بہت بڑا حادثہ رونما ہوا ہے، لیکن علم نہیں ہے کہ کیا ہوا ہے۔

چنانچہ انھوں نے وہ وقت اور تاریخ لکھ لی۔ پھر کچھ دنوں بعد اطلاع ملی کہ امام حسینؑ شہید ہوگئے ہیں۔ جب وقت اور تاریخ کو ملایا گیا تو وہ وہی وقت تھا جب انھوں نے منادی کی ندا سنی تھی۔

سید الشہداؑ کے گھوڑے کی سرگزشت

ناسخ، جلد ۳/ ۲، مقتل مقرم، ص ۳۵۸، قمقام، ص ۳۶۹، امالی صدوق، ص ۱۴۴،

Presented by Ziaraat.Com

مجلس ۳۰، مقتل خوارزمی، جلد۲/ ۳۷ میں الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ یہ واقعہ منقول ہے جس کا ماحصل یہ ہے:

امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد آپؑ کے گھوڑے نے دردناک آوازیں نکالیں۔

ابن سعد نے کہا: اس گھوڑے کو پکڑ کر میرے پاس لے آؤ۔ یہ رسولؐ خدا کا گھوڑا ہے۔ لشکر میں سے ایک جماعت نے گھوڑے کے گرد حلقہ باندھا۔ گھوڑے نے انھیں لاتیں ماریں اور بہت سوں کو اپنے دانتوں کے ساتھ زین سے پکڑ کر زمین پر گرایا۔

مقتل مقرم کے بقول گھوڑے نے دس افراد کو، جب کہ عوالم کے بیان کے مطابق گھوڑے نے چالیس یزیدیوں کو مار ڈالا۔

ابن سعد نے کہا: اسے کچھ نہ کہو، دیکھیں کہ یہ کیا کرتا ہے۔ گھوڑا مظلوم کربلاؑ کی لاش پر آیا اور اپنے سر اور چہرے کو آپؑ کے پاکیزہ خون سے خضاب کیا اور خیام آلِ محمدؐ کی طرف روانہ ہوا۔ درِ خیمہ پر زور سے ہنہنایا اور اگلے دونوں پاؤں زور زور سے زمین پر مارے اور اپنا سر زمین پر پٹخا۔ اس نے یہ عمل اتنی بار کیا کہ اس کی روح پرواز کر گئی۔

زیارت ناحیہ میں یہ کلمات منقول ہیں:

واسرع فرسك شارداً الی خیامك قاصداً محمحما باكیا فلما رأین النساء جوادك مخزیا ونظرن سرجك علیه ملویا برزن من الخدور ناشرات الشعور، علی الخدود لاطمات الوجوه سافرات وبالعویل داعیات وبعد العز مذللات والی مصرعك مبادرات والشمر جالس علی صدرك مولغ سیفه علی نحرك قابض

Presented by Ziaraat.Com

علی شیبتك بیدہ ذابح لك بمهندہ قد سكنت حواسك وخفیت انفاسك ورفع علی القناۃ رأسك وسبی اهلك كالعبید وصفدوا فی الحدید فوق اقتاب المطیات تلفح وجوههم والهاجرات یساقون فی البراری والفلوات ایدیهم مغلولۃ الی الاعناق یطاف بهم فی الاسواق

ان جملوں کا ترجمہ زیارت ناحیہ دوم کے ضمن میں کیا جائے گا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کے گھوڑے کے متعلق ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب لشکرِ یزید نے اسے پکڑنا چاہا تو اس نے دریائے فرات میں چھلانگ لگا لی تھی۔ اس کی موت کی وجہ سے اہلِ حرم میں غوغا بلند ہوا۔ جیسے ہی امام حسینؑ شہید ہوئے تو حضرت سکینہؑ مقتل کی طرف دوڑیں، ان کے سر سے ردا اُتری ہوئی تھی اور وہ یہ بین کر رہی تھیں:

واقتیلا وأبتاہ واحسناہ واحسیناہ واغربتاہ وابعد سفراہ واطول كرتباہ هذا الحسین بالعراء مسلوب العمامۃ والرداء

''ہائے مقتول بابا، ہائے حسنؑ، ہائے حسینؑ، ہائے غربت، ہائے طولِ سفر، ہائے لمبی مصیبت، یہ حسینؑ صحرا میں پڑے ہیں، ان کا عمامہ اور ردا لوٹ لی گئی ہے''۔

پھر آپؑ نے یہ اشعار پڑھے:

مات الفخار ومات الجود والكرم　　واغبرت الارض والافاق والحرم
واغلق اللّٰه ابواب السمآء فما　　ترقی لهم دعوۃ تجلی بها الهمم

Presented by Ziaraat.Com

یااخت قومی انظری ھذا الجوادأتی ینبئك ان ابن خیر الناس مخترم
مات الحسین فیا لھفی لمصرعه وصار یعلوضیاء الامة الظلم
یاموت ھل من فدی یاموت ھل من عوض اللہ بہی من الفجار ینتقم

''فخر، بخشش اور کرم مر گیا۔ زمین، آفاق اور حرم میں تاریکی چھا گئی۔ آسمان کے دروازے بند ہو گئے اور دعائیں آسمان تک نہیں جاتیں۔ بہن! اُٹھو، دیکھو، گھوڑا یہ بتانے آیا ہے کہ فرزندِ رسولؐ مارا گیا ہے۔ ہمارے بابا حسینؑ شہید ہو گئے۔ ان کی شہادت پر افسوس ہے۔ اب اُمت کی روشنی پر تاریکیاں چھا گئی ہیں۔ اے موت! کیا تیرا کوئی فدیہ یا عوض ممکن ہے؟ اللہ یقیناً گناہ گاروں سے انتقام لے گا''۔

القصہ اہلِ بیتؑ نوحہ کناں تھے اور ذوالجناح سر جھکائے اشک بہاتا رہا اور اپنا چہرہ امام زین العابدینؑ کے قدموں پر رکھ کر ان کے بوسے لیتا رہا۔ اس نے زمین پر اتنا سر ٹکرایا کہ اس کی سانسیں ٹوٹ گئیں اور وہ خدا کو پیارا ہو گیا۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ گھوڑا صحرا کی طرف چلا گیا۔ کسی کو اس کے متعلق کوئی خبر نہ مل سکی۔

امالی صدوق، ص۱۴۴ پر مرقوم ہے: امام حسینؑ کا گھوڑا شہادت کے وقت آگے بڑھا۔ اس نے اپنے چہرے اور بالوں کو حضرت امام حسینؑ کے خون سے خضاب کیا اور پھر زمین پر پاؤں مارنے لگا۔ دخترانِ رسولؐ نے جب گھوڑے کی آوازوں کو سنا تو انھیں معلوم ہو گیا کہ امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے ہیں۔ حضرت اُم کلثومؑ بنت امیرالمومنینؑ باہر آئیں اور دونوں ہاتھ سر پر رکھے اور امامؑ کا ندبہ کرتے ہوئے کہا:

وامحمداہ ھذا الحسین بالعرآء قد سلب العمامة والرداء

Presented by Ziaraat.Com

"وامحمداہ! یہ حسینؑ بیابان میں پڑے ہیں۔ ان کا عمامہ اور ردا تک لوٹ لی گئی ہے"۔

مقتل خوارزمی، جلد ۲/ ۳۷ میں مرقوم ہے: بی بی اُم کلثومؑ نے بین کرتے ہوئے کہا:

وامحمداہ ، واجداہ، وانبیاہ، وا أبا القاسماہ، واعلیاہ ، واجعفراہ ، واحمزتاہ ، واحسناہ، ھذا حسین بالعرآء، صریع بکربلا، مجزوز الرأس من القفا سلوب العمامة والرداء ثم غشی علیها

"ہائے محمدؐ، ہائے ناناؐ، ہائے نبیؐ، ہائے ابوالقاسمؐ، ہائے علیؑ، ہائے جعفرؑ، ہائے حمزہؑ، ہائے حسنؑ! یہ حسینؑ ہے جو صحرا میں قتل ہو چکا ہے۔ پسِ گردن سے اس کا سر جدا کیا گیا ہے، اس کا عمامہ اور ردا لوٹی گئی ہے"۔

پھر بی بی کو غش آ گیا۔

زیارت ناحیہ میں اس واقعہ کا منظر یوں بیان کیا گیا ہے:

فلما نظرن النساء الی جوادك مخزیا والسرج علیه ملویا خرجن من الخدور ناشرات الشعور علی الخدود لا طمات وللوجوہ سافرات وبالعویل داعیات وبعد العز مذللات والی مصرع الحسین مبادرات

"جب بیبیوں نے گھوڑے کو پریشان حال دیکھا، اس کی زین اُلٹی ہوئی تھی تو تمام خواتین خیام سے کھلے بالوں سے باہر آ گئیں۔ اپنے چہروں کو پیٹ رہی تھی اور واویلا کر رہی تھیں اور

Presented by Ziaraat.Com

عزت کے بعد پریشان حالی میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی
قتل گاہ کی طرف دوڑ رہی تھیں"۔

مقتل مقرم، ص ۳۵۸ میں بیبیوں کی حالت کو نظم کے انداز میں یوں بیان کیا گیا
ہے:

فواحدۃ تحنو علیہ تضمہ — وأخریٰ علیہ بالرداء تظلل
وأخریٰ بفیض النحر تصبغ وجهها — وأخریٰ تفدیه وأخریٰ تتبل
وأخریٰ علی خوف تلوذ بجنبه — وأخریٰ لما قد نا لها لیس تعقل

"کوئی بی بی حسینؑ پر جھکی ہوئی تھی اور اسے سینہ سے لگا رہی تھی
اور کوئی بی بی حسینؑ کی لاش پر اپنی چادر کا سایہ بنا رہی تھی۔ کوئی
بی بی حسینؑ کے خون سے اپنے چہرے کو خضاب کر رہی تھی۔
کوئی اس پر قربان ہو رہی تھی اور کوئی بوسے لے رہی تھی۔ اور کوئی
بی بی خوف کے مارے حسینؑ کے پہلو میں اپنے آپ کو بچا رہی تھی
اور کسی بی بی کے مصائب کی وجہ سے اوسان خطا ہو رہے تھے"۔

ناسخ، جلد ۲/۳ میں حضرت اُم کلثومؑ کی زبانی یہ اشعار منقول ہیں:

مصیبتی فوق أن ارثی بأشعاری — وأن یحیط بها علمی وأفکاری
شرقت بالکأس فی أخ فجعت به — وکنت من قبل ارعی کل ذی جار
فالیوم انظره بالترب منجدلا — لولا التحمل طاشت فیه أفکاری
کأن صورته فی کل ناحیة — شخص یلائم أوهامی وأخطاری
جاء الجواد فلا أهل بمقدمه — الا بوجه حسین طالب ثاری
ما للجواد طاه الله من فرس — أن لا یجندل دون الضیغم الضاری
یانفس صبراً علی الدنیا ومحنتها — هذا الحسین الی رب السمآء ساری

Presented by Ziaraat.Com

"میری مصیبت اس سے کہیں زیادہ ہے کہ اس کا مرثیہ اشعار سے کروں یا میرا علم اور میرے افکار اس کا احاطہ کرسکیں۔ میں اپنے بھائی کو خاک پر گرا ہوا دیکھ رہی ہوں۔ اگر بُردباری شاملِ حال نہ ہوتی تو میں سرگرداں ہو جاتی۔

اے جانِ عزیز! مصائب دنیا پر صبر کر۔ امام حسینؑ پروردگار کی طرف سفر کر چکے ہیں۔ جب اہلِ حرم نے یہ کلمات سنے اور شکستہ زین گھوڑے کو دیکھا اور اس کی کٹی ہوئی لگام کو دیکھا تو چہروں پر طمانچے مارے اور اپنے چہروں کو زخمی کیا۔ گریبان چاک کیے اور یہ بین کیے:

وامحمداہ، واعلیاہ، واحسناہ ، واحسیناہ ، الیوم مات محمد المصطفٰی الیوم مات علی المرتضٰی الیوم ماتت فیہ فاطمۃ الزہراء

"ہائے محمدؐ، ہائے علیؑ، ہائے حسنؑ، ہائے حسینؑ! آج محمد مصطفیٰؐ کی وفات ہوئی۔ آج علی مرتضیٰؑ کی وفات ہوئی اور آج حضرت فاطمہ زہراؑ کی وفات ہوئی"۔

حضرت اُم کلثومؑ نے حضرت زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا کی طرف اشارہ کیا اور رو رو کر یہ اشعار پڑھے:

لقد حملتنا فی الزمان نوائبہ ومزقنا انیابہ ومخالبہ

وأجنا علینا الدھر فی دار غربۃ ودبت بما نحتشی علینا عقاربہ

وأفجعنا بالاقربین وشتت یداہ لنا شملا عزیزاً مطالبہ

واو دی أخی والمرتجی لنوائبی وعمت رزایاہ وجلت مصائبہ

حسین لقد أمسی به الترب مشرفاً — وأظلم من دون الاله مذاهبه
لقد حل بی منه الذی لو یسیره — أناخ علی رضوی تداعت جوانبه
ویحزننی أن أعیش وشخصه — مغیب وفی تحت التراب ترائبه
فکیف یعزی فاقد شطر نفسه — فجانبه حی وقد مات جانبه
فلم یبق لی رکن ألوذ برکنه — اذغالنی فی الدهر مالا أغالبه
تمزقنا أیدی الزمان وجدنا — رسول الله الذی عم الانام مواهبه

''زمانہ کے نیش و چنگال نے ہمیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور ہماری جمیعت کو منتشر کر دیا۔ جو مصیبت مجھ پر ٹوٹی اس کا تھوڑا سا حصہ کوہِ رضوی پر آتا تو وہ بھی ٹوٹ جاتا۔ میرا بھائی شہید ہو گیا ہے اور اب میرے لیے کوئی پناہ گاہ باقی نہیں رہی''۔

ناسخ، جلد ۳/۵ پر مرقوم ہے کہ عبداللہ بن قیس کا بیان ہے کہ میں گھوڑے کو دیکھتا رہا کہ وہ کیا کرتا ہے۔ اچانک وہ بھاگا بھاگا آیا اور فرات میں اپنے آپ کو ڈال دیا۔

بعض علماء بیان کرتے ہیں: جب قائم آلِ محمدؐ کا ظہور ہوگا تو ذوالجناح نمودار ہوگا۔ عبداللہ بن قیس راوی ہیں کہ صفین میں معاویہ نے فرات کے گھاٹ پر قبضہ کر لیا تھا اور حضرت علیؑ کے لشکر کے لیے پانی بند کر دیا تھا۔

امام حسین علیہ السلام نے مجاہدین کی ایک جماعت کے ساتھ گھاٹ کا قبضہ چھڑایا جس کی وجہ سے حضرت علیؑ کے لشکر کے لیے پانی بند کر دیا تھا۔ امام حسین علیہ السلام نے مجاہدین کی ایک جماعت کے ساتھ گھاٹ کا قبضہ چھڑایا، جس کی وجہ سے حضرت علیؑ کی پیاسی فوج کو پانی پینا نصیب ہوا۔

امام حسین علیہ السلام کی اس کامیابی کے موقع پر امیر المومنین علی علیہ السلام نے

Presented by Ziaraat.Com

فرمایا: میرا یہ فرزند کربلا میں شہید کیا جائے گا۔ میرا یہ بیٹا پیاسا شہید کیا جائے گا۔ اس کا گھوڑا ہمہمہ کرے گا اور الظلیمۃ الظلیمۃ کی آوازیں دے گا۔ جو لوگ فرزندِ پیغمبرؐ کو قتل کریں گے وہ قرآن بھی پڑھتے ہوں گے۔

اس وقت امیرالمومنینؑ نے یہ اشعار پڑھے تھے:

ارى الحسين قتيلا قبل مصرعة   علماً يقيناً بان يبلى بأسرارى
اذ كل نفس أو غير ذى نفس   كل الى أجل يجرى ومقدار
فما أمر رهان أعنبر وجلا   ولاارى اليوم صفواً بعد امرار

''یعنی ہر جان دار اور بے جان ایک معین مہلت رکھتا ہے۔ میں حسینؑ کو اس کے قتل ہونے سے پہلے ہی مقتول دیکھ رہا ہوں''۔

تاریخ کے محشی لکھتے ہیں: اس نظم کا پانچواں مصرعہ ناقص دکھائی دیتا ہے۔

منتخب طریحی، ص ۴۶۵ پر مرقوم ہے: جب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو ذوالجناح نے ہمہمہ شروع کر دیا۔ عمر سعد نے کہا: اس گھوڑے کو پکڑو۔ یہ رسولؐ خدا کے بہترین گھوڑوں میں سے ایک ہے۔

لوگوں نے اسے پکڑنے کی کوشش کی لیکن جو بھی اس کے نزدیک جاتا وہ اسے دولتیاں رسید کرتا اور دانتوں سے کاٹتا تھا۔ اس نے کئی افراد کو اپنے دانتوں سے پکڑ کر زمین سے گرایا اور کئی لوگوں کو لاتوں سے مارا۔

عمر سعد نے آواز دی: اسے مت پکڑو، دیکھو یہ کیا کرتا ہے؟

چنانچہ جب پکڑنے والے دُور چلے گئے اور گھوڑے کو یقین ہو گیا کہ اب وہ آزاد ہے تو پھر میدانِ کربلا میں ہر حسینی شہید کی لاش پر گیا۔ آخر میں امام حسینؑ کی لاش پر آیا۔ آپؑ کی خوشبو سونگھی اور اپنے چہرے اور بالوں کو آپؑ کے خون سے خضاب کیا

Presented by Ziaraat.Com

اور پسرِ مُردہ ماں کی طرح سے گریہ کرنے لگا۔اس کا یہ حال دیکھ کر فوج نے تعجب کیا۔
بعدازاں وہ خیامِ اہلِ بیتؑ کی طرف روانہ ہوا۔ اس وقت پورا بیابان اس کی چیخوں سے لرز رہا تھا۔

جب گھوڑے کی آواز حضرت زینبؑ نے سنی تو انھوں نے بی بی سکینہؑ سے فرمایا: جا کر دیکھو، کہیں تمہارے بابا پانی تو نہیں لائے۔

حضرت سکینہؑ مقنعہ اُوڑھ کر درِ خیمہ پر آئیں۔ دیکھا کہ گھوڑا اکیلا ہے، اُس وقت بی بی سکینہؑ نے رو رو کر کہا: خدا کی قسم! میرے والد شہید ہو گئے ہیں۔

حضرت زینبؑ کی چیخیں بلند ہوئیں۔ تمام پردہ دار بیبیاں چہرے پیٹتے ہوئے اور گریبان چاک کیے ہوئے خیام سے باہر آئیں اور وامحمداہ واعلیاہ وافاطمتاہ واحسناہ واحسیناہ کے دلخراش بَین کیے۔

مقتل مقرم، ص ۳۵۹ میں مرقوم ہے کہ شاہزادی زینبؑ کبریٰ نے بَین کرتے ہوئے فرمایا:

وا أخاہ واسیدہ وأھل بیتاہ لیت السماء اطبقت علی الارض ولیت الجبال تدکدکت علی السھل

"ہائے میرا بھیا، ہائے ہمارے سردار، ہائے میرے اہلِ بیتؑ کا اُجڑنا، کاش! آسمان زمین پر گر پڑتا۔ اے کاش! پہاڑ بیابانوں پر ٹوٹ پڑتے"۔

حضرت زینبؑ مقتل میں گئیں۔ دیکھا کہ حسینؑ تڑپ رہے تھے اور عمر سعد یہ منظر کھڑا دیکھ رہا تھا۔

بی بی نے اسے خطاب کر کے کہا: حسینؑ تڑپ رہے ہیں اور تو کھڑا نظارہ کر رہا ہے؟

Presented by Ziaraat.Com

بی بیؑ کا طعنہ سن کر ملعون نے منہ پھیر لیا اور اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی۔

بی بیؑ نے فرمایا: ویحکم أما فیکم مسلم "تباہ ہو جاؤ کیا تمہارے اندر کوئی مسلمان موجود نہیں ہے"؟

کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔

ذوالجناح کا ذکر خدا نے موسیٰؑ سے بھی کیا تھا

بحارالانوار، جلد۴۴/ ۳۰۸ میں ایک حکایت مرقوم ہے جس کا ماحاصل یہ ہے:

ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے کوئی حاجت طلب کی تو خدا نے فرمایا: موسیٰؑ! میں تمہاری ہر درخواست قبول کروں گا، اپنی حاجت بیان کرو۔

حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا: خدایا! فلاں اسرائیلی نے گناہ کیا ہے، اب وہ تجھ سے بخشش کا طلب گار ہے، اسے معاف کر دے۔

خدا نے فرمایا: موسیٰؑ! جو بھی گناہ گار مجھ سے معافی طلب کرے، میں اسے معاف کروں گا لیکن قاتلِ حسینؑ کو معاف نہیں کروں گا۔

حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا: خدایا! حسینؑ کون ہے؟

خطاب ہوا: اس کا ذکر کوہِ طور پر میں نے پہلے تجھ سے کیا تھا۔

حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا: خدایا! اس کا قاتل کون ہوگا؟

خدا نے فرمایا: اس کے نانا کی ظالم اور سرکش اُمت، اسے سرزمین کربلا میں قتل کرے گی۔ اس کا گھوڑا ہنہنہ کرتا ہوا کہے گا:

الظلیمة الظلیمة من اُمة قتلت ابن بنت نبیها

"فریاد فریاد اس اُمت سے جس نے اپنے نبیؐ کے نواسے کو شہید کیا ہے"۔

Presented by Ziaraat.Com

اور اسے قتل کر کے خاک پر ڈال دیا جائے گا اور اس کا لباس اُتارا جائے گا اور اس کے اہلِ حرم کو قید کر کے شہر بہ شہر پھرایا جائے گا اور اس کے دوستوں کو قتل کیا جائے گا۔ ان کے سر نوکِ نیزہ پر چڑھائے جائیں گے اور حسینؑ کے اطفال پیاس سے مریں گے۔ بڑوں کی پیاس کی وجہ سے حالت غیر ہوگی۔ حسینؑ مدد طلب کرے گا، لیکن کوئی اس کی مدد نہیں کرے گا اور حسینؑ پناہ تلاش کرے گا، لیکن اسے کہیں پناہ نہ ملے گی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام رونے لگے اور عرض کیا: خدایا! حسینؑ کے قاتل کی سزا کیا ہوگی؟

خداوند عالم نے فرمایا: میں اسے دوزخ میں وہ عذاب دوں گا جس سے تمام دوزخی پناہ طلب کریں گے۔ قاتلوں پر میری طرف سے رحمت نہ کی جائے گی اور حسینؑ کے نانا کی شفاعت ان کے شاملِ حال نہ ہوگی۔ اگر حسینؑ کے مرتبہ کا پاس نہ ہوتا تو میں انھیں زمین میں دھنسا دیتا۔

حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا: خدایا! میں ان ظالموں سے بیزاری کا اعلان کرتا ہوں، اور جو ان کے افعال پر راضی ہوا اس سے بھی اپنی برأت کا اظہار کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: موسیٰؑ! حسینؑ کے پیروکاروں کے لیے میں اپنی رحمت لکھ دوں گا۔ تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ جو بھی مصائبِ حسینؑ پر روئے یا رُلائے تو میں اس کے بدن پر آتشِ دوزخ کو حرام کر دوں گا۔

حضرتؑ کا لباس اور اسلحہ لوٹنے والے کون تھے؟

انگوٹھی

ناسخ، جلد ۳/ ۹، بحار، جلد ۴۵/ ۵۸، لہوف مترجم، ص ۱۳۰، ابن نما، ص ۷۶، تمقام، ص ۲۶۸، مقرم، ص ۳۶۰، لواعج، ص ۱۹۲ اور نفس المہموم، ص ۳۷۳ کی روایات کا

Presented by Ziaraat.Com

ماحصل یہ ہے: حضرتؑ کی انگوٹھی بجدل بن سلیم کلبی نے اُتاری تھی اور اس بے حیا نے انگوٹھی کے ساتھ آپؑ کی انگلی بھی قطع کی تھی۔

لہوف میں مرقوم ہے کہ امیر مختارؒ نے اسے گرفتار کرایا اور اس کے ہاتھ پاؤں کٹوا کر میدان میں پھینک دیا تھا جس سے وہ تڑپ تڑپ کر مرا۔

یہ انگوٹھی اُس انگوٹھی کے علاوہ تھی جو آپؑ کو رسولؐ خدا سے میراث میں ملی تھی۔

میراث نبوت و امامت میں ملنے والی انگوٹھی کے متعلق نفس المہموم، ص ۳۷۳ میں امالی صدوق کے حوالے سے مرقوم ہے کہ محمد بن مسلم کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: امام حسینؑ کی انگشتری کون لے گیا تھا؟ کیونکہ میں نے سنا ہے کہ حضرت کی انگوٹھی بھی ظالموں نے اُتار لی تھی۔

آپؑ نے فرمایا: جو کچھ لوگوں کا گمان ہے، ایسا نہیں ہے۔ امام حسین علیہ السلام نے امام سجاد علیہ السلام کو اپنا وصی قرار دیا تھا اور اپنی انگشتری ان کی انگشت میں پہنائی تھی اور امر امامت ان کے سپرد کیا تھا۔ وہ انگوٹھی دراصل رسولؐ خدا نے امیر المومنینؑ کو پہنائی تھی اور امیر المومنینؑ نے امام حسنؑ کو اور امام حسنؑ نے امام حسینؑ کو پہنائی تھی۔ امام حسینؑ نے حضرت سجادؑ اور حضرت سجادؑ نے میرے والدؑ کو عطا کی تھی اور میرے والد نے وہ انگشتری میرے سپرد کی تھی۔ وہ انگوٹھی میرے پاس ہے اور میں جمعہ کے دن اسے پہن کر نماز پڑھا کرتا ہوں۔

راوی کا بیان ہے: جمعہ کے دن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس گیا تو میں نے دیکھا کہ آپؑ نماز میں مصروف تھے۔ پھر جب آپؑ نماز سے فارغ ہوئے تو آپؑ نے مجھ سے ہاتھ ملایا۔ اس میں وہ انگوٹھی موجود تھی اور اس کے نگینہ پر یہ عبارت درج تھی: لا الٰہ الا اللّٰہ عدۃ بلقاء اللّٰہ۔

آپؑ نے فرمایا: یہ میرے دادا حضرت امام حسین علیہ السلام کی انگوٹھی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

بُرنس کا تذکرہ ٹوپی کے ضمن میں کیا جائے گا۔

بند زیر جامہ (کمر بند)

مقتل خوارزمی، جلد۲/۱۰۲ پر مرقوم ہے: ایک شخص کو لوگوں نے دیکھا کہ اس کے ہاتھ پاؤں نہیں تھے اور وہ آنکھوں سے اندھا تھا اور وہ کہہ رہا تھا: خدایا! مجھے دوزخ سے امان دے۔

لوگوں نے کہا: اگر تو نے کوئی جرم کیا ہے تو خدا نے تجھے اس کی دنیا میں سزا دے دی ہے، اب وہ تجھے آخرت میں کیا سزا دے گا؟

اس نے کہا: میں اس جماعت میں شامل تھا جنھوں نے امام حسینؑ سے کربلا میں جنگ کی تھی۔ جب حضرتؑ شہید ہو گئے تھے تو میں نے دیکھا کہ انھوں نے اچھا زیر جامہ اور اچھا کمر بند باندھا ہوا تھا۔

میرے دل میں یہ خیال آیا کہ اس کمر بند کو کسی طرح سے حاصل کروں۔ چنانچہ اس مقصد کے لیے امام حسینؑ کی لاش کے قریب آیا اور میں نے آپؑ کا کمر بند کھولنا چاہا لیکن آپؑ کا دایاں ہاتھ کمر بند پر آ گیا۔ میں نے ہاتھ ہٹانے کی بڑی کوشش کی لیکن میری ہر کوشش رائیگاں چلی گئی۔ میں نے تلوار اُٹھائی اور آپؑ کا بازو کاٹ دیا۔ پھر میں نے کمر بند اُتارنے کا ارادہ کیا تو آپؑ کا بایاں ہاتھ کمر بند پر آ گیا۔ میں نے اسے ہٹانے کی پوری کوشش کی لیکن آپؑ کا ہاتھ نہ ہٹا۔ میں نے پھر تلوار کا ٹکڑا اٹھایا اور میں نے آپؑ کا بایاں ہاتھ قطع کیا۔ اس وقت، جب میں نے یہ ظلم کیا تو زمین پر زلزلہ آ گیا۔ میں خوف کے مارے امامؑ کی لاش کو چھوڑ کر مقتولین کے اجساد کے درمیان آ کر چھپ گیا۔ وہاں مجھے نیند آ گئی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان کا دروازہ کھلا اور نور کی عماری نازل ہوئی۔ مجھے یوں لگا جیسا کہ رسولؐ خدا، علی مرتضیٰؑ اور حسنؑ مجتبیٰ آئے ہوں۔ ان کے ساتھ حضرت فاطمہؑ بھی شامل تھیں۔

Presented by Ziaraat.Com

آنے والوں کے لیے حسینؑ کا سر لایا گیا۔ بی بی فاطمہؑ نے اپنے فرزند کے سر کا بوسہ لیا اور فرمایا: فرزند! خدا انھیں قتل کرے جنھوں نے تجھے شہید کیا۔

مجھے یوں لگا کہ حسینؑ نے کہا: امی جان! شمر نے میرا سر کاٹا تھا اور میرے دو ہاتھ اس نے کاٹے ہیں جو کہ سویا ہوا ہے۔ پھر امام حسینؑ نے میری طرف اشارہ کیا۔ اس وقت حضرت فاطمہ زہراؑ نے مجھے بددعا دی اور کہا: خدا تیرے دونوں ہاتھ قطع کرے اور تجھے اندھا بنائے اور تجھے دوزخ میں ڈالے۔

میں نیند سے بیدار ہوا تو میں نابینا تھا اور میرے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے تھے۔ بی بی کی تین میں سے دو بددعائیں تو اسی وقت قبول ہو گئی تھیں۔ اب صرف تیسری بددعا باقی ہے اور مجھے یقین ہے کہ جیسے ہی مروں گا، دوزخ میں جاؤں گا۔

پیراہن

ناسخ، جلد ۳/۸، ابن نما، ص ۷۶، تذکرۃ الخواص، ص ۲۶۴، مناقب ابن شہر آشوب، جلد ۴/۱۱۱، اور بحار، جلد ۴۵/۵۷ کے بیانات کا خلاصہ یہ ہے: آپؑ کا پیراہن اسحاق بن حیوۃ حضرمی نے لوٹا تھا۔

(وضاحت: تذکرہ اور ابن نما میں اس ظالم کا نام اسحاق بن حویہ حضرمی اور مناقب میں اس کا نام اسحاق بن حوی بیان کیا گیا ہے)۔

اس نے آپؑ کا پیراہن پہنا تو وہ قدرت خداوندی سے مبروص ہو گیا۔ اس کے سر اور ڈاڑھی کے تمام بال گر گئے۔ اس پیراہن پر تیروں، تلواروں اور نیزوں کے ایک سو دس سے زیادہ نشانات موجود تھے۔

مجالس السنیہؒ، جلد اوّل/۱۴۵ میں لکھا ہے کہ حضرتؑ کا پیراہن اسحاق بن حویہ کے بھائی نے لوٹ کر پہنا تھا۔ اس کی شکل بدل گئی، اس کے تمام بال گر گئے اور وہ برص میں مبتلا ہو گیا۔

Presented by Ziaraat.Com

زرہ

ناسخ، جلد۲/۹، بحار، جلد ۴۵/۵۷، لہوف مترجم، ص ۱۳۰، قمقام، ص ۳۶۸، ابن نما، ص ۷۶ اور مقتل خوارزمی، جلد۲/۳۷ کے بیانات کا خلاصہ یہ ہے: روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سید الشہداؑ نے روزِ عاشورا دو زرہیں پہنی تھیں: ایک کو "زرہ بتراء" کہا جاتا ہے وہ قیمتی اور بلند زرہ تھی۔ یہ زرہ عمر سعد نے لے لی تھی۔ جب امیر مختارؓ نے اسے قتل کیا تو انہوں نے وہ زرہ عمر سعد کے قاتل ابو عمرہ کو انعام میں دی تھی۔ دوسری زرہ کو مالک بن نسر کندی (مالک بن نسیر بروایت خوارزمی) نے لوٹا تھا اور وہ دیوانہ ہوگیا تھا۔

زیر جامہ

ناسخ، جلد۳/۸، تذکرۃ الخواص سبط ابن جوزی، ص ۲۶۴، بحار، جلد ۴۵/۵۷، لہوف مترجم، ص ۱۳۰، منتخب طریحی، ص ۳۶۵، قمقام، ص ۳۶۸، مقتل خوارزمی، جلد ۲/۳۸ اور مناقب ابن شہر آشوب، جلد۴/۱۱۱ میں مرقوم ہے: حضرت امام حسینؑ کا زیر جامہ ابحر بن کعب تیمی (بحر بن کعب بروایت لہوف، تذکرہ و طریحی) نے لوٹا تھا اور جب اس نے آپؑ کا زیر جامہ استعمال کیا تو وہ دونوں ٹانگوں سے اپاہج ہوگیا اور بقیہ زندگی میں وہ اپنے پاؤں پر کھڑا نہ ہو سکا۔

ایک اور روایت کے مطابق: اس کے ہاتھ خشک ہوگئے۔ گرمیوں میں لکڑی کی طرح سے سخت ہو جاتے تھے اور سردیوں میں ان سے خون اور پیپ بہتی تھی۔

ناسخ، جلد۳/۸ میں لکھا ہے: ابن شہر آشوب نے لکھا ہے: حضرتؑ کا زیر جامہ ابحر بن عمر جرمی نے لوٹا تھا لیکن اس قول کی دوسرے ذرائع سے تائید نہیں ہوتی۔

مؤلف کتاب ہذا کہتا ہے: مناقب کا جو نسخہ ہمارے پاس موجود ہے اس میں

Presented by Ziaraat.Com

دو قول ہیں: پہلا قول یہ ہے کہ زیر جامہ بحیر بن عمر جرمی نے لوٹا تھا اور دوسرا قول یہ ہے کہ ابحر بن کعب تمیمی نے لوٹا تھا۔

تلوار

ناسخ، جلد ۳/ ۹، مناقب، جلد ۴/ ۱۱۱، لہوف مترجم، ص ۱۳۰، مثیر الاحزان ابن نما، ص ۷۶، قمقام، ص ۳۶۸، تذکرۃ الخواص، ص ۲۶۴، بحار، جلد ۴۵/ ۵۸ میں حضرت امام حسینؑ کی تلوار کے متعلق مختلف روایات مرقوم ہیں۔

ایک روایت یہ ہے کہ حضرت امام حسینؑ کی تلوار جمیع بن خلق ازدی نے لوٹی تھی۔ لہوف اور نفس المہموم میں ازدی کی بجائے اودی لکھا ہوا ہے۔

ایک اور روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت امام حسینؑ کی تلوار اسود بن حنظلہ تمیمی نے لوٹی تھی۔ ایک اور روایت کے مطابق یہ جرم قلافس نہشلی نے سرانجام دیا تھا۔

لہوف میں مرقوم ہے: محمد بن زکریا کا قول ہے کہ اس کے بعد وہ تلوار حبیب بن بدیل کی بیٹی کے پاس پہنچی تھی۔

مناقب میں مذکور ہے: امیر مختارؒ نے انہیں آگ میں جلایا تھا۔

لہوف اور ناسخ میں مرقوم ہے: یہ تلوار ذوالفقار کے علاوہ تھی کیونکہ ذوالفقار نبوت و امامت کا ورثہ ہے جو کہ امام زمانہؑ کے پاس محفوظ ہے۔

عمامہ

ناسخ، جلد ۳/ ۸، تذکرۃ الخواص، ص ۲۶۴، منتخب طریحی، ص ۳۶۵، مثیر الاحزان ابن نما، ص ۷۶، قمقام، ص ۳۶۸، بحار، جلد ۴۵/ ۵۷، مقتل خوارزمی، جلد ۲/ ۳۷، مناقب، جلد ۴/ ۱۱۱ اور لہوف، ص ۱۳۰ پر مرقوم ہے: سید الشہداء امام حسینؑ کا عمامہ اخنس بن مرثد بن علقمہ نے لوٹا تھا اور طریحی لکھتے ہیں: ابجش بن یزید نے آپؑ کا عمامہ لوٹا تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

ایک اور روایت میں بیان کیا گیا ہے: جابر بن یزید اودی نے وہ دستار سر پر باندھی تھی اور وہ دیوانہ ہوگیا تھا۔ ایک اور روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ اسے جذام کا مرض لاحق ہوگیا تھا۔

قطیفہ (مخمل کا کپڑا)

خوارزمی لکھتے ہیں: قطیفہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی ملکیت تھا۔ آپؑ اس پر بیٹھا کرتے تھے۔ ناسخ، جلد ۳/ ۸، لہوف مترجم، ص ۱۳۰، مثیر الاحزان ابن نما، ص ۷۶، مناقب ابن شہر آشوب، جلد ۴/ ۱۱۱، تذکرۃ الخواص، ص ۲۶۴، مقتل خوارزمی، جلد ۲/ ۳۸، بحار، جلد ۴۵/ ۵۸، ۶۰، قمقام، ص ۳۶۸ پر مرقوم ہے: حضرت امام حسینؑ کا قطیفہ خزیعنی مخمل کا تھا۔ قیس بن اشعث نے اسے لوٹا تھا۔ اسی لیے لوگ اسے قیس القطیفہ کہتے تھے۔

خوارزمی لکھتے ہیں: اسے جذام کی بیماری لگ گئی تھی۔ اس کے اہلِ خانہ اس سے دُور رہتے تھے اور انھوں نے اسے گھر سے اُٹھا کر اروڑی پر ڈال دیا تھا۔ ابھی وہ زندہ تھا کہ کتے اس کا گوشت نوچ کر کھاتے تھے۔

ٹوپی

ناسخ، جلد ۳/ ۸، ابن نما، ص ۷۶ اور تذکرۃ الخواص، ص ۲۶۴ پر مرقوم ہے: حضرت امام حسین علیہ السلام کی ٹوپی مخمل کی تھی، جسے مالک بن بشر کندی نے لوٹا تھا۔ تذکرہ اور ابن نما کے مطابق اس کا نام مالک بن بشیر کندی تھا۔

کمان

ناسخ، جلد ۳/ ۹ میں مناقب کے حوالے سے مرقوم ہے: حضرت مولا حسینؑ کی

Presented by Ziaraat.Com

کمان اور کچھ دیگر اشیاء کو رحیل بن خیثمہ جعفی، ہانی بن شبیت حضرمی اور جریر بن مسعود نے لوٹا تھا، جب کہ ثعلبہ بن اسود اوسی نے حضرتؑ کی نعلین لوٹی تھی۔

لباس

ناسخ، جلد ۳/۸ اور مناقب، جلد ۴/۱۱۱ پر مرقوم ہے: حضرت امام حسینؑ کے کپڑے جعونہ بن حویہ حضرمی نے لوٹے تھے اور اس نے آپؑ کے کپڑے پہنے تو اس کی شکل بدل گئی، اس کے بال گر گئے اور اسے برص کا مرض لاحق ہو گیا۔

تاراجی خیام

ناسخ، جلد ۳/۱۰ اور منتخب طریحی، ص ۴۶۸ میں خیام کی غارت گری کا تذکرہ موجود ہے اور لکھا ہے: سید الشہداءؑ کی شہادت کے بعد ابن سعد کی سپاہ نے خیام آل محمدؐ کا رُخ کیا۔ شمر اپنے ساتھ کفار کی جماعت لے کر آیا اور ان سے کہا: خیام میں داخل ہو جاؤ، وہاں تمہیں جو کچھ دکھائی دے اُسے لوٹ لو۔

فوج خیام میں داخل ہوئی تو اہلِ بیتؑ طاہرین نے وامحمداہ، واعلیاہ، واحسناہ، واحسیناہ کے بین شروع کیے۔ یزیدی فوج نے نبی زادیوں کو لوٹنا شروع کر دیا اور مخدراتِ عصمت کے گوشوارے اور دست بند تک اُتار لیے۔ حضرت اُم کلثومؑ کے کانوں میں گوشوارے موجود تھے، ظالموں نے گوشواروں کے لیے آپؑ کے کان چیر دیئے اور اہلِ حرم کی چادریں تک اُتار لی گئیں۔

یزیدی فوج نے خیام آل محمدؐ کو لوٹنے میں ایک دوسرے سے سبقت کی۔ خیام میں جتنا بھی سونا چاندی اور جواہرات تھے، ظالموں نے سب لوٹ لیے۔ اس کے علاوہ جتنے بھی مویشی ساتھ تھے انھیں بھی ظالم اپنے ساتھ لے گئے۔

حمید بن مسلم کا بیان ہے: ہم شمر بن ذی الجوشن کے ساتھ حضرت امام علی بن

Presented by Ziaraat.Com

الحسینؑ کے خیمہ میں آئے۔ اس وقت وہ کمزوری سے نڈھال تھے اور بستر پر لیٹے ہوئے تھے۔ اس وقت چند افراد نے کہا: کیا ہم اس بیمار کو زندہ چھوڑ دیں؟

میں نے کہا: سبحان اللہ! کیا تم بچوں کو ذبح کرتے ہو؟ اس بیمار لڑکے کے ساتھ تمہارا کیا تعلق ہے؟

میں نے مسلسل درخواستیں کیں۔ یہاں تک کہ میں نے امام علیؑ بن الحسینؑ سے ان کے شر کو دور کر دیا۔ امام علی بن الحسینؑ جس کھال کے بستر پر سوئے ہوئے تھے، یزیدی فوج نے وہ کھال تک ان کے نیچے سے کھینچ کر لوٹ لی۔ جب کھال کا بستر کھینچا گیا تو امام سجادؑ منہ کے بل زمین پر گرے۔

حضرت اُم کلثومؑ روئیں اور فرمایا:

أضحكني الدهر وأبكاني ... والدهر ذو صرف والوان
فسل بنا فی تسعة صرعوا ... بالطف اضحوا رهن اكفان
ستة ليس يجاری بهم ... بنوعقيل خير فرسان
والليث عوناً ومعيناً معاً ... فذكرهم جدد احزانی

"گردشِ زمانہ نے مجھے ہنسایا بھی ہے اور رُلایا ہے۔ اولادِ علیؑ کے نوجوان اور اولادِ عقیلؑ کے چھ جوان ہمارے محافظ تھے جو کہ خاکِ کربلا پر پڑے ہوئے ہیں۔ ان کی یاد نے میرے غموں کو تازہ کر دیا ہے"۔

اس وقت عمر بن سعد لعین وہاں پہنچا۔ اہلِ حرم رو رہے تھے۔ ابن سعد نے حکم دیا۔ خواتین کے خیام میں کوئی نہ جائے اور بیمار جوان سے کوئی تعرض نہ کرے اور ان خیام سے کوئی بھی باہر نہ جائے۔

ارشاد مفید، ص ۲۴۲ پر مرقوم ہے: ابن سعد نے ایک جماعت کو مقرر کیا اور کہا:

Presented by Ziaraat.Com

ان خیام میں سے کوئی باہر نہ جائے اور کوئی ان کی بے ادبی نہ کرے۔

نفس المہموم، ص ۳۸۶ میں کامل بہائی کے حوالے سے مرقوم ہے: ابن سعد نے لشکر میں موجود تمام شیوخ کو امام سجادؑ اور خواتین کی حفاظت پر مامور کیا۔ خواتین کی تعداد بیس تھی۔ حضرت سجادؑ کی عمر اس وقت بائیس برس کی تھی اور حضرت محمد باقر علیہ السلام کی عمر چار برس کی تھی۔ خدا نے ان کی حفاظت کی۔

اہل بیتؑ نے ابن سعد سے کہا: تیرے فوجی ہمارا اسباب اور ہماری چادریں تک لوٹ گئے ہیں۔ اپنی فوج سے کہہ کہ وہ ہمارا سامان واپس کریں تاکہ ہم اپنا سر چھپا سکیں۔

ابن سعد نے لشکر سے کہا: لوٹا ہوا سامان واپس کر دو لیکن کسی نے بھی کوئی چیز واپس نہ لوٹائی۔

حضرت اُمِ کلثومؑ نے رو رو کر یہ اشعار کہے:

قفوا ودعونا قبل بعد کما عنا ... وداعاً فلن الجسم من أهلكم مضنى
قد نقصت منى الحياة وأصبحت ... على فجاج الارض من بعدكم سجنا
سلام عليكم ما أمر فراقكم ... فيا ويلنا من قبل ذا اليوم قد متنا
وانى لارثى للغريب واننى ... غريب بعيد الدار والاهل والمغنى
اذ طلعت شمس النهار ذكرتكم ... وان غربت جددت من أجلكم حزنا
لقد كان عيشي بالاحبة صافياً ... وما كنت أدرى أن صبحتنا تفنى
زمان نعما فيه حتى اذا انقضى ... بكينا على أيامنا بدم أقنى
فوالله قد ضاق اشتياقى اليكم ... ولم يدع التفنيض لى بعدكم حتفا
وقد بار حتنى لوعة البين والاساء ... وقد صرت لى دون الخلق مفزعاً سنا
وقد رحلوا عنى أحبة خاطرى ... فما أحد منهم على غربتى حنا
عسى ولعل الدهر يجمع بيننا ... ويرجع أيام الهنا مثل ما كنا

Presented by Ziaraat.Com

''رُک جاؤ اور دُور جانے سے قبل ہم سے وداع کرلو کیونکہ ہمارے بدن تمہارے مصائب پر رنج وغم میں مبتلا ہیں۔ میری تو زندگی ہی ٹوٹ کر رہ گئی ہے، زمین کی وسعتیں میرے لیے زندان بن چکی ہیں۔ تم پر سلام ہو، تمہارا فراق انتہائی تلخ ہے۔ ہائے کاش! ہم اس سے قبل مر گئے ہوتے۔ میں غریبوں کی نوحہ سرائی کر رہی ہوں۔ جب کہ میں خود غریب اور وطن و خاندان سے دُور ہوں۔ جب سورج چمکتا ہے تو میں تمہیں یاد کرتی ہوں اور جب سورج غروب ہوتا ہے تو میرا غم تمہاری وجہ سے تازہ ہو جاتا ہے۔

کل تک تم پیاروں کی وجہ سے میری زندگی خوش گوار تھی۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ ہماری رفاقت ختم ہو جائے گی۔ کیا ہی اچھا زمانہ تھا جب وہ وقت چلا گیا تو ہم اپنے مقدر پر خون کے آنسو روئے۔ خدا کی قسم! تمہارے اشتیاق میں اضافہ ہوا ہے۔ زیادہ رونے نے تمہارے بعد گلے کی گھٹن باقی نہیں چھوڑی۔ سوزشِ جدائی نے دُور کر دیا اور پناہ گاہ اور مددگار و یاور کے لحاظ سے میں لوگوں سے پست ہو گئی ہوں۔

میرے پیارے مجھ سے دُور چلے گئے۔ کسی نے بھی میری غربت پر گریہ نہ کیا۔ امید ہے کہ شاید زمانہ ہمیں کسی دن اکٹھا کر دے اور حالات پہلے کی مانند ہو جائیں''۔

منتخب طریحی، ص ۴۶۸، ناسخ، جلد ۱۳/۳ کے علاوہ یزدی نے طریحی کے حوالے سے لکھا ہے: عقیلہ کبریٰ حضرت زینب خاتون سلام اللہ علیہا نے فرمایا: جب ابن

Presented by Ziaraat.Com

سعد نے خیام لوٹنے کا حکم دیا تو اس وقت میں در خیمہ پر کھڑی تھی۔ اتنے میں نیلی آنکھوں والا ایک شخص خیمہ میں داخل ہوا جو کچھ خیمہ میں تھا، اس نے لوٹ لیا اور جو کچھ میں نے زیورات پہنے ہوئے تھے۔ اس نے وہ بھی لوٹ لیے۔

اس کی نظر حضرت امام زین العابدینؑ پر پڑی جو کہ بیمار تھے اور چرمی بستر پر لیٹے ہوئے تھے۔ اس نے ان کے نیچے سے وہ بستر گھسیٹا اور انھیں زمین پر پھینک دیا۔ پھر وہ میرے قریب آیا اور اس نے میرے سر سے چادر کھینچی اور میرے کان سے دو گوشوارے اُتارے۔ وہ لعین ہمیں لوٹ بھی رہا تھا اور رُو بھی رہا تھا۔

میں نے اس سے کہا: خدا تجھ پر لعنت کرے، ہمیں لوٹتا بھی ہے اور ہمارے سروں سے چادریں بھی اُتارتا ہے اور اس کے باوجود رو بھی رہا ہے؟!

اس نے کہا: میں آپؑ کے مصائب پر روتا ہوں۔

بی بی کو جلال آیا اور فرمایا: خدا تیرے ہاتھ پاؤں قطع کرے اور آتش دوزخ سے پہلے خدا تجھے دنیا کی آگ میں جلائے۔

راوی کا بیان ہے: حضرت سیدہؑ کی بددعا اس کے حق میں پوری ہوئی۔ جب امیر مختار کی حکومت قائم ہوئی تو انہوں نے اس کے ہاتھ پاؤں کٹوائے اور اسے آگ میں جلوا دیا۔

حضرت فاطمہؑ دختر امام حسینؑ سے منقول ہے کہ اس دن میں پریشان حال ہو کر در خیمہ پر کھڑی تھی اور اس وسیع و عریض صحرا اور دشمن کے لشکر کی کثرت کو دیکھ رہی تھی۔ میں دیکھ رہی تھی کہ میرے والد، بھائی، رشتہ دار اور میرے والد کے اصحاب قربانی کے گوسفندوں کی طرح سے ذبح ہوئے پڑے تھے۔ میں سوچ رہی تھی کہ میرے والد امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد یہ ظالم ہم سے کیا سلوک کریں گے۔ کیا ہمیں قتل کر دیں گے یا قیدی بنائیں گے۔

Presented by Ziaraat.Com

اتنے میں میں نے ایک سوار کو دیکھا جس کے ہاتھ میں نیزہ تھا اور وہ ہمارے خیام میں داخل ہوا اور وہ نیزے کی انی مخدراتِ عصمت کو مارنے لگا اور وہ اہلِ حرم کے ہاتھوں سے دست بند کھینچنے لگا۔ اس نے اہلِ حرم کے سر سے چادریں تک چھین لیں۔ بے سہارا بیبیاں ایک دوسرے کا سہارا لے کر چیخ رہی تھیں اور وہ یہ کہہ رہی تھیں:

واجداہ ، وابتاہ ، وعلیاہ ، واقلۃ ناصراہ واحسناہ ، اما من مجیر یجیرنا اما من ذائد یذود عنا؟

کوئی ہے جو ہم سے دشمنوں کو دور رکھے؟ جب میں نے یہ ظلم وستم دیکھا تو میرا دل لرزنے لگا اور میرا بدن کانپنے لگا۔ میں خوف وہراس سے دائیں بائیں دیکھنے لگی۔ میری نظریں پھوپھی اُم کلثومؑ پر تھیں۔ اس اثنا میں اس بے حیا نے میرا قصد کیا۔ میں خوف کی وجہ سے دوڑنے لگی۔ اس ظالم نے میرے دو کندھوں کے درمیان نیزے کی انی ماری، میں زمین پر گر پڑی۔ اس نے میرے کانوں سے گوشوارے اس زور سے کھینچے کہ میرے کان پھٹ گئے۔ اس ظالم نے میرے سر سے چادر اُتار لی اور وہ لعین رو بھی رہا تھا۔

میں نے اس سے کہا: اے دشمنِ خدا! رو کیوں رہا ہے؟

اس نے کہا: میں اس لیے رو رہا ہوں کہ میں نے نبی کی بیٹی کی چادر چھینی ہے۔

میں نے کہا: تو پھر چادر واپس کر دے۔ اس لعین نے جواب دیا کہ مجھے خوف ہے کہ کوئی اور لوٹ لے گا۔ یہ کہا اور لوٹ مار میں مصروف رہا۔ ہمارے خیمہ کو لوٹ کر وہ دوسرے خیمہ میں چلا گیا۔

میرے سر اور چہرے سے خون جاری ہوا۔ جب مجھے ہوش آیا تو اس وقت سورج چمک رہا تھا۔ میں نے اپنی پھوپھی کو دیکھا جو میرے قریب بیٹھی رو رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں: بیٹی! اٹھو، دیکھیں کہ باقی مستورات پر کیا گزری ہے اور تیرے بیمار

Presented by Ziaraat.Com

بھائی کی کیا حالت ہے۔

میں اٹھی اور میں نے پھوپھی سے کہا: پھوپھی جان! اگر آپؑ کے پاس کوئی کپڑا ہے تو مجھے دیں تاکہ نامحرموں سے اپنے آپ کو چھپاؤں؟

میری پھوپھی نے رو کر کہا: عمتك مثلك، "تیری پھوپھی بھی تجھ جیسی ہے"۔

جب میں نے پھوپھی پر نظر کی تو ان کے سر پر بھی چادر موجود نہ تھی اور نیزوں اور تازیانوں کی وجہ سے ان کا بدن سیاہ ہو چکا تھا۔

پھر میں پھوپھی کے ساتھ چلی، ہم جس بھی خیمہ میں گئیں تو ہر خیمہ لٹ چکا تھا اور میرے بھائی امام علی بن الحسینؑ منہ کے بل زمین پر لیٹے ہوئے تھے اور بھوک، پیاس اور بیماری کی وجہ سے ان میں اُٹھنے کی سکت نہ تھی۔ ہم نے ان کے حال پر گریہ کیا۔ انہوں نے ہماری بے کسی پر آنسو بہائے۔

بحار، جلد ۴۵/ ۵۸ میں حمید بن مسلم سے منقول ہے کہ میں نے دیکھا: قبیلہ بکر بن وائل کی ایک عورت اپنے شوہر کے ہمراہ آئی ہوئی تھی۔ اس کا شوہر عمر بن سعد کے لشکر میں شامل تھا۔

جب فوج یزید خیام لوٹنے کے لیے اندر داخل ہوئی تو وہ بی بی تلوار لے کر خیام کی طرف روانہ ہوئی اور اس نے آواز دے کر کہا: اے خاندان بکر بن وائل! دیکھو رسولؐ خدا کی بیٹیوں کو لوٹا جا رہا ہے اور ان کی چادریں تک لوٹی جا رہی ہیں۔ حکومت کا حق صرف خدا کو حاصل ہے۔ آلِ رسولؐ کے خون کا انتقام لینے والے کہاں ہیں؟

اس کا شوہر آیا اور اس کا بازو پکڑ کر اپنے خیمہ میں لے گیا۔

امام مظلوم کربلاؑ کے جسمِ اطہر کی پامالی

جلاء العیون، ص ۵۸۱، مقاتل الطالبین، ص ۷۹، مہیج الاحزان یزدی، ص ۲۲۹، طریحی، ص ۳۶۶، ابن نما، ص ۷۸، مقتل ابی مخنف، ص ۳۷۶، اسرار الشہادۃ دربندی، ص ۴۳۸،

Presented by Ziaraat.Com

ارشاد مفید، ص ۲۴۲، لواعج، ص ۱۹۴، خوارزمی، جلد ۲/ ۳۸، مقتل مقرم، ص ۳۸۹، بحار، ۴۵/ ۵۹ میں پامالی کا واقعہ مذکور ہے۔

ہم یہ واقعہ ناسخ، جلد ۲/ ۹ سے نقل کرتے ہیں۔

عمر بن سعد نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد یہ قیامت خیز اعلان کیا: کوئی ہے جس نے حسینؑ سے بدلہ لینا ہو، تو وہ آئے اور گھوڑوں کی ٹاپوں سے حسینؑ کی کمر اور سینے کو پامال کرے۔

اس اعلان کے بعد دس لعین اس کام کے لیے آمادہ ہوئے۔ ان ملاعین کے نام یہ ہیں:

① اسحاق بن حویہ ② اخنس بن مرثد ③ حکیم بن الطفیل السنبسی ④ عمر بن صبیح صیداوی ⑤ رجاء بن منقذ عبدی ⑥ سالم بن خیثمہ جعفی ⑦ صالح بن وہب جعفی ⑧ واعظ بن ناعم ⑨ ہانی بن ثبیت حضرمی ⑩ اسید بن مالک

ان ملاعین نے گھوڑوں پر زینیں رکھیں اور بدنِ مبارک کو پامال کیا اور ان ظالموں نے سینہ و پشت کی ہڈیوں اور پہلوئے مبارک کو توڑ ڈالا۔ جب یہ جماعت کوفہ پہنچی تو یہ لوگ ابن زیاد کے سامنے گئے۔ ان میں سے اسید بن مالک نے ابن زیاد سے کہا:

نحن رضضنا الصدر بعد الظهر بكل يعبوب شديد الاسر
حتى عصينا الله رب الامر بصنعنا مع الحسين الطهر

''ہم نے حسینؑ کی پشت کے بعد اس کے سینے کو تنومند اور تندرو گھوڑوں سے پامال کیا۔ ہم نے حسینؑ پاک کے ساتھ یہ سلوک کر کے خدا کی نافرمانی کی''۔

ابن زیاد نے کہا: تم کون لوگ ہو؟

Presented by Ziaraat.Com

انہوں نے جواب دیا: ہم وہ ہیں جنھوں نے حسینؑ کے جسم پر گھوڑے دوڑائے تھے اور ہم نے اس کے بدن کو یوں پیس دیا تھا، جیسا کہ چکی کا پتھر آٹے کو پیس دیتا ہے۔

ابن زیاد نے ان لوگوں پر خاص توجہ نہ کی اور انھیں معمولی سا انعام دیا۔

بحار، جلد ۴۵/۶۰ میں ابوعمر اور زاہد سے منقول ہے: جب ہم نے مذکورہ دس افراد کی تحقیق کی تو وہ سب کے سب حرام زادے تھے۔

پامال کرنے والوں کی سزا

تاریخ، جلد ۳/۱۰، بحار، جلد ۴۵/۶۰ اور مثیر الاحزان، ص ۸۷ پر مرقوم ہے: جب امیر مختارؓ کی حکومت قائم ہوئی تو امیر مختارؓ نے انھیں گرفتار کرایا اور حکم دیا: ان کو زمین پر لٹا دیا جائے اور ان کے ہاتھ پاؤں میں آہنی میخیں ٹھونکی جائیں، تا کہ یہ ادھر اُدھر حرکت نہ کرسکیں۔

اس کے بعد حضرت مختار ثقفیؓ نے حکم دیا کہ ان کو گھوڑوں کے ذریعہ سے پامال کر دیا جائے۔ چنانچہ ان تمام ملاعین کو پامال کر دیا گیا۔

کیا واقعی مظلومِ کربلا کے جسم پر گھوڑے دوڑے تھے؟

شیر اور جنابِ فضہؑ کا واقعہ

فاضل دربندی اسرار الشہادۃ، ص ۴۳۹ میں فرماتے ہیں: معلوم ہونا چاہیے کہ علامہ مجلسی نے سید ابن طاؤس کے قول کو جو کہ ان کی کتاب ملہوف میں لکھا ہوا ہے، نقل کیا ہے۔ اس کے بعد انھوں نے فرمایا: جو چیز ہمارے نزدیک قابلِ اعتماد ہے، وہ وہی ہے جو کہ الکافی میں مرقوم ہے کہ فوج یزید اپنے اس ارادے پر عمل نہ کرسکی تھی۔

مؤلف کتاب ہذا عرض کرتا ہے کہ علامہ مجلسی نے الکافی کی جس روایت کی

Presented by Ziaraat.Com

طرف اشارہ کیا ہے وہ الکافی، جلد اوّل/۴۶۵، کتاب الحجت، باب ۱۱۶ یا ۱۱۷ کی آٹھویں حدیث ہے جو کہ ادریس بن عبداللہ اودی (ازدی) سے منقول ہے:

جب امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے اور ابن سعد کی فوج نے جسمِ اطہر کو گھوڑوں سے پامال کرنے کا ارادہ کیا تو جنابِ فضہؑ نے حضرت زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا سے عرض کیا: میری آقا زادی! رسولؐ خدا کا غلام سفینہ[1] سمندر میں سفر کر رہا تھا۔ اس کی کشتی ٹوٹ گئی اور وہ ایک جزیرہ پر اترا۔ اچانک اس نے شیر کو دیکھا تو وہ گھبرا گیا۔ پھر اس نے شیر سے کہا: اے شیر! میں رسولؐ خدا کا آزاد کردہ غلام ہوں۔ جب شیر نے آنحضرتؐ کا نام سنا تو وہ ہمہمہ کرنے لگا اور اس کے آگے چلنے لگا اور اسے آبادی تک پہنچایا۔

میری آقا زادی! یہاں نزدیک ایک شیر رہتا ہے۔ آپؑ مجھے اجازت دیں تا کہ میں اسے جا کر خبر کروں کہ یہ ظالم کل فرزندِ رسولؐ کے بدن کو پامال کرنا چاہتے ہیں۔

بی بیؑ نے حضرت فضہؑ کو اجازت دی۔

حضرت فضہؑ کہتی ہیں: میں صحرا میں گئی تو مجھے شیر دکھائی دیا۔ میں نے اس سے کہا:

---

① سفینہ، رسولؐ اکرم کا غلام تھا، اس کی کنیت ابو عبدالرحمٰن اور اس کا نام قیس تھا۔ (کمافی حاشی الکافی)
اسرار الشہادۃ، ص ۴۴۰ میں مرقوم ہے: رسولؐ خدا کا ایک سیاہ فام غلام تھا۔ وہ سفر میں آنحضرتؐ کا سامان اٹھاتا تھا۔ وہ تنومند شخص تھا، بھاری سامان اٹھا کر بھی نہیں تھکتا تھا۔ رسولؐ خدا نے اسے فرمایا: تو سفینہ یعنی کشتی ہے۔ اس دن سے اس کا نام سفینہ مشہور ہو گیا۔ رحلتِ رسولؐ کے بعد اس نے سمندری سفر کیا۔ اس کی کشتی ٹوٹ گئی اور وہ ایک پھٹے پر سوار ہو کر ایک جزیرہ پر جا لگا۔ وہ اترا، آبادی کی تلاش میں چلنے لگا کہ راستے میں اسے ایک شیر دکھائی دیا۔ سفینہ نے اس سے کہا: اے شیر! میں رسولؐ خدا کا غلام سفینہ ہوں۔ شیر قریب آیا اور آ کر بیٹھ گیا۔ شیر نے اپنی پشت کی طرف اشارہ کیا۔ سفینہ شیر کی پشت پر سوار ہو گیا۔ شیر اسے قریبی آبادی کے قریب لے آیا۔ لوگوں نے اسے شیر پر دیکھا تو تعجب کیا۔ وہاں شیر رُک گیا اور سفینہ اس کی پشت سے نیچے اتر آیا۔ پھر شیر جنگل کی طرف چلا گیا۔

Presented by Ziaraat.Com

اے شیر! بنی اُمیہ کل دن کو امام حسین علیہ السلام کی لاش کو گھوڑوں سے پامال کرنا چاہتے ہیں، آؤ اور حسینؑ کو پامالی سے بچاؤ۔

میں نے دیکھا کہ شیر روانہ ہوا اور امام حسینؑ کی لاش کے قریب آیا اور اس نے اپنے دونوں ہاتھ حضرتؑ کی لاش پر رکھ دیئے۔ جب گھڑسوار آئے تو انہوں نے وہاں شیر کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ انھوں نے عمر سعد سے ماجرا بیان کیا۔

عمر سعد نے کہا: یہ ایک آزمائش ہے تم اس سے ہٹ جاؤ۔ چنانچہ گھڑسوار آپؑ کو پامال کیے بغیر واپس چلے گئے۔

فاضل دربندی پامالی کے قائل ہیں اور انھوں نے اپنے نظریہ کی تائید کے لیے امام حسین علیہ السلام کا وہ شعر لکھا جسے سید ابن طاؤس نے نقل کیا: آپؑ نے شہادت کے بعد حضرت سکینہؑ سے کچھ باتیں کی تھیں، جن میں ایک بات یہ تھی:

وأنا السبط الذی من غیر جرم قتلونی

وبجرد الخیل بعد القتل عمداً سحقونی

''میں وہ فرزندِ پیغمبرؐ ہوں جسے اُنہوں نے بلاجرم قتل کیا ہے، اور قتل کے بعد اُنہوں نے میری لاش کو پامال کیا ہے''۔

مرحوم دربندی لکھتے ہیں: مظلومؑ کربلا کی پامالی کے واقعہ کو قدماء و متاخرین شعراء نے نظم بند کیا ہے اور ان میں ابن ابی الحدید معتزلی بھی شامل ہیں۔[1]

ہم سمجھتے ہیں کہ پامالی کی روایات جسے بزرگوں اور شعراء نے نقل کیا ہے اور شیر کی روایت میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ دونوں روایات صحیح ہیں۔

---

① مؤلف کتاب ہذا عرض کرتا ہے: بحارالانوار، جلد ۱۰۱، ص ۴۴، حدیث ۸۴ میں رسولِ خدا کا یہ فرمان مرقوم ہے اور اس سے فاضل دربندی کے نظریہ کی تائید ہوتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اما الحسین فانه یظلم ویمنع حقه وتقتل عترته وتطؤه الخیول وینهب رحله ''حسینؑ پر ظلم کیا جائے گا، اسے اس کے حق سے محروم رکھا جائے گا، اس کی عترت کو قتل کیا جائے گا، اس کی لاش کو گھوڑے پامال کریں گے اور اس کے خیام لوٹے جائیں گے''۔

Presented by Ziaraat.Com

پہلے لاشِ اطہر کو پامال کیا گیا لیکن عمر بن سعد اس پر راضی نہ ہوا۔ وہ لعین چاہتا تھا کہ حضرتؑ کی لاش کو اس طرح سے پامال کیا جائے کہ آپؑ کے جسم کا نام ونشان تک ختم ہو جائے۔ اس نے دوبارہ پامالی کی خواہش کا اظہار کیا۔ جس پر جنابِ فِضہؓ نے شیر کو بلایا تھا اور اس نے حضرت امام حسینؑ کی لاش کو مزید بے حرمتی سے محفوظ رکھا تھا۔

فاضل دربندی اسرار الشہادۃ میں لکھتے ہیں کہ کربلا میں دو شیروں کی روایات ملتی ہیں: ایک شیر (ابوالحارث) وہ تھا جسے حضرت فِضہؓ نے بلایا تھا۔ اس کے علاوہ ایک اور شیر تھا جو شہادتِ کبریٰ کے بعد ہر رات کربلا میں آتا تھا اور مظلومِ کربلا کی لاش کے پاس بیٹھ کر اس کے بوسے لیتا تھا اور گریہ کرتا تھا۔

وہ شیر صحرا میں آ کر روزانہ امامِ مظلومؑ کربلا پر گریہ کرتا تھا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ امیر المومنینؑ تھے۔ یہاں تک کہ ہم نے فاضل دربندی کی گفتگو کا خلاصہ بیان کیا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے ان کی کتاب اسرار الشہادۃ کا مطالعہ فرمائیں۔

مرحوم مقرم اپنے مقتل کے صفحہ ۳۹۰ میں کتاب آثار الباقیۃ، ص ۳۲۹، طبع لیدن ابوریحان البیرونی کے حوالے سے لکھتے ہیں: فوجِ اشقیاء نے امام حسین علیہ السلام کے ساتھ وہ سلوک کیا جو کہ آج تک کسی بھی ملت نے بدترین لوگوں کے ساتھ بھی نہیں کیا۔ ظالموں نے امام حسین علیہ السلام کو تلوار، نیزہ اور پتھر سے شہید کیا اور ان کی لاش کو گھوڑوں کے ذریعہ سے پامال کیا۔

مقرم، کراجکی کی کتاب "تعجب" سے نقل کرتے ہیں کہ ان میں سے چند گھوڑے مصر پہنچے۔ وہاں کے لوگوں (یزید کے پیروکاروں) نے گھوڑوں کی نعلیں اُتاریں اور تبرک کے لیے انھیں اپنے گھروں میں نصب کیا۔

اس کے بعد یہ عمل لوگوں میں معمول بن گیا۔ اکثر لوگ اس طرح کی رسم ادا کرتے ہیں اور اپنے دروازوں پر گھوڑوں کی نعل آویزاں کرتے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

مرحوم فراقی نے محرق القلوب/۱۲۸، مجلس پنجم میں ایک واقعہ نقل کیا ہے جو کہ مناسب مقام ہے، لہٰذا ہم اسے نقل کرتے ہیں:

معتبر ذرائع سے منقول ہے: بنی اسد کے ایک شخص کا بیان ہے: کربلا کے علاقہ میں نہر علقمہ کے قریب میں کاشت کاری کیا کرتا تھا۔ ابن سعد کے لشکر کی واپسی کے بعد میں نے وہاں شہدائے کربلا کی عجیب وغریب کرامات کا مشاہدہ کیا جن کا ذکر کرنے سے میں قاصر ہوں۔

ایک کرامت تو یہ ہے کہ جب ہوا چلتی تو شہدائے کربلا کے اجسام سے مشک و عنبر کی خوشبوئیں شام تک پہنچتی تھیں۔ میں اکثر اوقات دیکھتا تھا کہ آسمانی ستارے اپنی جگہ کو چھوڑ کر شہدائے کربلا کے اجسام کے قریب جاتے تھے، پھر بلند ہوتے تھے۔ میں نے جا کر شہدائے کربلا کے لاشے دیکھے تو دل پارہ پارہ ہو گیا۔

یکی خونش هنوز از تن روان بود یکی جسمش بخاک و خون طپاں بود
یکی دست از تنتش خنجر بریده یکی از زندگانی پا کشیده
یکی سروقدش از پافتاده یکی از خون حنا برکف نهاده
از انجمله صغیر شیرخواری بخون غلطاں ز تیرکین شکاری
گلویش از خدنگ ظالمی چاک کشیده در لبرش گهوارہ خاک

”ان میں سے کسی کے جسم سے ابھی خون بہہ رہا تھا اور کسی کا جسم خاک وخون میں غلطاں تھا۔ کسی کا ہاتھ خنجر سے کٹا ہوا تھا۔ کسی کو قتل کیا جا چکا تھا۔ کوئی سروقد گرا ہوا تھا۔ کسی نے ہاتھوں پر خون کی مہندی لگائی ہوئی تھی۔

ان میں ایک شیرخوار بچہ بھی شامل تھا جو تیر جفا کی وجہ سے خون میں غلطاں تھا۔ اس کا گلا ظالم کے تیر کی وجہ سے چاک تھا اور وہ

Presented by Ziaraat.Com

خاک کے گہوارے میں لیٹا ہوا تھا"۔

اور جب غروب کا وقت ہوتا تو قبلہ کی جانب سے ایک شیر آتا تھا اور وہ شہدائے کربلا کی لاشوں کے درمیان جا کر بیٹھ جاتا تھا۔ جیسے ہی صبح ہوتی تو شیر واپس چلا جاتا تھا۔

کاشتکار کا بیان ہے: پہلے تو میں یہ سمجھا کہ شاید یہ شیر لاشوں کو کھانے کے لیے آتا ہے۔ لیکن جب میں نے جا کر لاشوں کو دیکھا تو انہیں کوئی گزند پہنچا ہوا نہیں تھا۔ مجھے یہ دیکھ کر انتہائی تعجب ہوا۔ ایک رات میں نے دل میں فیصلہ کیا کہ آج رات نہیں سوؤں گا اور حقیقت حال معلوم کرنے کی کوشش کروں گا۔

شام ہوئی تو میں نے شیر کو مقتل کی طرف جاتے ہوئے دیکھا۔ میں بھی آہستہ آہستہ پیچھے گیا۔ میں نے دیکھا کہ ایک شہید کی لاش پر سب سے زیادہ زخم تھے اور اس کے بدن سے سورج کی طرح سے روشنی کی شعاعیں پھوٹ رہی تھیں۔ وہ شیر اس لاش کے قریب جا کر بیٹھ گیا اور نوحہ گروں کی طرح سے ہمہمہ کیا:

چو گل بو کرد اول جسم پاکش ... بسر کردہ باکف خون و خاکش

بان حیوان نمید انم چہ رو داد ... ہمین دانم کہ زد فریاد و افتاد

بدور پیکرش میگشت گاہی ... کشیدہ از دل پرسوز آہی

گہی افتاد در خاک و فغان کرد ... بنفرین گاہ سر بر آسمان کرد

گہی بگریہ سر خویش را زدی بزمین ... چو آنکسی کہ ستم پیشہ را کند نفرین

گہی چو تعزیہ داران نشست بر سر او ... گہی چو ماتمیان گشت گرد پیکر او

گہی بگریست بر آن چون پدر بزاری زار ... گہی فتادہ بہ پہلوی او برادر وار

"پہلے تو نے اس جسم پاک کی خوشبو کو یوں سونگھا جیسا کہ پھول کو سونگھا جاتا ہے۔ پھر اس نے اپنے پنجے سے اپنے سر میں خاک

Presented by Ziaraat.Com

اور خون کو ملایا۔

خدا جانے اس جانور کی روئیداد کیا تھی۔ میں اتنا جانتا ہوں کہ وہ فریاد کرتا تھا اور گر پڑتا تھا۔ کبھی وہ سید الشہداء امام حسینؑ کے جسم اطہر کے گرد چکر لگاتا تھا اور دل سے پُرسوز آہ نکالتا تھا۔ کبھی خاک پر گر جاتا اور فریاد کرتا تھا۔ کبھی آسمان کی طرف منہ کر کے قاتلوں پر لعنت کرتا تھا۔ کبھی اپنے سر کو زمین پر پٹختا تھا، یوں دکھائی دیتا تھا جیسا کہ وہ ظالم پر لعنت کر رہا ہو۔

کبھی اہلِ عزا کی طرح سے اس کے سرہانے بیٹھتا تھا اور کبھی ماتمیوں کی طرح سے اس کے گرد چکر لگاتا تھا۔ کبھی مہربان باپ کی طرح سے زار و زار گریہ کرتا تھا اور کبھی کسی بھائی کی طرح سے مظلومِ کربلا کی لاش کے پہلو میں بیٹھا تھا"۔

یہ حالت دیکھ کر میری حیرت میں اضافہ ہوا۔ پھر اچانک میں نے دیکھا کہ اس صحرا میں کئی مشعلیں اور شمعیں روشن ہو گئیں اور صحرا میں دن سے زیادہ روشنی پھیل گئی۔ پھر اس صحرا میں نوحہ وشیون کی صدائیں ہر طرف سے بلند ہوئیں اور سر وسینہ پر ماتم کی آوازیں آنے لگیں۔

ہر طرف سے واحسیناہ ، وا اماماہ، وامظلوماہ کی صدائیں بلند ہوئیں۔ یہ آوازیں سن کر میں لرزنے لگا اور میں ایک آواز کے قریب گیا اور کہا: تجھے خدا اور رسولؐ کی قسم ہے مجھے بتاؤ کہ تم کون ہو اور تمھارے رونے کا کیا سبب ہے؟

ایک نے جواب دیا: ہم جنات کا گروہ ہیں اور تو جس شہید کو دیکھ رہا ہے یہ رسولِؐ خدا کا فرزند دلبند امام حسینؑ مظلوم ہے جو کہ تمام مخلوقات پر خدا کی حجت ہے۔ اسے ظلم وستم سے شہید کیا گیا ہے۔ اسی لیے ہم لوگ ہر رات یہاں آ کر امامِ مظلوم کربلا

Presented by Ziaraat.Com

کی نوحہ خوانی کرتے ہیں۔

میں نے ان سے کہا: یہ شیر جو ہر رات آتا ہے اس کا کیا ماجرا ہے؟

جواب ملا: یہ شیر خدا علیؑ بن ابی طالبؑ ہے اور یہ مظلومِ کربلا کا والد ہے۔ جو بھی غمِ حسینؑ میں گریہ کرتا ہے وہ شیر خدا کے ساتھ شریک ہوتا ہے اور وہ فاطمہؑ زہراء کی مدد کرتا ہے اور وہ خدا کی طرف سے عظیم ثواب کا حق دار قرار پاتا ہے۔

طرماح اور زیارتِ رسولؐ خدا

ناسخ، جلد ۳/۱۵ میں ابومخنف کے حوالے سے مرقوم ہے: طرماح بن عدی کا بیان ہے: میں روزِ عاشورا کی جنگ میں زخمی ہو کر گر گیا تھا۔ لوگوں نے مجھے مُردہ سمجھ کر چھوڑ دیا۔ میں حلفیہ کہتا ہوں کہ شامِ غریباں میں بیدار تھا۔ میں نے اپنی آنکھوں سے یہ منظر دیکھا کہ بیس گھڑ سوار میدان میں آئے۔ سب نے سفید لباس پہنے ہوئے تھے۔ ان کے آنے سے مقتل معطر ہو گیا۔ میں نے دل ہی دل میں کہا: ہو نہ ہو ابن زیاد آیا ہے اور شاید وہ امام حسینؑ کی لاش کا حلیہ خراب کرنا چاہتا ہے۔

پھر میں نے دیکھا کہ ان سواروں میں سے ایک سوار امامِ مظلوم کربلاؑ کی لاش کے قریب گیا، اور گھوڑے سے اُترا۔ اس وقت شہدا کے سر کوفہ روانہ کیے جا چکے تھے۔ اس شخص نے کوفہ کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے دیکھا کہ امام حسین علیہ السلام کا سر آ گیا اور ان کے بدن سے ملحق ہو گیا، پھر اس شخص نے ان سے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا:

میرے فرزند! ظالموں نے تجھے قتل کر دیا، جب کہ وہ تجھے اچھی طرح سے جانتے پہچانتے بھی تھے۔ ظالموں نے تیرا پانی بند کر دیا تھا۔ ان لوگوں نے خداوند غالب کے خلاف کتنی بڑی جسارت کا مظاہرہ کیا ہے۔

اے میرے پدر! آدمؑ، ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اے میرے برادر موسیٰؑ و عیسیٰؑ! کیا تم نہیں دیکھتے کہ میری اُمت کے باغی افراد نے میرے فرزند سے کیا سلوک کیا

Presented by Ziaraat.Com

ہے؟ اللہ تعالیٰ انھیں میری شفاعت سے دُور رکھے۔

طرماح بیان کرتے ہیں: جب میں نے یہ گفتگو سنی تو پتہ چلا کہ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں۔

روزِ عاشورا ابن عباس کا خواب

ناسخ، جلد ۳/۱۶ میں طریحی سے منقول ہے: ابن عباس کا بیان ہے: میں روز عاشورا دوپہر کے وقت مدینہ منورہ میں اپنے گھر میں سویا ہوا تھا۔ مجھے رسولؐ خدا کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپؐ آنسو بہا رہے تھے اور آپؐ کے بال کھلے ہوئے تھے۔ سرِ اطہر اور ریش مبارک میں خاک تھی۔ آپؐ کے ہاتھ میں خون سے بھری ہوئی دو شیشیاں تھیں۔

میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! آپؐ پریشان کیوں ہیں اور خون کی شیشیاں کیسی ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: ایک شیشی میں میرے فرزند حسینؑ کا خون ہے اور دوسری میں حسینؑ کے اصحابؓ اور اہلِ بیتؑ کا خون ہے۔ میں ابھی ابھی مقتلِ حسینؑ سے واپس آ رہا ہوں۔

میں خواب کی ہیبت سے بیدار ہو گیا اور میں نے وہ وقت اور دن لکھ لیا۔ میرے غم میں روزانہ اضافہ ہوتا رہا۔ پھر ٹھیک چوبیس دن بعد حضرت امام حسینؑ کی شہادت کی خبر مدینہ پہنچی۔ میں نے حساب کیا تو وہ وہی دن تھا، جس میں مَیں نے خواب دیکھا تھا۔

ابن سعد کے حکم پر خیام کی آتش زدگی

تاریخ میں مرقوم ہے کہ جب ابن سعد نے کوفہ جانے کا ارادہ کیا تو وہ لشکر کی ایک

Presented by Ziaraat.Com

جماعت لے کر خیام آلِ محمدؐ کے قریب آیا اور حکم دیا کہ خیامِ آلِ محمدؐ کو نذرِ آتش کر دو۔

خیام کو آگ لگی تو مخدراتِ عصمت کی چیخیں بلند ہوئیں اور رسولؐ زادیاں سراسیمہ ہو کر خیام سے باہر نکل آئیں۔ سروپا برہنہ ہو کر مقتل کی طرف گئیں اور لاشۂ حسینؑ پر اپنی غریبی کا ماتم کیا۔

بحار، جلد ۴۵/۵۸ اور لہوف، ص ۱۳۲ میں حمید بن مسلم سے روایت ہے:
ظالموں نے مخدراتِ عصمت کو خیام سے باہر نکالا، پھر خیام کو آگ لگا دی۔ خاندانِ نبوتؐ کی شاہزادیاں سروپا برہنہ مقتل میں آئیں۔

فلما نظرت النسوة الی القتلٰی صحن وضربن وجوههن قال واللّٰه لا انسٰی زینب بنت علی علیه السلام وهی تندب الحسین وتنادی بصوت حزین وقلب کسئب

"جب پردے دار بیبیوں کی نظر لاشوں پر پڑی تو چیخیں مار مار کر روئیں اور اپنے چہروں پر ماتم کیا۔ خدا کی قسم! میں حضرت زینبؑ بنت علیؑ کو بھلا نہیں سکتا جو دردناک لہجہ میں حسینؑ کا مرثیہ پڑھ رہی تھی"۔

حضرت سیدہ زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا کا مرثیہ

بی بی نے مقتل میں یہ مرثیہ پڑھا:

وامحمداہ صلی علیك ملیك السماء هذا حسین مرمل بالدماء، مقطع الاعضاء وبناتك سبایا، الی اللّٰه المشتکٰی والی محمد المصطفٰی والی علی المرتضٰی والی حمزة سیدالشهدا

وامحمداہ هذا حسین بالعرآء لیسفی علیها العبا

Presented by Ziaraat.Com

قتیل اولاد البغایا یاحزناہ یاکرباہ ، الیوم مات جدی رسول اللّٰہ ۔ یااصحاب محمدؐ، ھؤلآء ذُریۃ المصطفیٰ یساقون سوق السبایا

''نانا محمد مصطفیٰؐ! آسمان کے مالک کا تجھ پر درود ہو۔ یہ حسینؑ ہیں جو خون میں غلطاں ہیں جس کے اعضاء کٹے ہوئے ہیں اور آپؐ کی بیٹیاں قیدی ہوگئی ہیں۔ میں اللہ، نانا جان آپ، علی مرتضیٰؑ اور حمزہؑ سیدالشہداء سے اس کی شکایت کرتی ہوں۔

نانا محمد مصطفیٰؐ! یہ حسینؑ ہیں جو کہ بیابان میں پڑے ہوئے ہیں۔ ان کی لاش پر ہوا چل رہی ہے۔ حرام زادوں کے ہاتھوں قتل ہوئے ہیں۔ ہائے میرا غم ہائے میرا درد و الم، آج میرے نانا رسولؐ اللہ کی وفات ہوئی ہے۔

اے اصحابِ محمدؐ! یہ نبی مصطفیٰؐ کی اولاد ہے، جنھیں قیدی بنا کر لے جایا جا رہا ہے۔ نانا جانؐ! آپؐ کے فرزند کا سر پسِ پشت سے کاٹا گیا ہے اور اس کے ہتھیار اور اثاثہ لٹ چکا ہے''۔

میرے ماں باپ اس پر قربان، جسے سوموار کے دن لوٹا گیا ہے۔①

میرے ماں باپ اس پر قربان، جس کے سرو پردہ کو سرنگوں کیا گیا ہے۔

میرے ماں باپ اس پر قربان، جس کی واپسی کی اُمید نہیں ہے اور وہ ایسا زخمی ہے جو کہ علاج کے قابل نہیں ہے۔

میرے ماں باپ اس پر قربان، جو غم و اندوہ لے کر اس دنیا سے رخصت ہوا ہے۔

---

① سوموار کے دن رسولؐ خدا کی وفات ہوئی تھی اور لوگوں نے حضرت علیؑ کی خلافت غصب کر لی تھی۔ شاید بی بی پاکؑ نے بھی اسی طرف اشارہ کیا ہو اور بتایا ہو کہ حسینؑ قتیلِ کربلا نہیں بلکہ قتیلِ سقیفہ ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

میرے ماں باپ اس پر قربان، جس پر میری جان قربان ہے۔

میرے ماں باپ اس پر قربان، جسے پیاسا ذبح کیا گیا ہے۔

میرے ماں باپ اس پر قربان، جس کی کھوپڑی کا خون اس کے سر اور چہرے پر جاری ہوا۔

میرے ماں باپ اس پر قربان، جس کا نانا محمد مصطفیؐ ہے۔

میرے ماں باپ اس پر قربان، جو پیغمبرؐ ہدایت کا نواسہ ہے۔

میری جان محمد مصطفیؐ، خدیجہؑ کبریٰ، علی مرتضیٰؑ اور سیدۃ النساء فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا پر قربان۔

میری جان اس پر قربان، جس کے لیے سورج پلٹ آیا اور اس نے نماز پڑھی۔

راوی کہتا ہے: جب سیدہ زینبؑ کبریٰ نے یہ دلخراش بین کیے، تو آپؑ کے بین سن کر تمام دوست و دشمن رونے لگے۔

مخدراتِ عصمت شہداء کی لاشوں پر بیٹھ کر زار و قطار رو رہی تھیں۔ حضرت سکینہؑ دختر حسینؑ اپنے والد کے پارہ پارہ بدن کو سینہ سے لگائے رو رہی تھیں اور ان کے دلخراش نالوں سے سنگ دل افراد کے دلوں کے بھی ٹکڑے ہو گئے تھے۔

کربلا میں شہدائے بنی ہاشم کی تعداد

بحار، جلد ۴۵/۶۲، عوالم، جلد ۱۷/۳۴۳، مناقب ابن شہر آشوب، جلد ۴/۱۱۲ پر مرقوم ہے: شہدائے بنی ہاشم کی تعداد میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ ہم یہاں پر مناقب کا متن پیش کرتے ہیں۔

بنی عقیلؑ کے نو شہید ہیں: حضرت مسلم بن عقیلؑ (جو کہ کوفہ میں شہید ہوئے) حضرت جعفرؑ، حضرت عونؑ، حضرت عبدالرحمٰنؑ، حضرت محمد بن مسلمؑ، حضرت عبداللہ بن مسلمؑ، حضرت جعفر بن محمد بن عقیلؑ اور حضرت محمد بن ابی سعید بن عقیلؑ

Presented by Ziaraat.Com

مؤلف کہتا ہے: شہدائے بنی عقیلؑ کی تعداد اس لحاظ سے آٹھ بنتی ہے، نو نہیں۔
علامہ مجلسی اور صاحب عوالم رقم طراز ہیں: مناقب میں سات بنی عقیلؑ کے شہداء کے نام لکھے ہیں، پھر انھوں نے ان میں عونؑ و محمدؑ دو فرزندان عقیلؑ کا اضافہ کیا ہے۔ اس طرح سے بنی عقیل کے شہداء کی تعداد دس ہو جاتی ہے۔
(وضاحت: معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے بزرگوں کو حساب کرنے میں تسامح ہوا ہے ورنہ سات کے ساتھ دو جمع کیے جائیں تو تعداد دس نہیں بلکہ نو بنتی ہے۔ من المترجم عفی عنہ)
ناسخ میں بنی عقیلؑ کے شہدا کی تعداد سات لکھی ہوئی ہے اور اگر ان میں حضرت مسلمؑ کو شامل کیا جائے تو ان کی تعداد آٹھ بنتی ہے۔
حضرت جعفر طیارؑ کی اولاد میں سے کربلا کے میدان میں تین افراد نے شہادت پائی تھی جن کے نام یہ ہیں: محمد بن عبداللہ بن جعفر، عون الاکبر بن عبداللہ، عبداللہ بن عبداللہ ①

اولاد امیر المومنینؑ میں سے نو افراد نے میدان کربلا میں شہادت کا اعزاز حاصل کیا تھا: (۱) حضرت امام حسینؑ (۲) حضرت عباس علمدارؑ (۳) ایک قول کے مطابق حضرت محمد بن عباس (۳) حضرت عمر (۵) حضرت عثمان (۶) حضرت جعفر (۷) حضرت ابراہیم (۸) حضرت عبداللہ اصغر (۹) حضرت محمد اصغر (۱۰) جب کہ حضرت ابوبکر کی شہادت کے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے۔
ناسخ میں امام حسین علیہ السلام کے علاوہ اولادِ المومنینؑ میں سے نو شہدا بیان کیے گئے ہیں جو کہ حسب ذیل ہیں:
(۱) حضرت عبداللہ اصغر (۲) حضرت عمر بن علی (۳) حضرت ابراہیم بن علی (۳) حضرت عبداللہ بن علی (۵) حضرت جعفر بن علی (۶) حضرت عثمان بن علی (۷) حضرت

① بحار اور عوالم میں ان کا نام عبید اللہ بن عبداللہ لکھا ہوا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

محمد بن علی (۸) حضرت عون بن علی (۹) حضرت عباس بن علی علیہم السلام۔

امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے چار فرزند میدانِ کربلا میں شہید ہوئے: (۱) ابوبکر بن حسنؑ (۲) عبداللہ بن حسنؑ (۳) قاسم بن حسنؑ (۴) ایک قول کے مطابق بشر بن حسنؑ۔ دوسرا قول یہ ہے: عمر بن حسنؑ اور وہ صغیر الحسنؑ تھے۔

صاحبِ ناسخ لکھتے ہیں: امام حسینؑ کے ساتھ حسن مجتبیٰ کے سات فرزند کربلا میں موجود تھے جن میں سے پانچ نے میدان میں شہادت کا رُتبہ حاصل کیا تھا۔ امام حسین کی اولاد کے متعلق اختلاف ہے۔ بعض اہلِ تاریخ نے لکھا ہے: کربلا میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے چھ فرزند شہید ہوئے تھے۔

(۱) علی اکبرؑ (۲) ابراہیمؑ (۳) عبداللہؑ (۴) محمدؑ (۵) حمزہؑ (۶) علیؑ (۷) جعفرؑ اور (۸) عمرؑ (۹) زید عبداللہ حضرتؑ کے ہاتھوں پر شہید ہوئے تھے۔

مؤلف کتاب ہذا عرض کرتا ہے: مناقب، جلد ۴/۱۱۲، بحار، جلد ۴۵/۶۲ اور عوالم، جلد ۱۷/۳۴۳ میں یہ عبارت ہے: وستة من ولد الحسین۔

یعنی اولادِ حسین علیہ السلام میں سے چھ فرزند شہید ہوئے لیکن جب نام گنوانے کی باری آئی تو نو نام گنوائے گئے ہیں۔

علاوہ ازیں بحار، جلد ۴۵/۶۳ اور عوالم، جلد ۱۷/۳۴۳ میں مناقب کے حوالے سے مروی ہے: حسنؑ بن حسنؑ کا ہاتھ کٹ گیا تھا اور وہ قیدی بنا تھا۔

حضرت امام زین العابدینؑ کربلا میں ذبح ہونے سے بچ گئے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپؑ بیمار تھے اور امام حسین علیہ السلام نے آپؑ کو اذنِ جہاد نہیں دیا تھا۔

ایک قول یہ بھی ہے: محمد اصغر فرزند امیر المومنینؑ بھی شہید نہیں ہوئے تھے کیونکہ وہ بیمار تھے۔ بعض مورخین کا خیال ہے: بنی دارم کے ایک شخص نے انہیں مار کر شہید کر دیا تھا۔

الا لعنة اللّٰه علی القوم الظالمین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

Presented by Ziaraat.Com